

www.sirat-e-mustaqeem.net

مُزْتَبَدٌ

محمد وصی خان

دوم

حصہ

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی فیضیت کے ۲۵۰ سے زیادہ حیرت انگیز اور
سچے واقعات کا مجموعہ جن کو آج تک کسی کتاب میں یکجا نہیں کیا گیا۔

رحمت اللہ بک ایجنسی
بمبئی بازار - کھٹارادر - کراچی ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
یا صاحب العصر والزمان ادرکنی

علی علی (عصہ دوم)

موقف و مرتبہ — محمد و صہی خاں

* فضائل اور مناقب امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام
کا تلامذہ خیز دریا جس کے تیز پھیر طوں کی تاب نہ لا کر بغیافت کی کشتی بیچ منجھڑا
ہیں آیکو ڈوبتی نظر آئے گی۔

یہ کتاب نحمدان علی کیلئے عقیدت اور حقائق کا ایک ایسا بے نظیر
تحفہ ہے جسکو آپ کہیں فراموش نہ کر سکیں گے۔ آپ پڑھیں اور دوسروں کو
بھی پڑھائیں تاکہ زمین و آسمان کے درمیان گونجنے والی علی علی کی صد اکو وہ
صاف طور پر سننے کی سعادت حاصل کریں۔

ناشر

رحمت اللہ بک انجینی۔ ناشران و تاجران کتب
بہمنی بازار نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد کھارادر کراچی ۲



تقریظ

آئیں

استاد محترم محقق عمر علیجناب علی حسنین شیفتہ ایم اے تاج الافاضل

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام
تصدیق رسالت کیلئے اسی طرح اللہ کی نشانی
اور معجزہ ہیں جس طرح قرآن مجید ابھی وہ ہے
کہ رسول اللہ نے فرمایا "صلی مع القرآن والقرآن
مع علی لمن یتفرقا حتی یرد علی (الحق)
یعنی "علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن
علی کے ساتھ ہے یہ دونوں ایک دوسرے
سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ ایک ساتھ دونوں میرے پاس جو حق کو نہ پہنچے آجائیں دیکھئے
مستدرک حاکم جلد ۱۲ (صفحہ ۱۲۲) اور رسول اللہ نے فرمایا "مرجم اللہ علیہما اللہم ادبر الحق معہ
حیث داسا یعنی اللہ علی ہر جم فرمائے۔ اے اللہ حق کو علی کے ساتھ ادھوی بھرتا جا
جد علی پھیریں" مستدرک حاکم جلد ۱۲ (صفحہ ۱۲۲)

جناب محمد وصی خاں صاحب اپنی دنیاوی مصروفیات کے ساتھ ساتھ نشر فضائل آل رسول
کے سلسلے میں جو بیش بہا خدمتیں انجام دے رہے ہیں وہ یقیناً قابل تحسین ہیں۔ انھوں نے
اپنی کتاب "علی علیہ السلام" کے جلد اول کے لجلات علی علیہ السلام، حقہ دوم نشر و اشاعت کے لئے تیار کر دی ہے
اس حقہ میں بھی نہایت دلچسپ معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ خدا کرے ان کی یہ خدمتیں بارگاہ
الہی، دربار مصطفیٰ اور نگاہ مومنین میں مقبول ہوں۔

علی حسنین شیفتہ

۳۰ اگست ۱۹۸۰ء

کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا صاحب العصر والزمان ادرکنی
قطع در شان مولا کا پینا!

"ع" سے عین عبادت کا سراجام ہوا!
"ل" وہ لام کہ جس لام سے اسلام ہوا!
"ی" سے یاد رہوئے مشکل میں ہر اک بندوں کی
صدقے اس نام کے کیا خوب "علی" نام ہوا!

میری شہرت کا سبب مدحت حیدر کو بھی
ورنہ اباب سخن میں میرا رتبہ کیا ہے



مؤلف و مرتب کتاب

محمد وصی خاں

صدر

محفل حیدری ناظم آباد کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب عقیدت

جب انسان کو جکڑ لیتی ہیں ناکاحی کی زنجیریں
 نہ دولت کام آتی ہے نہ کام آتی ہیں تدبیریں
 اگر ایسی گھڑی آئے تو گھبرا نا نہیں خاکی!
 علی کا نام لینے سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
 (ڈاکٹر مسعود خاکی)

میں اپنی کتاب علیؑ علیٰ حصہ دوم کو دل کی تمام گہرائیوں، دماغ کی تمام
 وسعتوں، ذہن کی تمام بالیدگیوں اور عقیدت و شوق کی تمام ایمانی کیفیتوں
 کے ساتھ یہ دیکھ ولا اور نہ رائے عقیدت و ارث قبول دلیہ رسولؐ،
 ولایت مآب حضرت ولی عصر عجی و اسطراح المؤمنین لہ الفدا کی خدمت
 اقدس میں! حقیقت کثرت ہے!!!

• طلبگار معرفت بخشش گناہ کا طالب دل کی گہرائیوں کے ساتھ ملتی
 ہے کہ فرست اللہ ان و انصار میں میرے نام کے درجہ کرنے کا حکم فرمائیں
 • آخر میں اپنی شہزادی کون و مکاں کی بارگاہ سے اپنے والد بزرگوار
 جناب محمد عسکری خاں مرحوم اور شہسوار سید نذر الحسن رضوی کی مغفرت
 کے لئے دست بستہ ملتی ہوں اور مؤمنین کرام سے ایک سورۃ فاتحہ
 کی استدعا کرتا ہوں۔

حزب حق کی ولادت کا سورۃ فاتحہ
 حضرت سید محمد باقر کے روح پرور کتب
 حضرت سید محمد باقر کے روح پرور کتب
 حضرت سید محمد باقر کے روح پرور کتب

گزارش

مؤمنین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کسی قسم کی کوئی غلطی
 و کوتاہی ہو گئی ہو تو قارئین کرام اس گنہگار کو نہ صرف یہ کہ معاف کر دیں بلکہ
 مجھے میری کوتاہی سے آگاہ بھی فرمادیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی
 اصلاح و تلافی کر دوں۔

• دوسری گزارش مؤمنین سے یہ ہے کہ ان کے پاس فضائل مولائے
 کائنات کے سلسلے میں تحریری طور پر مواد موجود ہو یا معجزہ کی صورت
 میں ان کے ذہن میں محفوظ ہو تو وہ مجھے بھیج دیں ان کو شائع کر دوں گا
 تاکہ اس واقعہ سے دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ نیز کتاب میں واقعہ مذکور
 ہو جانے کے بعد محفوظ بھی ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ میری اپیل صد البصر آئے گی
 نہ ہوگی اور ضروری حد تک مؤمنین خاص و عام فرمائیں گے۔ (محمد ولی خان)

علیؑ علیٰ حصہ دوم

سندھ آفیسٹ پریس
 سید محمد یوسف رضوی

ایک ہزار

نام کتاب
 نام مؤلف
 طباعت
 کتابت
 تعداد کتاب

- ۱۔ رحمت اللہ علیہ ایچ بی بی بانیہ
- ۲۔ محفوظ علی ایچ بی بی بانیہ
- ۳۔ احمد علی ایچ بی بی بانیہ

مقصد تالیف و ترتیب

کتاب علی علیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دوم بھی حصہ اول کی طرح ہر پرکارین ہے یہ نہ رانہ
اس عظیم ہستی کے حضور پیش خدمت ہے جو دنیا کو عزت نفس کا سبق دینے اور احساس
خروجی سے نکالنے کے لئے — آپ نے دیا اور رسول پر حق کا پیغام پہنچا
گر دار و عمل کے ذریعہ دنیا میں پہنچایا اور انسانوں کو بتایا کہ خدا کی رضا و عبادت
کے ساتھ ساتھ خدمت خلق ہی سے حاصل کی جاسکتی ہے ہمارا یہ اولین
فرض ہے اور اس کتاب کی اشاعت کا مقصد بھی یہی ہے کہ امیر المؤمنین علی ابن
ابی طالب علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی کے مختلف گوشے سامنے لائے جائیں تاکہ
دنیا ان کی سیرت و کردار و معجزات و کمالات کی روشنی میں اپنی زندگیوں
کے دلکش محل تعمیر کر سکے۔ زیر نظر کتاب میں ہم نے مشاہیر اہل قلم کے
افکار و عالیہ واقعات کی صورت میں شائع کئے ہیں اور فضائل امیر المؤمنین
کو اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

• ہمارے نزدیک علی کی ذات کسی ایک فرقہ یا مذہب کی ملکیت نہیں
ہے بلکہ وہ ساری کائنات کے ناخدا ہیں اور ہر انسان ان پر یکساں حق
نکھتا ہے اس کے خیالات ان کے متعلق جو بھی ہیں وہ اس کا اظہار کرے
اس لئے ممکن ہے ایسی عبارت بھی کتاب میں زیر نظر آجائے جس سے آپ
متفق نہ ہوں تو اسے مضمون نگار کے مکتب فکر کی روشنی میں ہی دیکھنا چاہیے
اور روح مضمون کو اولیت دینا چاہیے۔

میری التجا ہے کہ یا صاحب العصر میری اس سعی کو قبول کیجئے جو میں نے آپ کے
جلد کے فضائل و مناقب کو دنیا میں آجاکر کرنے کے لئے کی ہے۔ آمین

اظہار تشکر

طہ مجھ کو بھی مثل سلمان و بلال ذر
وہی خواجہ تاشی وہی نیک نامی
(مولانا اختر عوبانی)

میں ان تمام حضرات کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے دے،
درے، قدرے اور سچے اس ضمن میں میری معاونت فرمائی۔ کچھ دلائل پہلے
میں اپنے دفتری کاموں کی الجھنوں کی وجہ سے کافی پریشان ہو گیا تھا کچھ سمجھ میں
نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں امید کی کوئی کرن نظر نہیں آ رہی تھی کہ میں کس طرح
ان الجھنوں اور پریشانیاں سے نجات پاؤں گا لیکن میرے یہ احباب مفکر
اسلام حضرت علامہ عباس حیدر عابدی صاحب، جناب علامہ رضی جعفر صاحب
جناب مولانا مصطفیٰ حسین جوہر صاحب۔ جناب مولانا ڈاکٹر صادق حسین صاحب
جناب مولانا سید ذکی الاجتہادی صاحب قبلہ جناب ہمدانی محمد نواز خاں نیانہ۔ جناب
مولانا مفتی فقیر محمد صاحب حسینی۔ جناب زمان صاحب جناب مولانا ظفر جوہروری
جناب مولانا حمید حسین صاحب۔ جناب علامہ طالب جوہری صاحب قبلہ جناب
مولانا عباس کیلی صاحب، جناب مولانا محمد باقر صاحب قبلہ جعفری، جناب مولانا علی
سرکار صاحب قبلہ جناب مولانا انعام اختر صاحب، جناب عالی جوہروری صاحب
جناب پروفیسر سر داد الفتوی صاحب، جناب محترم جوہروری صاحب، جناب موسیٰ
رضوی صاحب، جناب سجاد حیدر عرف جانی صاحب، سید مختار جعفری صاحب
جناب شاہ حسین حماد صاحب۔ جناب شاگر صاحب، جناب علی امام صاحب
جناب انصار حسین واسطی صاحب جناب راحت حسین صاحب جناب ضمیر عباس
صاحب، جناب ارتضیٰ عابدی صاحب جناب شمیم حیدر جعفری صاحب جناب
نعمت عباس عابدی صاحب جناب سید محمد پور سلف رضوی صاحب۔ جناب سرور حسین
صاحب جناب قیصر عباس صاحب، جناب انور حسین صاحب، جناب یحیٰ حسین صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر درد کی دوا علی دافع بلا علی
ہر مرض کی شفا علی رد قضا علی

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	اضافی سرورق	۱	۱۵	۳۱
۲	فوطہ صاحب کتاب	۲	۱۶	۳۲
۳	گزشتہ	۳	۱۷	۳۲
۴	انتساب عقیدت	۴	۱۸	۳۳
۵	مقصد تالیف و ترتیب	۵	۱۹	۳۴
۶	اظہار تشکر	۶	۲۰	۳۵
۷	تقریظ	۷	۲۱	۳۶
۸	"	۸	۲۲	۳۷
۹	" علامہ ذکی الاجتہاد قبلہ	۹	۲۳	۳۸
۱۰	" علامہ رفیع جعفر قبلہ	۱۰	۲۴	۳۹
۱۱	" مولانا سید حیدر حسین صاحب	۱۱	۲۵	۴۰
۱۲	نذرانہ عقیدت	۱۲	۲۶	۴۱
۱۳	علی اور اولاد علی کے کارنامے	۱۳	۲۷	۴۲
۱۴	تاریخ کی زبانی دیونہ واقعات	۱۴	۲۸	۴۳

جناب علی حسنین صاحب سلیم ایڈیٹر۔ جناب رضا انصاری صاحب۔ جناب نور رشید
برٹ صاحب جناب مولوی عباس عابدی صاحب۔ جناب اشرف حسین نیدی صاحب
جناب عبدالکیم مشتاق صاحب۔ جناب تحسین صاحب محفل شاہ خراسان
جناب سید سرفران حسین صاحب لٹریچر اور جناب سید محمود الحسن دھیری
صاحب جناب خواجہ آل علی صاحب پودھری شفیق خیر پور۔ جناب پودھری
قمر عباس صاحب خیر پور اور مولانا علی سرکار، جنکی دعاؤں اور قابل قدر کلمہ
نیز میری الجھنوں اور پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے عملی کوششوں
کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتا۔

میں آئمہ اطہار اور نبی بی سیدہ کی بارگاہ میں دست بدمعاہوں کے
پروردگار عالم ان لوگوں کو خوش فرم اور قائم و دائم رکھے۔ ہر قسم کی مرضی و
سمادی بیماریات و آفات سے محفوظ رکھے۔ اور دنیاوی الجھنوں اور پریشانیوں
سے نجات دے اور زندگی کے ہر شعبے میں ان لوگوں کو کامیابی و کامرانی
نصیب ہو۔ آمین!

خادمِ قدم دعویٰ خات یہ ہم سے تعاون کرتے ہیں

ادارہ محفل حیدری جناب سید رضا دھیری (آگرہ) سال ساکن بہار
کالونی جمشید پور اور جناب عبدالکیم مشتاق صاحب کا شکر گزار ہے جو
اپنے قیمتی مشورہ اور عملی تعاون سے ادارہ کی مطبوعات کو کامیاب طریقہ سے
پیش کرنے میں مدد فرماتے ہیں۔ بارگاہ مرصعہ میں آپ کی صحت
دراز رہی عمر ابد کامرانی کے لئے تلقی ہے۔

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
۲۴	درصفت مرتبہ بنام حضرت علیؑ	۳۹	محمد علیؑ کے لئے	۵۲
۲۵	ایک باغی کے پیر کو دینا زندہ رہے گا	۴۰	حضرت علیؑ حضرت عمرؓ کو ایک مفید مشورہ	۵۲
۲۶	دافعہ دیر کی بیعتی سے انکار	۴۱	نعتی کو قتل کر دو	۵۳
۲۷	کہنے والوں کا انجام	۴۲	حضرت علیؑ کے ساتھ حضرت جبریلؑ لڑتے تھے	۵۴
۲۸	اسپین (عرب) میں اسلام کے نابود ہونے اور مشرق میں باقی رہنے کا راز!	۴۳	خلیفہ کا دروازہ میں نے فوت الہی سے اٹھایا	۵۵
۲۹	حضرت علیؑ ادنی الامور خلیفہ رسول تھے!	۴۴	حضرت علیؑ کے لئے جبریلؑ امام شافعیؒ اور رب علیؑ	۵۵
۳۰	حضرت علیؑ کی جانبازی	۴۵	ابن الحدید اور رب علیؑ	۵۶
۳۱	کتاب اسلامی تاریخ کے اہم پہلو	۴۶	جس نے علیؑ کا حق پہچاننا وہ جلتی ہے	۵۸
۳۲	نیری ضرب ضرب بخیر رہی ہے ("محمد علیؑ کے)	۴۷	حضرت علیؑ علیہ السلام پہلے حافظ قرآن تھے	۵۸
۳۳	بیرم خاں، خان خاناں اور حب علیؑ!	۴۸	ہر ورق پر نام علیؑ کند ہے	۵۹
۳۴	بہادر شاہ ظفر اور حب علیؑ	۴۹	حضرت علیؑ کی سخاوت کا حال	۶۰
۳۵	حضرت حسنؑ اور حب علیؑ	۵۰	حافظ شیرازی اور رب علیؑ	۶۵
۳۶	نعرہ شہید کی قوت	۵۱	جس کے لئے قتل کیا اسی نے پھانسی سے بچا لیا	۶۵
۳۷	دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے	۵۲	دنیا کا سب سے بڑا اندھ	۷۲
۳۸	فرشتہ موت کا انکشاف	۵۳	پیر مسلم فلا کاہ	۷۵
۳۹	نعرہ شہید سے دشمن کا دم نکل گیا	۵۴	علیؑ کا قبضہ مدح ان کی مدح پر تھا	۸۵

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۰۶	دشمن کو دے دی	۸۶	علیؑ کا لسان اللہ ہونا	۵۷
۱۰۷	وہ لوگ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔	۸۷	علیؑ کی نظر میں سب برابر ہیں	۵۸
۱۰۸	بلوچستان کے سنگ سیاہ پر حضورؐ کا اسم مبارک	۸۸	دل میں کچھ زبان پر کچھ	۵۹
۱۰۹	نجد اور بنی آل پاک ملائکہ کے نیاز مند نہیں۔	۸۹	مشہور تعزیر	۶۰
۱۱۰	خدا کے اذن سے ہم مرے زندہ کر سکتے ہیں۔	۹۰	عبادت ہو تو ایسی	۶۱
۱۱۱	نوشیرواں کی کھوپڑی سے ہم کلام ہونا۔	۹۱	"میں قتل ہو جاؤں اور تو امیر شام ہو جائے"	۶۲
۱۱۲	سیال شہداد کے ایک قطرہ خون کی کرامت!	۹۲	حضرت علیؑ علیہ السلام کا علم!	۶۳
۱۱۳	روزِ عاشورہ پتھر کے شیر کی تلکھڑکی آسنو جاری ہونا	۹۳	مہاجلی حضرت علیؑ	۶۴
۱۱۴	معرکہ حق و باطل میں ہر طرف علیؑ ہی نظر آئے	۹۴	"ناد علیؑ" کا معجزہ	۶۵
۱۱۵	مولانا علیؑ سے خود جبریلؑ نے سوال کیا "جبریلؑ کہاں ہیں؟"	۹۵	میں نے نہ کوئی دروازہ بند کیا نہ کھولا	۶۶
۱۱۶	معجزے اب بھی ہوتے ہیں	۹۶	امام محمد تقیؑ کی کرامت	۶۷
۱۱۷	تائید حق میں پہلی شہادت علیؑ کی ہے	۹۷	علیؑؑ غریبوں کے امام تھے۔	۶۸
۱۱۸	نبی کے علم غیب پر اعتراض کرنے والے کو	۹۸	نا قابل فراموش	۶۹
		۹۹	آل محمدؑ کی محبت پر مبنی	۷۰
		۱۰۰	مشہور حدیث	۷۱
		۱۰۱	فاکر حسینؑ کی قبر کی برکت	۷۲
		۱۰۲	فوتی ۱۳ سال پرانی لاشیں	۷۳
		۱۰۳	سرخ سر سے خون جاری ہونا	۷۴
		۱۰۴	جنگ میں علیؑ نے اپنی تلوار	۷۵

نمبر شمار	عنوانات	نمبر شمار	عنوانات	نمبر شمار
۸۶	علی کا خواب	۱۱۵	رسول اکرم اہلبیت کے	۱۳۶
۸۷	میر سینے میں علم ورفان کا	۱۱۶	بچوں کے بہت محبت کرتے تھے	
	سمندر ہے	۱۰۱	نظام حیدر آباد کن کا ایک	۱۳۶
۸۸	نقشبندی پیشی، سرور کی	۱۰۲	عجیب سوال -	
	اور قادری سلسلہ طریقت		قرآن کے نزول کا علی کو	۱۳۵
	حضرت علی کی ولایت تھے		علم تھا -	
۸۹	گائے کا زندہ کرتا	۱۰۳	عشیر کی فضیلت رسول کی	۱۳۵
۹۰	مولیٰ کی مسیحائی		نگاہ میں!	
۹۱	دی زندگی (امانے ایک یادگار)	۱۰۴	تیرے زعفرانی شہر کی وجہ	۱۳۶
۹۲	بضاب امیر علیہ السلام کا اہم فروعہ		سے ہم دین نبی پیچیں گے	
	کو زندہ فرمانا	۱۰۵	یہ بڑا بڑا پاک و پاکیزہ پیدا کیا گیا	۱۳۷
۹۳	علی کی ذات میں چھ فضیلتیں	۱۰۶	جس میں سب سے اور میں سب سے	۱۳۷
۹۴	بادشاہ ولایت میں خواہ	۱۰۷	متجرہ حضرت زین العابدین علیہ السلام	۱۳۸
	فرید کا نذرانہ عقیدت	۱۰۸	بھو بھو ان کے یا علی کے	۱۳۹
۹۵	حضرت علی کے عالم علم لدنی	۱۰۹	لغز سے دشمن کو دلا دیا	
	ہونے کا ثبوت		ہمائلوں بادشاہ شہید تھا	۱۴۰
۹۶	ملک کے	۱۱۰	بے پردہ مقام اور فضیلت	۱۴۱
۹۷	عماد یاسر کی جن سے کشتی	۱۱۱	حاصل کم و بخت حضرت حسین	
۹۸	علی کے لعاب دہن نے مجھ پر	۱۱۲	کو ہے پھر سوال کرنا -	
	سخنی کے دروازے ہول		(حضرت عمر)	
	دیئے شیخ عبد القادر		حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۴۲
۹۹	علی اور فاطمہ کو رسول کی	۱۱۳	کاروبہ کوئی نہیں جانتا	
	تلقین		علی کی موت اہل اسلام	۱۴۳
			کی میریت	۱۴۴

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۱۳	مسجد کوفہ کی فضیلت	۱۴۴	بخفا شرف کی وجہ یہ	۱۸۵
۱۱۴	سخنائے گفتنی	۱۴۸	مرقد علی کی تعمیر	۱۸۶
۱۱۵	علی علیہ السلام کی کربا	۱۵۰	کی کہانی	
۱۱۶	امیر المؤمنین کی شہادت	۱۴۹	سر مطہر کی طرف دو	۱۸۹
	مرقد علوی کی کہانی		سورہ آخ	
	تاریخ کی زبانی	۱۵۵	علی سے ہاتھ پالنے	۱۹۰
۱۱۷	حضرت کا دامن بیکر	۱۳۱	کا لہجہ	
	بطون کی فریاد کرنا	۱۵۷	ابن جحیم کا انجام	۱۹۱
۱۱۸	حضرت کا خواب میں	۱۳۲	بخفا میں اب بھی	۱۹۲
	کو دیکھنا	۱۵۸	معجزے ہوتے ہیں	
۱۱۹	وجہ شہادت جناب		نفس جناب امیر علیہ السلام	۲۰۸
	امیر علیہ السلام	۱۶۲	جس سب کو فائدہ ہوتا	
۱۲۰	حضرت امام حسن سے وصیت	۱۶۳	ہے۔ ۱۲ عدد نقش	
۱۲۱	ایک مخور یہودی کی فریاد	۱۶۴	موت کے علاوہ تمام	۲۱۷
۱۲۲	جناب امیر کی بڑی فریاد	۱۶۸	بیماریوں کا نام علی	
۱۲۳	جناب امیر کے مرقد کی		سے علاج!	
	کرامت بادشاہ کی چرائی	۱۶۹	مناجات زعفر جن	۲۱۸
۱۲۴	جناب امیر کی قبر حضرت		دشمن کو صابر سے	۲۱۹
	لوح نے بنائی -	۱۷۰	کامیاب عمل -	
۱۲۵	جناب امیر علیہ السلام کی	۱۷۱		
	قبر کی کہانی - بارہ واقعات			
۱۲۶	جائے مدفن	۱۷۹		

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۳۷	حضرت کی شادی	۲۲۰	۲۷۰	ترجمہ آج تک کوئی	۲۷۰
۱۳۸	حضرت علیؑ کی زندگی کا		۲۷۱	ان ان نہیں کہ سکا	۲۷۱
۱۳۹	نصف العین	۲۲۱	۲۸۱	طیبو سلطان اور	۲۸۱
۱۴۰	امیر المومنین ابن ابی طالب	۲۲۲		محبت علیؑ	
	کی شخصیت		۲۸۲	میری آشفہ بیانی	۲۸۲
۱۴۱	جشن تکمیل دین کی	۲۲۸	۲۸۷	حضرت علیؑ کے کلام	۲۸۷
	مفصل کہانی تالیخ کی			کا دنیاوی زندگی	
	زبانی !			پر اثر !	
۱۴۲	اسمائے گرامی صحابہ و	۲۲۹	۳۰۱	شیعیان حیدر کرار کے	۳۰۱
	تالیعین جنھوں نے			متعلق جیف جسٹس	
	حدیث غدیر نقل کی !			آف پاکستان کی رائے	
۱۴۳	اسمائے گرامی محدثین	۲۳۱	۱۵۰	اسلامی حکومت کے	۱۵۰
	جنھوں نے حدیث غدیر نقل		۲۴۳	کے سب سے پہلے حضرت	۲۴۳
	کی ہے۔			علیؑ نے ایجاد کئے۔	
۱۴۴	خطبہ غدیر پر زبان علیؑ	۱۳۵	۱۵۱	از کلام عارف بزرگ	۱۵۱
۱۴۵	حضرت علیؑ کا ارشاد فرمایا	۲۴۳		مولانا جلال الدین بلخی روٹی	
	ہوا بغیر الف کا خطبہ			صفحہ	
۱۴۶	دنیا کا عظیم خطبہ جس کا پورا				

چند نایاب و مشہور زمانہ مذہبی کتابیں

جن کا مطالعہ آپ کیلئے ضروری ہے

۱۔ کتاب علیؑ جناب صی خال نے بھر پور حوالہ دیا اور عمیق تحقیق کے ساتھ تحریر کی ہیں ان کے مطالعہ سے آپ کی محبت عقیدہ کا حق سے محکم رہیں گے اور یومینین کرام کے ایمان میں بہت بختی آئے گی اور دین حق سے آپ کی معلومات میں بے پناہ اضافہ ہو جائیگا۔

۲۔ کتاب علیؑ حصہ اول و حصہ دوم۔ فضائل امیر المومنین کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر!

۳۔ کتاب حبیبین حسینین۔ حصہ اول اور حصہ دوم۔ شہید کہ بلا کی عظیم المرتبت شخصیت پر ہر پہلو سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

۴۔ کتاب بیعت علیؑ نے کسی کی بیعت نہیں کی، حضرت ابو بکرؓ سے وراثت خلافت، کا بیجا خیر مکالمہ جس کے ایک ایک لفظ علیؑ کے وحی رسول اللہؐ سے نہ کانا قابل تردید ثبوت قرآن میں قرآن، حدیث اور کتب اہل سنت سے ثابت کیا گیا ہے علیؑ نے بیعت نہیں کی۔

۵۔ کتاب واسرہ فدلک :- اس کتاب میں حق وراثت کو کتب اہل سنت سے قرآن و حدیث کی روشنی میں انتہائی دلپسند انداز کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

۶۔ حصہ اول و دوم بیاض تکین زہرا، لاجواب لائحہ عمل کا مجموعہ

۷۔ حضرت علیؑ کے فیصلے اور موجودہ تشریح اسلامی

۸۔ تاریخ آل محمد، ضروری ملاحظہ قرآن و احادیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا صاحب العصر والزمان ادرکنی

پیش لفظ

از نتیجہ فکر جناب عبدالکریم مشتاق صاحب مفکر دوران

عالی قدر محرم و صمیمی خاندان صاحب کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ کتاب "علی علیہ السلام" پہلے اول پیش کردہ کے انھوں نے حلقہ زمینی میں یہ امید پیدا کر دی تھی کہ اگر ان کا اخلاص تالیف اسی طرح برقرار رہا تو تحقیق یہ اپنے مطالعہ کا بخیر ایک امر شاہکار کی شکل میں قوم کے سامنے پیش کریں گے اللہ کے فضل و کرم اور استمداد علوی سے آپ نے "علی علیہ السلام" دوم مرتب فرما کر توفقات سے بڑھ کر علمی ستارہ پاروں میں گراں قدر اضافہ کر دیا۔

فرمان رسول ہے کہ "ذکر علی عبادت ہے" وہی خاں صاحب اسی عبادت کا ثواب جی بھر کر حاصل کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ ثواب کھلے ہاتھوں سعادت مندوں میں تقسیم بھی فرما رہے ہیں۔ مولانا کی توفیقات میں یہ کات کا سلسلہ جاری رکھے۔ خاکسار جناب وہی خاں کا دل سے تمیز ہے کہ آپ نے حقیر کو بھی اس عبادت میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا ہے۔ علی علیہ السلام کئی کئی بار ہے امیر المؤمنین علیہ السلام کے حضور ہر مکتب فکر کی جانب سے گہرائی سے عقیدت پیش کئے جا رہے ہیں۔ اطراف عالم میں مشکل کشائے عالم کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کے انتہائی بھرپور ہے ہیں۔ عقیدت کے موتی طشت لیکن میں سب کا ایک طرف دیکھ رہے جاؤں اور عمومی فکر کے تحت اگر حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کا جائزہ لیا جائے اور آپ کی معرفت حاصل کرنے کی غیر جانبدارانہ سعی کی جائے تو زندگی کا کوئی گوشہ حیات کا کوئی شعبہ، اور مادیت یا روحانیت کا کوئی پہلو ایسا نظر نہیں آئے گا جہاں

جہاں حضرت خدیجہ کبریٰ کے قدموں کے درخشاں نشانات ثبت نہ ہوں۔ کتاب علی علیہ السلام میں ایسے المنط لفظوں یا کی نشاندہی کرائی گئی ہے جو راہ ہدایت کے رہنما اور مینار منزل ثابت ہوتے ہیں۔

حضرت امیر علیہ السلام کی حقیقی معرفت خاطر انسان کے بس کی بات نہیں ہے اور خود سید المرسلین علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا کہ "اے علی! تجھے نہیں پہچان سکتے سوائے میرے اور اللہ کے" وہ تمام راستے بند کر دیئے ہیں جن سے سرکار ولایت مآب علیہ السلام کی معرفت کا دعویٰ بلند کیا جاسکے۔ علی کیا ہیں؟ اللہ جانے یا اللہ کا رسول! ہم تو صرف اتنا جان سکتے ہیں کہ علی وہ ہے جس کا ہمیں بھی "ولی" ہے۔

علی وہ سوداگر ہیں جنہوں نے اپنی جان بیچ کر مرفیات خداوندی خرید لی ہیں۔ بیانیہ خداوندی لئے فرماتا ہے کہ
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ
وَاللَّهُ سَؤْدُ الْعِبَادِ يَعْنِي اُولَئِكَ
جان کو اللہ کی مرفیات خریدنے کی خاطر اور اللہ ایسے مخصوص بندوں پر رؤوف (سورۃ البقرہ ۱۷۷-۱۷۸)

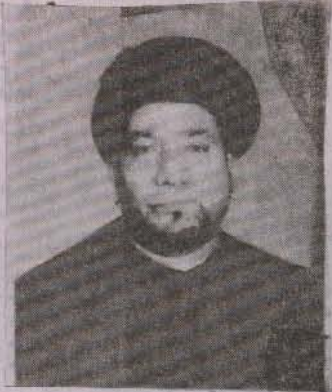
اس خرمید و فروخت سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بچنے والا نفس کتنا انمول ہے اور خرمید نے اس کی قیمت اپنی قدرت کی ہمہ گیری کے مطابق کیا ادا کی ہے۔

میں نے اس آیت کے ترجمہ میں عام ترجموں کے خلاف ہیغہ واحد استعمال کیا ہے اس کی وجہ لفظ "نفس" ہے جو میرے نزدیک اس آیت کا مصلحت واقعہ ہجرت میں صرف ذات الیہی کو قرار دیتا ہے۔ مفصل بحث کسی اور مقام پر کی جائے گی۔

ہر ایک تو صیغی لفظ اپنے موصوف کو محدود کر لیا کرتا ہے اور میرے نزدیک ہر ایک تو صیغی لفظ ذات الیہی کا حصہ تو صیف کرنے سے قاصر ہے لہذا وہی خاں صاحب کی مولانا علی سے محبت و مودت کی غائزہ اس سے ہوتی ہے کہ آپ نے کسی تو صیغی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریر



انہ قلم حقیقت رقم
سرکارہ علماء و مجتہدین مسندین
ادبیہ بشریعت رہنما کے منازل ہدایت
عاطل فیض روحانی علامہ میر محمد ذکی الابرہا
آرٹھی مظلہ العالی۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی نبینا خیر الانام۔ محمد
وآلہ الکرام۔ تمام تقریریں اس کے لئے ہیں جو تمام عالمین کا رب ہے درود و سلام
ذات رحمت اللعالمین محمد مصطفیٰ اور ان کی آل پاک پر۔ ابالعد میر محمد
رفیق جناب محمد وحی خاں صاحب نے کہا کہ میں انکی زیر نظر کتاب عن علی علی
تھہ دوم کے تعارف کے سلسلہ میں کچھ لکھوں۔ اس کتاب کے نام
سے ہی ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ ایک عظیم کتاب ہے کیونکہ اس عظیم انسان
کے فضائل اور مناقب کے سلسلے میں کبھی جا رہا ہے جو خود عظمت کا
مینار اور بعدہ رسالت مآب علم عمل۔ تنجاعت۔ عبادت۔ قناعت۔ صبر
شکر۔ صداقت اور تعلیم رسول اکرم کی سچائی کا نہ نہ نہ نہ ہے جس کے لئے
نور رسول اکرم کا اہل دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں
وہ رہا اور سمندر بہشتانی، تمام انسان لکھنے بیٹھ جائیں اور اجنا
شمار کرنے بیٹھ جائیں اس وقت بھی تمہارے فضائل اور مناقب نہ لکھے
جاسکیں گے۔!

محترم وحی خاں جنھوں نے
اور اس کو کتاب کی صورت میں مرتب کر کے مومنین کی خدمت میں پیش کرنا

تلفظ کی بجائے آپ کے نام نامی کو دیگر الفاظ سے الگ رکھا ہے اور کتاب کا نام
علی علی تجرین کیا ہے۔

یہ کتاب ہر گھر میں ہونا واجب برکت ہے۔ میں مومنین کرام سے یہ نذر
اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس تحفہ بلیش بہا کو نعمت متیر کہ اعتقاد کریں۔ خود مطالعہ
فرمائیں اور دیگر احباب کو پڑھنے کی سفارش فرمائیں۔ انشاء اللہ اس کا
مطالعہ فلاح دارین کا موجب ہوگا۔ ایمان میں تقویت و ثبات پیدا کریگا
روح کو صبر و بردباری قلب کو تسکین بخشنے گا۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ محمد وحی خاں اور دیگر تمام معاونین
کے اقبال کا ستارہ ہمیشہ چمکاتا رہے۔ اور وہ تعلیمات محمد و آل محمد
علیہم السلام کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی سعادت
پاتے رہیں۔ (آمین)

والسلام

خیر ایش

عبدالکریم مشتاق

3/6/11/8 - ناظم آباد - کراچی ۱۹

اپنی زندگی کا مشق بناد رکھا ہے اور اجماع رسالت ادا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ کتاب علی علیہ السلام اول میری نظر سے گزری جو اپنی جگہ ایک لاجواب کتاب ہے۔ ابھی لطف پوری طرح سے ختم نہیں ہوا تھا کہ زیر نظر کتاب کا مسودہ لے آئے جس کے اندر تقریباً دو سو سے زیادہ علیؑ اور اولاد علیؑ کے فضائل و واقعات کی صورت میں موجود ہیں جو انھوں نے بڑی محنت اور کاوشوں کے ساتھ غیروں کی کتابوں رسالوں اور روزناموں سے جمع کئے ہیں۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اردو زبان میں جناب امیر علیہ السلام کی شہادت کے واقعات کو بھرپور انداز میں اور تازہ سخی حقائق کی صورت میں پیش کیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی بھی اس طرح کی کوشش نہیں کی گئی۔ یہ کتاب نوجوانوں اور تازہ رخ کے طالب علموں کے لئے ایک بے بہا خزانہ ہے۔ تمام واقعات اور حوالہ جات درست اور سچے ہیں۔

میں وہی خاں کی اس تازہ سخی کوشش پر دلی مبارک باد دیتا ہوں اور خداوند علی و اعلیٰ اور محمد و آل محمد علیہ السلام کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ موصوف کو اجر جزیل اور مال طویل عنایت کرے۔ اور ہمیشہ ایسے ہی علمی خدمت انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے یہ جب بھی میرے آستانہ پر تشریف لائے میں نے ان سے سوائے محمد و آل محمد کے ذکر کچھ نہیں سنا!

علیؑ نرشتہ تقدیر کو بدلتے ہیں!

علیؑ سے کام خدائی کے ساتھ چلتے ہیں!

یہ معجزہ ہے ذرا آپ بھی تو سن لیجئے!

علیؑ کے نام سے گرتے ہوئے سنبھلتے ہیں!

ابن الاوزاعی

دعا گو
فقیر باب اہلبیت

سید محمد ذکی الاجتہاد اہل سنتی - لاپی۔ آئی۔ بی کالونی کراچی

تقریظ

عالیجناب حجتہ الاسلام الحاج علامہ سید رفیع جعفر نقوی
محترم العصر (ایم۔ اے۔ گولڈ میڈلسٹ)



"باب مدینۃ العلم" کے عاشقان
پاک طیف کا طرہ امتیاز ہر دور اور
ہر عصر میں علوم و فنون کی نشر و اشاعت
اور حقائق و معارف کو دنیا کے گوشے
گوشے تک پہنچانا رہا ہے۔

رجس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی
ہے کہ شیعہ بیان حید کرار نے بعد وفات
رسول مقبولؐ اس تاجدار ولایت کو
اپنا مہر و پیشوا تسلیم کیا جو آنحضرتؐ

کے علم و حکمت کا باب اور شریعت کا اصلی پاسبان تھا۔

اور یہ حقیقت ہر دور کے صاحبان نظر نے تسلیم کی ہے کہ "باب مدینۃ العلم"
کا کلہ بڑھنے والے انتہائی سخت سے سخت دور اور نازک سے نازک حالات میں
بھی علم و حکمت کی سرپرستی کرتے رہے ہیں، انھوں نے اپنے خون جگر سے مشعل علم
کو فروزاں رکھنے کی سعی پیہم اور جہد مسلسل کی ہے اور اس راہ میں پیش آنے والی
کسی مشکل کا انھوں نے کبھی کوئی خیال نہیں کیا بلکہ جیسے جیسے مشکلات برپا ہوتی
گیں، ان کی ہمیشہ جوان ہوتی گئیں۔

اور برصغیر میں بھی "شیعیت" کا تعارف علمی کارناموں کے ذریعہ ہی ہوا
اور وہ پہلا شخص جو ایمان کی مشعل لے کر اس خطہ و ارض پر آیا وہ ایک جید عالم
دین، بیباک مقرر، بے لوث خطیب، اور بے مثال محقق تھا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے، اردو زبان اسلامی علوم و معارف کا خزینہ بنی گئی

اور انتہائی مختصر عرصہ میں اس زبان میں ہر فن پر نادر کتابوں کا انبار لگ گیا خصوصاً وہ کتابیں جن سے مذہب اہلبیت علیہم السلام کا تعارف پورے برصغیر میں علم و حکمت کے ساتھ ہوا۔

اور اس سلسلہ میں ادارہ اصلاح کچھ ادبیات اور نثری محققین مولانا سید علی سید صاحب قبلہ طاب ثراہ (سرپرست ادارہ اصلاح) کے خاندان کی خدمت بچہ اہمیت کی حامل ہیں کیونکہ یہ ادارہ ۱۹۲۲ء (یعنی تقریباً ۸۰ سال) سے مذہب حق کی خدمات اور علوم محمد و آل محمد علیہم السلام کی نشر و اشاعت میں بھرپور حصہ لے رہا ہے۔ پروردگار عالم اس عظیم کوشش کو شاداب رکھے۔

البتہ تقسیم برصغیر کے بعد مومنین پاکستان، اس ادارے کے فیوض و برکات سے زیادہ دیر تک استفادہ نہ کر سکے اور یوں محظوظ رہے عرصے تک ایک خلا سا نظر آنے لگا۔

لیکن پھر کچھ عرصہ مندوں نے جمادات و ندانہ کے ساتھ قلم و قریطاس کی خدمت کا بیڑا اٹھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس ملک کے کتاب خانے بھی اسلامی مطبوعات سے چھلکنے لگے۔

اور مامی انجمنوں کی فیڈریشن، مرکزی تنظیم عوامی، کے صدر عالیجناب محمد وحی خاں صاحب دام مجاہد ان باہمت حوصلہ مندوں میں ہیں جو مسلک اہلبیت کی نشر و اشاعت اور خدمت قوم کے جذبے سے سرشار نظر آتے ہیں۔

موصوف انتہائی قلیل عرصے میں متعدد جواہر ریزے، قوم کے سامنے پیش کر چکے ہیں اور اب بھی ہمہ تن مصروف ہیں چند روز قبل "شبہ صراطِ انڈیا" کے نام سے آپ کی ایک نہایت مفید کاوش منظر عام پر آچکی ہے جو ہر صاحب ایمان سے داد و تحسین کا استحقاق رکھتی ہے۔

موصوف کا سب سے پہلا علمی تعارف "علی علی"، نامی کتاب کے ذریعہ سے ہوا تھا جس کی جلد اول نے ایسی مقبولیت حاصل کی کہ بہت مختصر عرصے میں اس کے تین ادیشن شائع ہو کر ختم ہو گئے۔ (اور اب چوتھا ادیشن

نہایت اعلیٰ پیمانے پر شائع ہوا ہے۔

اسی کتاب کا حصہ دوم ہدیہ ناظرین کیا جا رہا ہے جس میں مولانا کائنات کی حیات طیبہ کے ایسے ایسے پہلوؤں کو سامنے لایا گیا ہے کہ کتاب شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر رکھنے کو دل نہ چاہے۔ اور انسان جیسے جیسے کتاب کی فرق گردانی کرتا جائے اس کے ایمان میں جلا پیدا ہوتی جائے۔

میری دعا ہے کہ موصوف کی یہ کاوش بھی بارگاہ مولانا میں شرف قبولیت حاصل کرے۔ اور پروردگار عالم موصوف کو اپنی توفیقات و نازات سے نوازے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ دینی خدمات انجام دیتے رہیں۔

"اس دعا از ما و از جملہ جہاں آمین یاد"

والسلام احقر

سید رضی جعفر نقوی رکن شیعہ سیریم کونسل
(تحریک نفاذ فقہ جعفری)

مومنین کرلے کیلئے نایاب تحفہ

کتاب وارث فدک۔ کتاب بیعت علی۔ کتاب حسین حسین۔ کتاب تاریخ آل محمد۔ کتاب شیعہ ڈائریکٹری۔ کتاب شیعہ حافظ قرآن۔ کتاب اخلاق محمدی۔ کتاب حضرت علی کے فیصلے۔ اور موجودہ تعزیرات اسلامی کا پڑھنا اور پھر میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ یہ کتابیں آسان اردو اور بھرپور حوالے جات کے ساتھ حقائق کی روشنی میں لکھی گئی ہیں اگر پسند نہ آئے تو پیسے واپس لے لیجئے۔

(مؤلف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم تقریظ

خطیب اہلبیت لسان ملت مولانا سید حمید حسین رضوی

سارہی تعریف و حمد و ثنا اس ذات گرامی کے لئے جو کائنات کا خالق ہے اور درود و سلام محمد مصطفیٰؐ اور ان کی آل پاک پر جو ہمارے لئے رحمت اور برکت کا سبب ہیں۔ ان ہی کی عطا کی ہوئی عزت و منزلت کی وجہ سے انسان دنیا میں کچھ کرتا ہے۔ جناب محمد مصطفیٰ خاں صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ میرے دوست، ہمہ بردار و محسن ہیں ان کی زندگی محمدؐ آل محمدؑ کی تعلیمات کو عام کرنے اور فضائل آل محمدؑ کو زیادہ سے زیادہ اُجاگر کرنے کے لئے وقف ہے۔ زیر نظر کتاب علیؑ علیؑ حصہ دوم آپ کی ایک بہترین کوشش اور محنت کا ثمرہ ہے اس کتاب سے پہلے آپ کئی شاہکار کتابیں مومنین کرام تک پہنچا چکے ہیں جن میں کتاب علیؑ علیؑ حصہ اول۔ عین حسین حصہ اول۔ بیاض لکین نہرہ حصہ اول و دوم۔ حضرت علیؑ کے فیصلے اور موجود اسلامی قانون۔ وارث فدک۔ بیعت علیؑ۔ تاریخ آل محمدؑ۔ شیعہ اور صحابہ۔ اور سب سے زیادہ کارآمد شیعہ ڈائریکٹری بچہ مقبول ہوئی ہیں جو ایک سال کے اندر دو دفعہ شائع ہو چکی ہیں خصوصاً علیؑ علیؑ حصہ اول کے پانچ ایڈیشن شائع ہو کر مومنین کرام تک پہنچ چکے ہیں۔

محمد مصطفیٰ خاں صاحب کی مسلسل لپی کوشش رہتی ہے کہ دین کی خدمت زیادہ سے زیادہ انجام دی جائے۔

موصوف کی اس نیک خواہش کی تکمیل میں آئمہ طاہرین کی مدد و شایاں حال رہتی ہے اگر مدد و شایاں حال نہ ہو تو ممکن نہ تھا کہ ایسے نادر تحائف ملت جعفریہ کو پیش کرنے کے بعد اتنی جلدی ایک اور کتاب علیؑ علیؑ حصہ دوم پیش کر دیں۔

میں درگاہ معصومین میں دست
بدعا ہوں کہ پروردگار عالم آئمہ اطہار
کے صدقہ میں ان کی توفیقات میں
اضافہ ہو اور انکا دینی خدمت کرنے
کا جذبہ پوری شدت سے ہمیشہ
ہمیشہ قائم و دائم رہے۔ آمین!

ذاکر اہلبیت

احقر سید حمید حسین

۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

لیاقت آباد کراچی

عظمت حسین یعنی مقالہ سید العلماء

سرکار علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر کے ناباب مضامین کا مجموعہ جس کو پہلی بار لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب عظمت حسین پر اپنی نظیر آپ ہے۔ ضرور پڑھیں

قیمت پندرہ روپیہ
شیعہ ڈائریکٹری جس کے اندر وہ

تمام پتے درج ہیں جس کی ضرورت آپ کو ہر وقت پڑتی ہے
ضرور خریدیں اور پڑھیں!

قیمت دس روپیہ

بارگاہ مرقیوی میں نذرانہ عقیدت علی علیہ السلام

ہر جہت کے بندہ ہے وہ اللہ نہیں ہے
مرحوم سے فروز و بڑے معراج علی ہے
رہنے سے پرانیس کے کوئی آگاہ نہیں ہے
خالق کے سوا جو ہے وہ محتاج علی ہے

● حقیقت امر یہ ہے کہ حسن عقیدت سے قطع نظر کر کے اگر مکتوی دیر کے لئے
امیر المؤمنین غالب کل غالب علی ابن ابی طالب کی مقدس حالات زندگی اور محاسن
اخلاق اور خصائل و شمائل کو بہ نظر انصاف دیکھا جائے تو ہر صاحب عقل سلیم کو بلا کسی
تحریک کے تسلیم کہ ناپٹے گا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد
ایسی عظمت، اسی وجاہت، اسی فضیلت کے ساتھ اس امت مرحومہ میں اگر کسی
کا نام لیا جاسکتا ہے تو وہ صرف ذات والا صفات غالب کل غالب علی ابن ابی طالب
ہے آپ کی ذات پر گزیدہ صفات دنیا کے تمام محاسن و کمالات کا ایک خود شمایلوں
ہے جس میں باغبان قدرت نے اظہار صفت کے ساتھ ہی ساتھ اپنی تمام قدرتوں
کا خاتمہ کر دیا ہے سچ تو یہ ہے کہ ایسی صفات متفادہ کا بشر، ابوالبشر کی نسلیں
میں پیدا ہی نہیں ہوا اور ایسی صفات متقابلہ کا آدمی جناب آدم کی اولاد میں پیدا
ہی نہیں ہوا۔

● حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اب نا ممکن ہے کہ دنیا میں ایسی ماں پیدا ہو جو
علیؑ جیسے بچہ کو جنم دے۔

● انہیں صفات متفادہ اور اوصاف متقابلہ کو دیکھ کر نصیری نے حضرت
کو خدا جانا۔ صوفیوں نے خدا جانے کیا جانا۔ مگر ہم نے صفات الہی سے متعقّف
بندہ خدا، وحی رسول اکرم اور کئی امت مرحومہ کا ناخدا جانا۔

دنیا میں جس قدر نہ ہو لوگ گمراہ ہیں اور جن کی سوا رخ عمریاں نکھی جا چکی
ہیں سب میں جبار امیر علیہ السلام کی ذات تجتہ صفات ہر طبقہ کے مشاہیر میں سہ
فہرست نظر آئے گی۔ مجمع سلاطین میں آپ کے فرق منور پر جلال و عظمت کا تاج
نظر آئے گا اور حضرت کی شان ایک ایسے عظیم الشان سلطان کی سی پائی جائے گی کہ
جس کے آگے تمام دنیا کے بادشاہ زائل آئے ادب بہتہ کئے مہرب لب (خاموش) کھڑے
رہتے ہیں۔ دنیا کے سلاطین میں کون ایسا بادشاہ گذرا ہے، جس کی صولت و ہیبت
و تجاہلت نے ملک عرب کے دلی سے دلیر، قومی سے قومی، شجاع سے شجاع، سرکش
سے سرکش قوموں کی ناک زمین پر رگڑ دی ہو۔ اور جس کی عظمت، شوکت و قوت کا
شہرہ سن کر دنیا کے باقیماندہ دلیر اور قوی ہیکل کاں پر ہاتھ دھرتے ہوں اور آج
بترہ ندرت سال کے بعد بھی ہر مشکل اور کٹھن وقت پر (طاقت کی حصوی کے لئے) ہر
قوم و ہر مذہب و ملت کے لوگ اس کا نام لیتے ہیں۔ اگر آپ اپنے دل کی نظر سے
دیکھیں تو وہ ذات آپ کو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مستحکم کشائے
عالم کی ذات گرامی قدر نظر آئے گی۔

● اگر آپ منہ خلافت پر ایک عظیم المثال سلطان ہیں تو بوجہ بڑے فقر پر
آپ ایک منکر المزارع فقیر ہیں آپ کے تکی و استخفا کی یہ صہرت نظر آئے گی
کہ بجز بوریے کے دنیا کے فرش و فروش سے کوئی واسطہ نہ ہوگا۔ دنیا میں کون
ایسا شخص گذرا ہے کہ باوجود سلطنت کے ہمیشہ فرش بوریہ پر بیٹھا ہو۔
جو کا اٹا بغیر چھانا ہوا کھاتا ہو۔ فقیروں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا ہو۔ اپنے سے
اچھی اور بیش قیمت پوشاک اپنے غلاموں کو پہناتا ہو۔ اس میں میرے مولا
کی ذات نظر آئے گی۔

● محراب عبادت میں میرے مولا و آقا کا یہ حال تھا کہ دنیا و مافیہا کی مطلق
غیر نہ رہتی تھی، رجوع قلب، خضوع و خضوع، استغراق فی اللہ کی وجہ سے جناب
امیر علیہ السلام کو اپنے جسم مبارک کی مطلق خبر نہ ہوتی تھی خضوع و خضوع کی کیفیت
دیکھ کر لوگ چلائے لگتے تھے "وَمَنْ مَاتَ (الاحسن)"، "علیؑ دنیا سے گزر گئے
کیونکہ میرے مولا اس جذبے کے ساتھ عبادت کرتے تھے کہ

معبود! اس لئے تیری عبادت نہیں بجا لاتا کہ دوزخ کا خوف یا جنت کی طمع دامگیر ہے۔ نہیں مالک! علیؑ کا مرنے والا اس لئے اور صرف اس لئے تم ہو تلو ہے کہ تو مسیحی عبادت ہے۔

● چنانچہ منقول ہے کہ ایک جنگ میں ایک تیربائے مبارک میں ایسا لگا کہ جسکے نکالنے میں اندھ تکلیف ہوتی تھی اور علیؑ اس کا تحمل نہ فرما سکتے تھے آخر جناب رسالتؐ آپؐ کو اطلاع ملی حضرت نے فرمایا کہ جب علیؑ صرف عبادت و طاعت ہوں اس وقت تیر نکالا جائے۔

● میدان جنگ میں ہمیشہ آپؐ کا مقلد اصفیوں کے درمیان بچھایا جاتا تھا لوگ کہتے تھے یا علیؑ تیر برس رہے ہیں۔ تلو اور پل نہ ہی ہیں یہ کہ نسباً موقع نہ اندھ ہونے کا ہے تو حضرت ارشاد فرماتے تھے کہ ہم اسی نماز کو قائم کرنے کے لئے تو جہاد کرتے ہیں اگر نماز نہ ہو چھوڑ دیں تو پھر اس جہاد سے فائدہ ہے

● اگر عمرؓ کا زمانہ میں حضرت کے جاہ و جلال، رعب و اقبال کو دیکھا جائے تو مرتب، مختار، عمر و عہد و جسے عرب کے رسم پہلوان ضرب ید الہی کے ایک وار میں تڑپتے نظر آتے ہیں۔

● صفحات تاریخ اسلام شہادت دیں گے کہ تمام غزوات النبیؐ کا سپہرا علیؑ کے سر پر رہا پھر سب سے زیادہ مشکل بات جو ہے وہ یہ ہے کہ اس شجاعت کے ساتھ رحم و مروت کو بھی ہر طرح ملحوظ رکھتے ہیں۔ واقعہ ہے کہ جو لوگ قتل کے خوگر ہوتے ہیں، جنگ نزدیک خون بہانا ایک کھیل ہوتا ہے وہ جانتے ہی نہیں کہ خوف کیا ہوتا ہے۔ مروت و رحم کیا چیز ہے کیونکہ ایسے افراد کے قلب سے ہر وقت ایک آگ جیسی لپٹیں نکلتی رہتی ہیں جس کے لالہ می نتیجہ کے طور پر غضب غلبہ ان کے دل و دماغ پر ہر لمحہ طاری رہتا ہے لیکن دشمن پر غلبہ پا کر اسے درگزر کرنا اصل بہادری اور سجاوٹ مندی ہے اور یہی صفت بدرجہ اولیٰ میرے مولا "شجاع اذنی" میں موجود تھی۔

● چنانچہ منقول ہے کہ ایک جنگ میں شہزادہ زید مقابلہ کرتے ہوئے بڑی محنت اور سخت جانفشانی کے بعد جب پچھاڑا اور اس کے سینہ پر پڑ گیا اور چاہتے

تھے کہ اس کو اسلام کی مخالفت کرنے کی پوری پوری سزا دیں کہ اس نے آپؐ کے چہرہ مبارک کی طرف اپنا جس تھوک اچھالا! اس موقع پر میں دنیا کے تمام جنگجو افراد سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ایسی نازیبا حرکت کے جواب میں کیا کرتے؟ مجھے یقین ہے کہ یہی جواب ہو گا کہ۔ نازیبا حرکت کے نتیجہ میں خبیثت کے جسم کی ایک ایک بوٹی کمر ڈال جائے تب بھی انتقام کی کارروائی مکمل نہ ہوگی اگر ہڈیوں کو پیس کر سر نہ کر دیا جائے تب بھی آتش انتقام کی تلمیش باقی ہی رہے گی لیکن تاریخ کے اوراق میں یہ واقعہ بھی محفوظ ہے کہ "شجاع اذنی" میرے مولا علیؑ فخر الخبیث کے سینہ سے اتر گئے اور اس کو اپنی گرفت سے آزاد کر دیا۔!

اس جنگ کا نظارہ کرنے والوں نے سوال کیا کہ "مولا خبیث پر رحم کر کے اپنی گرفت سے آزاد کیوں کر دیا؟ میرے مولائے ارشاد فرمایا

"میری جنگ اللہ اور اس کے پیارے دین اسلام کے لئے تھی۔ مگر جب اس نے مجھ پر تھوک پھینکا تو مجھے غصہ آگیا اور اس جنگ میں میرا نفس، شریک ہو گیا۔ ایسی حالت میں اسے قتل کرنا میرا یہ عمل اپنے نفس کے لئے ہوتا نہ کہ خدا کے لئے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ۔۔۔ خدائی کام میں اپنے نفس اور ذاتی فائدہ کو شریک کر دوں۔!!"

● حضرت کی سخاوت و ایثار کے متعلق کس کی طاقت ہے کہ ایک شتمہ بھی بیان کر سکے کیونکہ مالک دو جہاں قرآن کریم میں خود اس سخی، دو جہاں کے ایثار میں رطب السال ہے اور سورہ دہران کی طرح سمدائی اور تفسیرہ خدائی کر رہی ہے۔ اور یہ شرف تو انھیں کے دہ دولت کو حاصل ہے کہ یہاں سے پھیلا ہوا ہاتھ کبھی خالی واپس ہی نہیں ہوا۔

● زہراؑ اور تک دنیا میں حضرت کی یہ حالت تھی کہ آپؐ نے دنیا کو بائن طلاق سے دکھا تھا جس کے بعد رجوع ممکن ہی نہیں۔ ظاہر ہے کہ جو شخص تادم الدنیا ہوتا ہے وہ دنیا والوں اور دنیا سے کو سول دور بھاگا کرتا ہے۔ اس کو اہل دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں رہ جاتا مگر جناب امیر علیہ السلام کی حالت اس مرکز پر بھی جڑ ہے

آپ تختِ حکومت پر رونقِ اخروزی نہیں مگر سب سے زیادہ اخلاق سب سے زیادہ گستاخ
پیشانی سے ملنے والے، ہر ایک کے دکھ درد سے تڑپ جانے والے اور اس کا مداوا
کرنے والے اور طیر طیر سے طیر سے مقدمات کا فیصلہ کرنے کے دل موہ لینے والے اور
رعایا کی مکمل خبر گیری کو فرض سمجھنے والے ہیں۔

• منبر پر اگر حفت کے جمال کو دیکھا جائے تو ظاہر ہوگا کہ ہر ہر فقرہ پر عرب
کے علم و ادب کا خاتمہ ہو رہا ہے لفظ لفظ پر فصاحت و بلاغت کا دریا اُبل رہا
ہے۔ ملک عرب میں بہت سے خطیب گذرے ہیں اور سب مختلف مضامین میں
اپنے کمالِ ادب کا مظاہرہ کیا لیکن جب ان خطیبوں کو بہ نگاہِ غور ملاحظہ
کیجئے گا تو ان کو بابِ مدینۃ العلم کے ہی خطیبوں کا اُڑایا ہوا خاکہ پائیے گا۔

• تعلیم کے مدرسہ آپ ایسے نہ ہر دست اور ہمہ داں پر وفیر ہیں کہ تمام
علوم و فنون کا سرچشمہ آپ کی ذات والا صفات ہی نظر آئے گی۔

• ہزاروں "تحقیق کے پیاسے"، اپنی اپنی جگہوں سے اُٹھتے ہیں اور
اس چشمِ فیضِ سیرِ علم سے سیراب ہو کر پھر نہایت ادب سے اپنی جگہ پر دم بخود
بیٹھ جاتے ہیں۔

• اُردو کے احکام، افلاطون کے اصول، سقراط کے دلائل آپ کے ارشاد
واقوال کے سامنے ایک پرانی جنتری سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔

• علمِ النسخ، علمِ الکلام، علمِ فلسفہ، علمِ نجوم، علمِ ہیئت، علمِ ریاضی و فنیہ
کو لے کر علم ہے کہ علیؑ نے سب سے پہلے دنیا کو نہیں سکھایا۔ تب ہی تو حضور
سردارِ عالم کا ارشاد ہے کہ

"میں علم کا شہر ہوں۔ اور علیؑ اس کا دُعاوند ہیں۔"
مختصر یہ ہے کہ حضرت علیؑ مسندِ خلافت پر ایک ذیشانِ امیر ہیں اور بلورِ یاقوت
پر ایک نگارِ المراحِ فقیر۔ اگر آپ عدل و انصاف میں لذتِ شیر و ال سے بڑھ کر ہیں تو
شجاعت میں رستم و ستار سے بہتر و برتر۔ ایسی صفات متفادہ کا
جامع بعد جنابِ رسولِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوا
علیؑ امر لقیۃ دنیا میں کوئی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

علیؑ کہ جس کی ہر نظر محیطِ کائنات تھی!
علیؑ کہ جس کے فلسفہ سے دنگ ساکے فلسفی

(معجز جو نبوی)

• زیرِ نظر کتاب علیؑ حصہ دوم، فضائلِ علیؑ پر میری دوسری
کتاب ہے جس کے اندر مولائے کائنات کے فضائل اس انداز سے بیان
کئے گئے ہیں کہ اس سے پہلے کسی نے بھی اس انداز سے قلم نہیں اٹھایا ہے۔
اس لئے میں بجا طور پر اُمید کرتا ہوں کہ آپ اس کتاب کو ضرور پسند
فرمائیں گے۔ اور قاسمِ آلِ محمدؐ کی بارگاہ میں دستِ بدها ہوں کہ اس
ہدیہٴ عقیدت "کو شرفِ قبولیت سے لُزائے اجائے۔"

خادمِ اہلبیت

محمد وصی خاں

صدر مرکز تنظیمِ عزا (رہبر طرد) کراچی

صدر محفلِ حیدری ناظم آباد، کراچی

قول جناب امیر علیہ السلام

امیر المؤمنین امامِ عالمین حضرت علیؑ علیہ السلام کا ارشادِ گرامی

"جس کے ساتھ احسان کرو، اس کے شر سے بچنے کی فکر کرو"

علی اور اولاد علی کے کارنامے تاریخ کی زبانی گزشتہ سے پیوستہ

• کتاب "علی علی" صفحہ اول میں آپ نے مندرجہ بالا عنوان کے تحت مندرجہ ذیل واقعہ بسلسلہ فضائل مولائے کائنات حضرت علی ابن ابی طالب غالب کل غالب کے پڑھنے ہیں اب میں اس سلسلے کو آگے بڑھا رہا ہوں۔ اور جو واقعات مجھے حاصل ہوئے ہیں انہیں معزز قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ صاحبان ضرور پسند کریں گے اور مولائی بارگاہ میں بھی شرف قبولیت حاصل ہوگی۔ (محمد وحی خاں)

واقعہ نمبر ۱۰۱ علی کی ماں کو رسول اکرم نے اپنے کپڑوں میں دفنایا

کتاب "الرحمہ"، مصنف عمر ابنہ النضر بنہ شیخ محمد احمد یانی بقی ناشر میری لائبریری لاہور صفحہ ۱۱۴ "علی کی والدہ کا نام فاطمہ تھا اور یہ بزرگ خاتون بھی رسول اللہ کی مدد کرنے میں اپنے شوہر حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہ سے کم نہ تھیں حضرت ابوطالب کے بعد آپ ہی کی ذات رسول اللہ کے لئے باعث تسکین تھی لیکن جب تک رسول اللہ مکہ میں تشریف فرما رہے انھوں نے اپنی بے نظیر شفقت اور الفت کے باعث ان ایذاؤں کے احساس میں بہت حد تک کمی کر دی جو کفار کے ہاتھوں سے آپ کو پہنچتی تھیں رسول اللہ کو ان کی خدمت اور شفقت و الفت کا اس قدر یاس تھا کہ ان کی وفات کے بعد آپ نے اپنے کپڑوں میں انھیں کفن دیا اور خود قبر میں اتر کر انھیں لٹایا۔ یہ دیکھ کر بعض صحابہ نے آپ سے پوچھا۔

"یا رسول اللہ! یہ کیا بات ہے کہ آپ نے ان سے وہ سلوک کیا ہے جو آج تک کسی سے نہیں کیا؟" رسالت مآب صلعم نے فرمایا۔

"یہ ابوطالب کے بعد میری سب سے زیادہ ہمدرد اور محترم ترین شخص زیادہ مہربان اور

اور شفیق رہی ہیں۔"

مسلمان! رسول اکرم تو جناب ابوطالب اور والدہ گرامی جناب علی علیہ السلام فاطمہ بنت اسد سے اس طرح محبت کرتے تھے کہ جب ان دونوں کا انتقال ہوا تو تمام رسومات خود رسول اللہ نے ادا کیں اور کبھی یہ کہا کہ آج ہمارے والد اس جہان سے اٹھ گئے اور کبھی ارشاد فرمایا کہ آج ہماری ماں کا انتقال ہو گیا۔ ان سب باتوں کے جانتے ہوئے آپ لوگ ایمان ابوطالب پر بحث کرتے ہیں۔ اگر ایمان ابوطالب کو سمجھنا ہے تو پہلے رسول اکرم کے طرز عمل کو دیکھو اس کے بعد کوئی فیصلہ کرو۔

واقعہ نمبر ۱۰۲ سب سے زیادہ زاہد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے

کتاب "اسوۃ علی" یعنی علی اور قدر انسانی، از سید رئیس احمد جعفری ندوی ناشر آفتاب اکیڈمی لاہور اردو بانڈ لکچر صفحہ ۳۵ میں عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ کا واقعہ لکھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز ہمیشہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کے ذکر سے رطب اللسان رہتے تھے ایک بار ان کے ہاں فرقہ نہاد کا تذکرہ ہوا تو لوگوں نے مختلف لوگوں کے نام لئے لیکن انھوں نے کہا کہ دنیا میں سب سے زیادہ زاہد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے۔

دیکھا آپ نے خاندان بنی امیہ نے کیا کچھ نہیں کیا کہ دنیا سے علی اور ان کی آل کا نام مٹ جائے لیکن یہ میرے مولا کا معجزہ ہے کہ خود دشمن کے گھر سے آپ کے حق میں آواز اٹھتی ہے۔

واقعہ نمبر ۱۰۳

"صفحہ زمین پر مجھے کوئی خاندان تم سے زیادہ عزیز نہیں ہے"

(عمر بن عبدالعزیز خلیفہ خاندان بنی امیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب و تعلق نے اور خود ان لوگوں کے

۳۲
کہ دار و حزن عمل نے اہل بیت کو تمام مسلمانوں کے نزدیک عزیز و تہنا دیا تھا لیکن بنو امیہ کا خاندان ابتداء ہی سے سیاسی مصلحت کی بناء پر ان کا دشمن بن گیا تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز بھی اسی خاندان کے دشمن تھے اور ان کے زمانہ تک اس بغض و عناد کا خمیر اس قدر بچہ ہو گیا تھا کہ خاندان بنو امیہ کے سامنے حضرت علی علیہ السلام کا نام بھی نہیں لیا جاسکتا تھا لیکن ان کا دل اہل بیت کی محبت میں اس قدر مشغول تھا کہ ایک بار جب آپ مدینہ میں گھر نہ تھے اس وقت ان کے ہاں فاطمہ بنت علی آئیں تو انھوں نے پہلے تمام پرہ داروں اور غلاموں کو گھر سے نکلوا دیا پھر تنہائی میں بے جا کہہ ان سے کہا "اے دختر علیؑ صفحہ ۲۱۵
زمین پر مجھے کوئی خاندان تم سے زیادہ عزیز نہیں ہے اور تم خود میرے خاندان سے زیادہ عزیز ہو" (طبقات ابن سعد تذکرہ عمر بن عبد العزیز صفحہ ۲۹۱ و صفحہ ۲۱۵ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۲)

مندرجہ بالا اسطورہ سے ان کی دینی عقیدت اور عظمت کا پتہ چلتا ہے جو انھیں خاندان اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تھی۔

واقعہ منبر ۱۰۳

ایک ہزار سواروں کی برابری کا رکھنے والے سوار کا علی کے ہاتھوں انجرام!

کتاب "قول شدید یعنی رد خلافت معاویہ و یزید" از مولوی ضیاء احمد بلوینی ایم۔ اے۔ پروفیسر و صدر شعبہ فارسی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ناشر ایجوکیشنل بک ہاؤس یونیورسٹی ایڈریٹری علی گڑھ علی۔ پی۔ اینڈیا صفحہ ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں۔
"غزوہ خندق میں عرب کا لشکر سوار عمر بن عبدود جو ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا لڑنے کو نکلا اور پکارا "کوئی ہے جو مقابلہ کرے" اس وقت صرف علیؑ کی آواز آئی ہے" میں "حضورؐ نے فرمایا "یہ عمرو ہے" (یعنی تمھارا اس کا بڑا نہیں) آخر تین یا چار سو سوال و جواب ہوئے اور علیؑ نے عرض کی "میں جانتا ہوں

۳۵
یہ عمرو ہے" اور حضورؐ نے ان کو مقابلے کی اجازت دی۔
آپؐ نے جا کر عمرو سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ اگر تجھ سے کوئی تین سوال کرے تو تیرے ایک سوال ضرور مان لیتا ہے اس نے اثبات میں جواب دیا پھر بقول علامہ شبلی یہ گفتگو ہوئی۔

حضرت علیؑ:۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ تو اسلام لا۔

عمرو:۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت علیؑ:۔ لڑائی سے واپس جا۔

عمرو:۔ میں خواتین قریش کا طعنہ نہیں سن سکتا۔

حضرت علیؑ:۔ مجھ سے معرکہ آرا ہو۔

عمرو:۔ مجھ کو امید نہ تھی کہ آسمان کے نیچے یہ درخواست بھی میرے سامنے پیش کی جائے گی۔

جب اس نے نام پوچھا آپؐ نے فرمایا علیؑ ابن ابی طالب چونکہ اس میں اور ابی طالب میں دوستی کے تعلقات تھے وہ بولا "میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا آپؐ نے کہا مگر میں چاہتا ہوں" عرض لڑائی ہوئی اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ تھوڑی دیر میں آپؐ کی تیش خراہندگاہ نے اس کا سر کاٹ کر زمین پر گر دیا اس واقعہ کو علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی جلد اول میں لکھا ہے۔

واقعہ منبر ۱۰۵

ولایت علیؑ کی بنا پر اسے پچاس دینار دے دو!

کتاب "اسوۃ علی" از رئیس احمد جعفری ندوی ناشر آفتاب الیٹیمی کراچی صفحہ ۳۵ میں عمر بن عبد العزیز کے غلام کا واقعہ اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔
"ایک بار حضرت کا آندہ شدہ غلام نہریق ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا امیر میں مدینہ کا رہنے والا ہوں، قرآن مجید اور فرائض مجھے یاد ہیں، لیکن بیت المال کے رستم میں میرا نام درج نہیں ہے حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا

”تم کس طبقہ کے آدمی ہو؟“

وہ بولا۔ ”میں مہواری بنی ہاشم میں ہوں۔“ پھر اُس نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب کا نام لیا تو حضرت عمرؓ بن عبد العزیزؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا ”میں خود علیؑ کا غلام ہوں، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں جس کا مہواری ہوں علیؑ بھی اُس کے مہواری ہیں۔ پھر آپ نے مہواری (غلام) حرام سے پوچھا ”اس قسم کے لوگوں کو کیا وظیفہ دیتے ہو؟“ اس نے کہا تنہا یا دونوں درہم! عمرؓ بن عبد العزیزؓ نے فرمایا

”ولایت علیؑ کی بناء پر اسے پچاس دینار دے دو۔“

واقعہ نمبر ۱۰۶

اسلام کی پہلی مسجد اور اس کا معمار علیؑ

ہجرت کے چھٹے یا ساتویں مہینے منورہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مسجد تعمیر کرنے کا خیال پیدا ہوا آپ نے اس کی بنیاد رکھی اور اپنے رفقاء کے ساتھ خود اس کی تعمیر میں مصروف رہا تمام حجاب و عیش کے ساتھ شریک کاڑھے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام اینٹ اور گارالا لاکر دیتے تھے اور یہ رجز پڑھتے تھے جو کتاب زہد قاضی جلد اول صفحہ نمبر ۶۶ میں درج ہے۔

”جو مسجد تعمیر کرتا ہے گھر سے ہو کر اور بیٹھ کر اس مشقت کو برداشت کرتا ہے اور جو گرو غبار کے باعث اس کام سے جی ہٹاتا ہے وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔“ آپ خود سمجھ گئے ہوں گے کہ کن لوگوں نے اس کام میں حصہ نہ لیا ہو گا۔

واقعہ نمبر ۱۰۷

علیؑ اور غزوہ بدر!

”اے محمد! اگر جنگ کرنا ہے تو ہمارے مقابلہ کے لئے ہمارے ہم سے آدمی بھیجو۔ کتر لوگوں سے ہم نہیں لڑتے۔“

سلسلہ غزوات میں سب سے پہلا معرکہ غزوہ بدر ہے۔ اس غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تین سو تیرہ جانثاروں کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے آگے آگے ”دوسیاہ سفک“ کے علم تھے، ان میں سے ایک حیدر کرار کے ہاتھ میں تھا جب رزم گاہ بدر کے قریب پہنچے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو چند منتخب جاں بازوں کے ساتھ غنیم کی نقل و حرکت کا پتہ چلانے کے لئے بھیجا۔ انھوں نے نہایت خوبی کے ساتھ یہ خدمت انجام دی اور مجاہدین نے مشرکین سے پہلے پہنچ کر اہم مقاموں پر قبضہ کر لیا۔ شتر ہویں رمضان المبارک کو جمعہ کے دن جنگ کی ابتدا ہوئی۔ قاعدہ کے مطابق پہلے تنہا مقابلہ ہوا۔ سب سے پہلے قریش کی صف سے تین بہادر نائی جنگجو اپنی صفوں سے نکل کر مسلمانوں سے مبارزہ طلب ہوئے۔ تین انصاریوں نے ان کی دعوت کو لبیک کہا اور آگے بڑھے۔ قریش کے بہادروں نے ان کا نام و نسب پوچھا۔ جب یہ معلوم ہوا کہ دو تیز کھجوان ہیں تو ان کے ساتھ لڑنے سے انکار کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بکا کر کہا ”اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے مقابلہ میں ہمارے ہم سے آدمی بھیجو۔“ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان کے تین عزیزوں کے نام لئے۔ حمزہؓ - علیؓ - اور عبیدہؓ تینوں اپنے اپنے حریفوں کے لئے میدان میں آئے۔ حضرت علیؓ نے اپنے حریف ولید کو ایک ہی وار میں تیرے پیچ کر دیا اس کے بعد جھپٹ کر عبیدہ کی مدد کی اور ان کے حریف شیبہ کو بھی قتل کیا، مشرکین نے طیش میں آکر حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر مجاہدین بھی نصرہ تکبیر کے ساتھ کفار کے نرغہ میں گھس گئے۔ اور عام جنگ شروع ہو گئی۔ شہر خدانے ہفتوں کی صفیں الٹ دیں اور ذوالفقار حیدری نے چمک چمک کر اعدائے اسلام کے خیمہ میں ہستی کو جلادیا مشرکین پائوں اکھڑ گئے اور مسلمان مظفر و منصور ہوئے۔ بے شمار مال غنیمت اور تقریباً شتر قیدیوں کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے اس مال غنیمت میں سے آپ کو ایک زرہ۔ ایک اونٹ اور ایک تلوار ملی۔

(صفحہ نمبر ۲۹ - کتاب ”اسوۃ علیؑ“ از رئیس احمد جعفری ندوی - ناشر

آفتاب الیڈمی - کراچی -)



شہر کوئٹہ میں دینا کاسب سے بڑا عاشورہ محرم کا جلسہ جس کے اندر
لاکھوں عاشقان حسین شہرکت کرتے ہیں
خود اس بات کی تصدیق کرے گا۔

سب ایمان والوں کے سرور دار اور شرف حضرت علی ہیں

کتاب ”سچی باتیں“ از مولانا عبدالمجید دیوبادی ناشر لفنیس اکیڈمی صفحہ ۲۲
تحریر فرماتے ہیں کہ ”حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ صمدی ہجری کے ایک مشہور
حدیث و مفسر گذرے ہیں ان کی تفسیر تمام علماء اہل سنت میں معتبر و مستند حلی
آئمہ ہے۔ سورہ مائدہ کے شروع میں ”یا ایہا الذین آمنوا“ کے ذیل میں
حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ ”سب ایمان والوں کے

سرور و سرور دار اور شرف حضرت علیؓ ہیں کہ اصحاب رسولؐ میں سے وہی ایک ایسے ہیں جن پر
کسی معاملہ میں کوئی گرفت نہیں ہوتی ہے۔“

واقعہ نمبر ۱۱۰

علی علیہ السلام کی پرورش کا شانہ و حیثیت ہوئی

کتاب ”حضرت عثمان ناریج اور سیاست کی روشنی میں“ مصنف ڈاکٹر
طاحین ترجمہ علامہ عبدالحمید نعمانی ناشر لفنیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۱۹۱ میں اس طرح
تحریر ہے کہ ”حضرت علیؓ کا آنحضرت سے رشتہ اور آپؐ کی نگاہوں میں ان کا مرتبہ بلاشبہ
ہمارے کسی بیان سے بے نیا ہے۔ ابوطالبؓ کی آنحضرت پر عنایات کون نہیں جانتا
قریش کے مقابلے میں ابوطالبؓ کا آپؐ کی اور آپؐ کے دین کی حمایت عام بات ہے۔
پھر ابوطالبؓ نے آپؐ کی کفالت کی اور جب کثرتِ اولاد سے ان کا ہاتھ تنگ ہوا تو
آپؐ نے حضرت علیؓ کی کفالت فرمائی۔ آنحضرتؐ اور ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے
سایہ عاطفت میں پرورش پاتے رہے۔ حضرت علیؓ بچوں کے متعلق کچھ جانتے نہ تھے
اسلام لانے سے پہلے وہ بچوں کے تھوڑے سے خالی تھے۔ بس اسلام کے سابقین اولین
میں آپؐ ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپؐ کی تربیت خالص اسلامی ماحول میں ہوئی۔“

زیادہ جامع تعبیر میں یوں کہیے کہ آپؐ کی پرورش کا شانہ و حیثیت میں ہوئی
آنحضرتؐ نے اپنی صاحبزادی فاطمہؓ سے آپؐ کی شادی کر دی۔ جس کی وجہ سے
آپؐ تک آپؐ کی نسل جاری ہے۔ جہاد کے میدانوں میں، آنحضرتؐ کے تمام
غزوات میں اسلام کا جھنڈا حضرت علیؓ کے ہاتھ میں رہا۔ وہ ایک بہادر، دلیر
اور خدا داد قوت کے مالک تھے جس کی مثال دوسرے لوگوں میں نہیں دیکھی گئی۔
یہیں حضرت علیؓ علیہ السلام کی ذاتی صفات اور اسلام فہمی جس کا مصنف
نے خود اقرار کیا ہے۔ یہ مصنف آپؐ کا ایک جید عالم ہے کاش اور۔۔۔۔۔
”سقیفہ“ کے وقت بھی مسلمان علیؓ کو یاد کر لیتے تو آج اسلام میں
اتنی بیچینی نہ ہوتی۔

واقعہ نمبر ۱۱۲

اب کی بار علی کے سپرد کر دینا زندہ رہے گا!

ماہنامہ قومی ڈائجسٹ شمارہ جلد ۱۹۷۸ء تحریر میر جنتی مقبول جہانگیر
صفحہ ۳۲ بعنوان "کرم عظیم" سوانحیات جناب مولانا حضرت اشرف علی تھانوی
اس کے علاوہ یہ واقعہ خود مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اپنی کتاب بستی زہد میں
بھی لکھا ہے۔

"مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی کی پیدائش کا واقعہ بھی عجیب ہے جو خاندان
میں اسی وقت سے مشہور چلا آتا ہے مولانا کے والد عبدالحی مرض فائدہ میں ایسے
مبتلا ہو گئے کہ کسی دوا سے فائدہ نہ ہوتا تھا ایک ڈاکٹر نے کہا کہ اس مرض کی ایک دوا
اکیر ہے مگر وہ قاطع النسل ہے۔ عبدالحی صاحب چونکہ بیماری سے بہت تنگ
آگئے تھے اس لئے انھوں نے دوا یہ کہہ کر استعمال کر لی کہ بلا سے اولاد نہ ہو بقیائے
نوعی سے بقاء کے شخصی مقدم ہے۔ عبدالحی صاحب کی بیوی کو جب یہ معلوم ہوا
تو بہت پریشان ہوئیں کہ اس وقت تک کوئی اولاد نہ رہے زندہ نہیں رہتی تھی سندھ
شدہ یہ تبرع عبدالحی صاحب کی خوشدامن تک پہنچ گئی انھوں نے اس زمانہ کے
مشہور مجذوب اور بزرگ حضرت حافظ غلام مرتضیٰ یانی پتی سے عرض کیا کہ حضرت
میری اس لڑکی کے لڑکے زندہ نہیں رہتے۔ حافظ صاحب نے فرمایا "خیر اولاد کی
کی کٹکٹ میں مر جاتے ہیں اب کی بار علی کے سپرد کر دینا زندہ رہے گا" اس
جذوبانہ مع کو کوئی نہ سمجھا۔ آخر عبدالحی صاحب کی بیوی نے اپنی فہم خداداد سے
اسے حل کیا اور فرمایا حافظ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ لڑکوں کے باپ فائدہ میں ہیں اور
مال علوی ہیں۔ اب تک جو نام رکھے گئے وہ باپ کے نام پر رکھے گئے اب کی بار
جو لڑکا ہو اس کا نام ناہال کے ناموں کے مطابق رکھا جائے جس کے آخر میں
"علی" ہو۔ حافظ صاحب یہ سن کر ہنسے اور فرمایا واقعی میرا مطلب یہی تھا یہ لڑکی
بڑی عقلمند معلوم ہوتی ہے۔ انشاء اللہ اس کے دولڑکے ہوں گے اور زندہ رہیں گے۔

واقعہ نمبر ۱۱۱

در صنعت مربع ہما حضرت علی علیہ السلام

یہ محنت اور زندہ رہنے عقیدت جناب سید اختر حسین صاحب آخر حیدر آبادی
کے زور قلم کا نتیجہ ہے مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کی شان میں دو عدد
قطعہ مربع کی صورت میں تحریر فرمائے ہیں ان دولڑکوں کے جس طرف سے بھی
پڑھئے۔ بامعنی پائے گا۔

قطعہ نمبر ۱

علی ہی	نبی کا	وصی ہے	وہی ہے
نبی کا	برادر	و شیر	جڑی ہے
وصی ہے	وہ شیر	دلادر	بہادر
افضل ہے	جڑی ہے	بہادر	علی ہے

قطعہ نمبر ۲

ولائے	نبی سے	ولائے	علی ہے
نبی سے	علی ہے	علی سے	نبی ہے
ولائے	علی سے	ہے روشن	مراد
علی ہے	نبی ہے	مراد	یہی ہے

ایک کا نام "اشرف علی" رکھنا۔ دوسرے کا نام اکبر علی رکھنا۔ دونوں صاحبِ نصیب ہوں گے ایک میرا سوگادہ مولوی اور حافظ قرآن ہوگا اور دوسرا دنیا دار ہوگا پچھلے یہ سب پیشگوئیاں صرف بہ حرفِ درست ثابت ہوئیں۔
یہ تھی حضرت علی علیہ السلام کے نام کی کمالات جس کا زندہ ثبوت خود اشرف علی تھا نذی کی زندگی ہے۔ دنیا کو یہ ماننا بڑے گاکہ روحانی عطا صرف اور صرف محمدؐ اور ان کی آلِ پاک کے سوا اس دنیا میں کسی کو نہیں ہے۔

واقعہ نمبر ۱۱۳

واقعہ غدیر کی سچائی سے انکار کرنے والوں کا انجام!

کتاب غدیرِ خم شایع کردہ بورڈ آف ٹرستیز شاہ کہ بلا ٹرسٹ دھوپہ سائے مضمون جناب ڈاکٹر اسرار یب پیپلز اوپن یونیورسٹی اسلام آباد لعینان سلسلہ الحدیث غدیر صفحہ نمبر ۱۲۲۔ اس کے علاوہ انجیل المطالب باب ۱۴ صفحہ ۲۱۵ دیکھئے۔
"ایک روز چند علماء پیش تواریں لٹکائے گھوڑوں پر سوار بن کے چہروں سے سفر کی تھکاوٹ ظاہر تھی جناب امیرؑ کے پاس آئے اور سلام میں کہا "اسلام علیک یا مولانا، جناب امیرؑ نے جواب دیا اور وہ لوگ مجمع میں موجود لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے "جناب رسول خداؐ کے ساتھیوں میں سے اس وقت وہ کون کون ہے جس نے ان سے شنہا ہو کہ جس کا میں مولا ہوں پس اس کا علیؑ مولا ہے۔" مجمع میں اس وقت بارہ آدمی تھے (۱) خالد بن ولید (۲) ابوالیوب انصاری (۳) خزیمہ بن ثابت (۴) ثابت بن قیس بن ثمالس (۵) عمار بن یاسر (۶) ابوہریرہ (۷) ہاشم بن عتبہ (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) حبیب بن بدیل بن ورقاد (۱۰) ابوہریرہ (۱۱) انس بن مالک (۱۲) برادر بن عاذب۔ سب نے گواہی دی مگر انس بن مالک اور برادر بن عاذب نے گواہی نہیں دی۔

جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا "تم دونوں نے کیا ایسا نہیں سنا پھر جناب امیرؑ نے کہا اگر تم نے بغض و عناد کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے گے

لے اشرف السوانح میں یہ واقعہ مفصل طور پر مرقوم ہے۔

دنیا دیکھ گئی۔" چنانچہ یہی ہوا اور برادر بن عاذب اندھے ہو گئے اور انس کے چہرے پر بڑھن (کوڑھ) کے بڑے بڑے داغ ہو گئے یہ اپنی باقی زندگی اس عیب کو چھپانے کے لئے چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے۔ دیکھا آپ نے جھوٹ کا انجام! مولا علیؑ کے منہ سے ان جھوٹوں کے لئے الفاظ نکلے اور پروردگار نے پورا کیا۔

واقعہ نمبر ۱۱۴

حماد اہلبیت حکیم مظاہرین ضامنوں فر قانی اور حب علیؑ

پھرے جب حج آخر سے پیہر
ابھی پہنچاؤ یہ پیغام فدہ نہ!
نہ کہ ناخوف کچھ اعدا کے شر سے
یہ سنکر احمد مرسل نے فورا
غرض منبر کجاووں کا بنا کر
اٹھایا پھر علیؑ امر تفسیر کو
غدیرِ خم پر احمد نے علیؑ کو
کہا "من کنت مولاً" جب نبیؐ نے
تو پھر حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر
کہا مولا ہو تم سب مومنوں کے
ہوئی پھر آئیہ املکت نازل
خدا نے نعمتوں کی انتہا کی



اسپین (مغرب) سے اسلام کے نابود ہونے اور شرق میں باقی رہنے کا راز

کتاب تاریخ تشریح و محاکمہ مولفہ آقائے ہرول پہجت مترجم اے دو سید عباس حسین ناشر مطبع جدیدی چھپتہ بازار حیدر آباد دکن سال طباعت ۱۳۱۵ھ صفحہ ۱ میں اس طرح تحریر ہے۔ ”فرانس کا ایک عالم کہتا ہے کہ مغرب (اسپین) سے اسلام کے نابود ہونے اور شرق میں باقی رہنے کا راز یہ ہے کہ مغرب میں مولیوں نے اسلام کی بناء کر کے اسلام کے ظاہری احکام نافذ کئے۔ یہی وجہ تھی کہ ظاہریوں کی ظاہری و باطنی کوششوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور اسلام کی بنیاد وہاں ٹھوٹھلی ہو گئی۔ برخلاف اس کے شرق میں اسلام کی باطنی تعلیم حضرت علی علیہ السلام کے پیروں میں باقی تھی جو شیعہ کہلاتے ہیں اسی کی بدولت وہ اس قابل ہیں کہ اتنی صدیوں سے وہ مغرب کی طاقت کا مقابلہ کر سکیں۔“

• اس ہی سلسلہ میں ایک واقعہ جو خود میرے ساتھ پیش آیا اس کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ ۱۹۵۷ء کی بات ہے کہ میں میڈیکل میں پڑھتا تھا۔ میرے احباب امان اللہ خاں سردری۔ باروق صاحب۔ جمیل صاحب اکثر پادریوں سے بحث و مباحثہ کرنے ان کے پرتخ (گہ جاکھ) جاتے تھے۔ ایک بار معلوم ہوا کہ امریکہ سے ایک بہت بڑا پادری آیا ہوا ہے۔ حسب عادت ہم لوگ جمع ہو کر اس سے ملنے گئے امان اللہ صاحب نے اس سے مناظرہ شروع کرنا چاہا۔ اس نے دریافت کیا ”آپ لوگ اسلام کے کس فرقہ سے تعلق رکھتے؟“ ہمارے دوستوں نے کہا کہ ہم لوگ شیعہ ہیں مگر میں خاموش نہ رہا میں نے کہا ”اس سے آپ کا کیا مطلب ہے؟“ اس نے جواب دیا میں شیعہ تہذیب سے مناظرہ نہیں کرتا ہوں کیونکہ میں آج تک اپنی باتوں سے کسی شیعہ کو قابل نہ کر سکا ہوں۔“ دیکھا آپ نے اس پادری کے جواب میں ایک ”حقیقت“

”ایک سبق“ اور ”ایک راز ہے“ کا ش دنیا اس کو سمجھ سکے۔!

واقعہ نمبر ۱۱

جدید دیکھو علیؑ ہے

علم الحساب کی رو سے آپ دنیا کے کسی لفظ کے اعداد معلوم کر لیں پھر ان اعداد کو ۱۲ سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں ایک جمع کر دیں پھر حاصل جمع کو پانچ سے ضرب دیں حاصل ضرب کو پھر ۲۰ سے تقسیم کر دیں آخر میں جو ہندسہ بچ جائے اس کو ۶۲ کے ہندسے ضرب دے دیں حاصل ضرب مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے عدد ۱۲۰ کے برابر ہوگا۔ مثال:- قلم کے اعداد ۱۳ =

$$۱۲۰ \div ۸۱۰۵ = ۵ \times ۱۶۲۱$$

$$۱۶۲۱ = ۱ + ۱۶۲۰ = ۱۲ \times ۱۳۵$$

$$۱۱۰ = ۲۲ \times ۵ = ۲۲ \times ۵ = ۱۱۰$$

واقعہ نمبر ۱۱
دل کا دل ہجوم کر کے بڑھتا تھا لیکن ذوالفقار حیدری کی بجلی سے یہ بادل چھٹ کر رہ جاتے!

یہ واقعہ جس کو ابوالاثر حفیظ جالندھری نے اپنی شاہکار کتاب ”شاہنامہ اسلام“ میں نظم کیا ہے یہ واقعہ جنگ احد کا ہے جب پہلا دستوں کا غول بڑھا اور اس نے سرکارِ دو عالم کو اپنے نزعہ میں لے لیا تو اس وقت آپ کے پاس شیعہ خدا حضرت علی علیہ السلام کھڑے تھے سرکارِ دو عالم نے علیؑ کو اس دستوں کے غول کو مٹانے کے لئے کہا آپ نے ذوالفقار حیدری بلند کی جکی چمک نے دستوں کی آنکھوں میں چکا چوند کی سی کیفیت پیدا کر دی اور کافر منتشر ہو گئے۔ سرکارِ دو عالم کو کافروں کے نزعہ سے نجات حاصل ہوئی۔ اس واقعہ کو جناب حفیظ جالندھری نے اپنی کتاب ”شاہنامہ“

۳۶
اسلام حصہ سوم صفحہ ۳۲۰ ناشر مکتبہ شاہ کمال پورہ میں اس طرح نظم کیا ہے

حضرت علیؑ کی جانبازی

کیا جب قاتلوں نے قصد یوں نزدیک آنے کا
علیؑ سے امر حضرت نے کیا ان کو ہٹانے کا
لگی اٹھ اٹھ کے گرنے ہر طرف تیغِ یدِ الہی
تو تارِ پھرِ جہنم کی طرف ہونے لگے راہی
گدایا خاک پر لاشے پہ لاشہ دستِ حیدر نے
یہ جنگل کاٹ ڈالے تھانہ دستِ حیدر نے
بھری تھی برقِ باطل سوز تیغِ شیرِ بزدان میں
لیک لٹھا تھا اک شعلہ سائیزوں کے نیستان میں
اگر یہ خوفِ حیدر سے تھا نہ ہرہ آبِ دشمن کا
مگر اٹھ اٹھ اٹھا چارہ سو سیلابِ دشمن کا

واقعہ منبر ۱۱
کتاب اسلامی تاریخ کے بعض اہم اور امتیازی پہلو!

کتاب "اسلامی تاریخ"، مصنف ڈاکٹر امیر حسن صدیقی مدظلہ العالی، ناشر جمعیت الفلاح اے ایم ۲۷۰ صدر کراچی صفحہ ۳۵۰۔
جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے ویسی تحریر نہیں ہے اس کتاب کے اندر مصنف
نے کہیں بھی آل رسول کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن وہ بات جو حق تھی لاکھ
چھپا گئے بھی چھپا نہ سکے۔ اور آل رسول کے معجزے کے تحت لکھنا پڑا کہ
"جب خاندان بنی امیہ نے اقتدار حاصل کیا اور تقریباً ایک صدی
۶۶۱ء تا ۷۵۰ء حکومت کی تو خلافت کے اظہار و مزاح میں فرق آگیا
معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان کے پہلے فرماں بردار جس نے اس خاندان کی بنیاد

۳۷
رکھی تھی امیر معاویہ نے خود اس تبدیلی کو محسوس کیا اور اس طرح ارشاد فرمایا۔

"میں اسلام میں پہلا بادشاہ ہوں۔ خلافت کا اصل مذہبی اور جمہوری انداز
نہ رہا۔ اگرچہ اس کی صورت باقی رکھی گئی۔ یہ تبدیلی محض مسلمانوں کی سیاسی تنظیم
کی شکل ہی تک محدود نہ رہی بلکہ اس کی روح کسی حد تک بدل گئی خلفاء
راشدین کی تمام وجہ مذہب کے مقاصد کے لئے وقف تھی ذاتی اختیار و اقتدار
کا ان کو قطعی شوق نہ تھا ان کے طرز فکر میں اس کو کوئی دخل نہ تھا کہ اختیار
محض اختیار کے لئے حاصل ہو جو عوامی خلفاء اپنے کردار کے اعتبار سے ایسے
مقدس، مذہبی اور صاحب اخلاق نہ تھے جیسے کہ خلفاء راشدین اور نہ ان کی
طرح مذہب کے مقاصد کی طرف ہمہ تن متوجہ۔ اب اسلام کی ترقی بطور مقصد ان کے
لئے امور اہم میں سے نہ تھی۔

دیکھا آپ نے خود امیر معاویہ نے یہ کہہ دیا کہ میں بادشاہ ہوں۔ اب ذرا
اوپر کو نظر ڈالئے تو وہ خلافت علیؑ نظر آجائے گا یہاں اسلام اور دین کی
خاطر سب کچھ ہے اپنی ذات کے لئے کچھ بھی نہیں نہ تخت و تاج ہے نہ محل بس
یہ گھر ہے جس کے اندر رہائش بھی تھی اور وہاں سے احکام خلافت بھی صادر فرماتے تھے

واقعہ منبر ۱۱

میری ضرب ضرب حیدری ہے، (محمد علی علیہ السلام)

("کوہستان" ۲۷ نومبر ۱۹۶۵ء) لاس ولیگاس ۳۳ نومبر (۱۱/۱/۷۰)
مقابلہ ختم ہونے کے بعد اخبار نویسوں نے محمد علی کلو کو گھیر لیا۔ محمد علی کلو نے ان سے
کہا تم جس شخص کو چاہو آؤ میں اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں تم اپنے
تمام آدمیوں کو ایک قطار میں کھڑا کر دو میں ایک ایک کسے ساتھ منٹوں گا۔ محمد علی کلو نے
اعلان کیا کہ میں اپنا اعزاز برقرار نہ رکھنے کے لئے ہر تین ماہ بعد میدان میں آنے کو تیار
ہوں۔ محمد علی کلو نے اخبار نویسوں سے کہا مجھے تائید غیبی حاصل ہے میری جھوٹ
سایہ فتن ہوتا ہے۔ میری ضرب ضرب حیدری ہے اس لئے کہ میرے نام کا ایک لفظ

۵۰
کے عظیم جذبے اور نعرہ حیدری میں کتنی قوت موجود ہے۔
نمبر ۱۲۵

شکست فاش

اخبار مشرق ۱۲ نومبر ۱۹۶۵ء لفٹیننٹ کرنل جنید (سابقہ بھارت) نے فوری طور پر چونڈہ کے محاذ پر جوابی حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ سرفروشان اسلام اپنے بہادر کمانڈر کا حکم ملتے ہی اللہ اکبر اور نعرہ حیدری لگا کر دشمن پر لوٹ پڑے اور دشمن کی لگڑ لگڑ کی مضبوط پوزیشن کو تباہ کر کے اسے بہت پیچھے ڈھکیل دیا۔

دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے!

اخبار مشرق ۸ نومبر ۱۹۶۵ء لاہور۔ مغربی پاکستان کے وزیر خزانہ شیخ مسعود صادق نے ۸ نومبر کو کر بلا گئے شاہ لاہور میں منعقدہ ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بھارت نے ۲ ستمبر کی بات کو چوروں کی طرح رات کے تین بجے ہم پر حملہ کر دیا مگر وہ بھول گئے کہ انھوں نے کس قوم کو لاکار ہے جس وقت پاکستانی فوجیوں نے یا علی کے نعرے مار کر جوابی حملے کے لئے دشمن کی ٹیڈی دل فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔

نمبر ۱۲۴

ایک نعرہ حیدری "یا علی"

کیم کرن میں پاکستانی فوجی افسر نقتہ زمین پر رکھ کر تمام صورت حال سمجھا رہے تھے کہ پاکستانی قوتوں نے بھارتی طیارہ کو اپنا نشانہ بنایا اور چشم زدن میں فضا میں دھواں کی ایک لکیر نمودار ہوئی جو انڈوں کے چہروں پر فتح و کامرانی کی جگمگاہٹیں نمایاں ہو گئیں اور دور فضا میں تکیہ اور نیچین

۵۰
گر عشق جوئے حیدرست در راہ پوئے حیدر است
گر علم خوانی حیدر است دانائے سدا کبرم

حیدر بود شیر خدا، حیدر بود میر وفا
حیدر بود کان سخا جز او بعالم نہ نگر
حیدر بخوان حیدر بدال در آتش کار و نہال
حیدر کہ اذ الذار او چرخ فلک خاک درم
مولا چوم دغالبی مہر علی را طالبی
اول علی آخر علی معلوم این شد آخرم

نمبر ۱۲۳

ملکی اخبارات کے چند ایک تراشے جو پاک، بھارت جنگ ۱۹۶۵ء کے دوران شائع ہوئے تھے جس میں پاکستانی فوج نے حضرت علی علیہ السلام کو مشکل کشائی کیلئے دوران مشکل یاد کیا اور آپ نے ان کی مدد کی۔ یہ تراشے ان لوگوں کی عبت کے لئے درج کئے جا رہے ہیں جو آئمہ اطہار کو مدد کے لئے بیکارہ نے کوشش کرتے ہیں اور ہم یہ اپیل بھی کریں گے کہ وہ مشکل کشا کی نصرت کو شرک کہہ کر خود مشرکانہ افعال سے گریز کریں۔

نمبر ۱۲۲

قوت نعرہ حیدری

اخبار مشرق لاہور ۱۲ نومبر ۱۹۶۵ء میجر محمد حسین ملک (سابقہ بھارت) نے ایک دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ بتاتے ہوئے کہا کہ ایک بار ان کی فوج کا دستہ دشمن کے ٹینکوں میں گھر گیا مگر ہم نے نعرہ حیدری بلند کیا تو دشمن کے سپاہی جنھن نفروں سے گھبر گئے اور اپنے مورچوں اور ٹینکوں سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے اس وقت دشمن کے بہت سے سپاہی ہمارے ہی گولیوں کا نشانہ بنے۔
میجر ملک نے کہا کہ دشمن کی پستی کے بعد میں نے محسوس کیا کہ شہادت پانے

۵۲
ایک نعرہ حیدری یا علیؑ سے فضا میں ارتعاش پیدا ہو گیا ہم نے ایسے روح افزا مناظر چاہے دیکھے۔ (اخبار نوائے وقت لاہور ۲۰ ستمبر ۱۹۶۵ء)

عوام کی فوجیوں کیلئے الوداعی دعا

اخبار مشرق ۲۰ ستمبر ۱۹۶۵ء لاہور فوجی جب حاذر جلتے کے لئے آبادیوں کے قریب سے گزرتے ہیں تو شہری انھیں مشن و بات پیش کرتے ہیں اور اللہ اکبر اور یا علیؑ کے فلک تنگاف نعروں کے ساتھ انھیں رخصت کرتے ہیں۔

خدا تمھارے ساتھ ہے

جب مغربی علاقہ میں داخل ہوئے تو پاکستانی فوج کے فوجیوں میں بیٹھے ہوئے جوانوں نے اللہ اکبر اور یا علیؑ کے نعروں سے ہمارا استقبال کیا۔ گاڑی میں میرے برابر پیرس کے اخبار "لی نکاڈو" کا نامہ نگار بیٹھا تھا اس نے پاکستانی جوانوں کے نعروں کے جواب میں انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی میں نے اس اشارے کا مطلب اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا ہمارے ملک میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ "خدا تمھارے ساتھ ہے"

فشارتہ موت کا انکشاف

کتاب "حضرت علیؑ کم اللہ وجہہ کے فیصلے" مولفہ سید حیدر عباس صاحب صاڈھو روئی ناشر ندر حسین تاجر کتب کشمیری بازار راولپنڈی صفحہ نمبر ۱۲۷، ۱۲۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ جس رات مجھے معراج ہوئی اور میرا گدہ آسمان پر پہنچا تو میں نے آسمان پر

ایک فرشتہ کو دیکھا جس کے سامنے لوح رکھی ہوئی تھی اور وہ اس کو دیکھنے میں مجھو تھا میں نے اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے مجھے بتلایا کہ یہ فرشتہ عزرائیل ہے جو لوگوں کی رُوح قبض کرتا ہے پس میں نے آگے بڑھ کر حضرت عزرائیل علیہ السلام کو سلام کیا۔ اس نے کہا وعلیکم السلام۔ اور میری طرف دیکھنے کے بعد پوچھا "اے رسول خدا! حضرت علیؑ کا کیا حال ہے میں نے عزرائیل سے پوچھا کہ کیا تم حضرت علیؑ کو جانتے ہو۔ عزرائیل نے جواب دیا بیشک اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں ہر نفس کی رُوح قبض کرنے پر مامور ہوں آپ کی اور حضرت علیؑ کی رُوح قبض کرنے کے سلسلے میں مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ دونوں میں سے کسی ایک کی بھی رُوح اس وقت تک قبض نہ کروں جب تک کہ آپ خود رضامند نہ ہوں۔"

نعرہ حیدری یا علیؑ سے دو کرو دشمن کا دم نکل گیا

جنگ کراچی ۲۶ اگست ۱۹۶۵ء۔ کل رات بھارتی فوج نے چناری سے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ مجاہدین نے اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔ بتایا گیا ہے کہ مجاہدین یا علیؑ کا نعرہ لگا کر آگے بڑھے تو ایک بھارتی سپاہی رام جرن دہشت سے گھر کر وہیں ہلاک ہو گیا۔

محمد اور علیؑ لمحہ لمحے!

محمدؐ اور علیؑ لمحہ لمحے! طلسم اس میں سمجھاؤں تجھے مسن! محمدؐ سے جو حرف "م" کے لیے لیا جمع تو حاصل ایک نمودس جو باقی محمدؐ اور علیؑ "رہ گئے ہیں وہ اعداد محمدؐ منظر ہر کن

واقفہ نمبر ۱۳۳
حضرت علیؑ کا حضرت عمرؓ کو ایک مفید مشورہ!

کتاب المرتضیٰ تألیف علی الجعفری صفحہ ۱۴۲-۱۴۱ اس کے علاوہ اس مفید مشورہ کو مورخ اسلام حکیم زمانہ قاضی اندلسی نے اپنی کتاب طبقات الامم اور عیش قرشی تبی نے اپنی کتاب کشف عن الغاشیہ کے جز اول کی پہلی قسم میں نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے حضرت عمرؓ کو تادم رخ اسلام کا ایک مفید مشورہ دیا تھا کہ کتب خانہ اسکندریہ کے خزائن (کتابوں) کو نہ جلا دیا جائے کیونکہ ان کتابوں میں علوم کے خزانے ہیں جو قرآن مجید کے مخالف نہیں ہیں بلکہ ان سے قرآن کی تائید ہوگی اور قرآن کی باریکیوں اور رموز کی تعبیر کرنے میں یہ کتابیں مددگار ثابت ہوں گی۔ کاش حضرت علیؑ علیہ السلام کے مشورہ پر عمل ہو جاتا۔

واقفہ نمبر ۱۳۴

حضرت علیؑ کے ساتھ ساتھ جبریلؑ اور میکائیلؑ بھی جنگ میں لڑتے تھے!

کتاب کرامات صحابہؓ از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ناسخ دارالاشاعت کراچی صفحہ نمبر ۲۰۴ میں کنز العمال کے صفحہ ۴۱۲ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جناب عاصم بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب امام حسنؑ نے ایک تقریر کے دوران فرمایا کہ سرکار دو جہاں حبیب والدین رسول اللہؐ حضرت علیؑ کو کسی جہاد میں روانہ کرتے تو آپ کے داہنی طرف جبریلؑ اور میکائیلؑ بائیں طرف ہوتے تھے اور آپ اس جنگ کو جیت کر واپس آجاتے تھے۔ یعنی جہاد میں حضرت علیؑ کے ساتھ جبریلؑ اور میکائیلؑ ہا کرتے تھے اور اللہ کی امداد سے جناب شہید خدا اس جنگ کو جیت لیتے تھے۔ "مسلمانو! جنگ صفین، نہر دان اور جمل کے لئے کیا خیال ہے۔ اس جنگ میں بھی بقول رسول خدا یہ فرشتے آپ کے ساتھ رہے ہوں گے یا نہیں؟ فیصلہ آپ کو کرنا ہے!

واقفہ نمبر ۱۳۵

ہمارے اماں بارہ ہیں

علم الحساب کی عجیب کرامات ہندسہ ۱۲ کہاں نہیں۔ اس ہندسہ کی چند عجیب و غریب سہیتیں ہیں۔ اگر آپ غور کر لیں گے تو دنیا میں ہر اچھی چیز میں ۱۲ کا عکس نظر آئے گا۔ یہ خلا اپنی حکمتوں کو بہتر جانتا ہے۔

دل لا الہ الا اللہ کے حروف ۱۲ ہیں	(۱۸) فاتح خیر و خدق کے عدد ۱۲ ہیں
(۲) محمد رسول اللہ کے حروف	(۱۹) قرآن مع العلی
(۳) محمد علیؑ فاطمہؑ	(۲۰) علیؑ مع القرآن
(۴) امیر المومنین	(۲۱) علیؑ علیہ السلام
(۵) وصی و اخ مصطفیٰ	(۲۲) حسن علیہ السلام
(۶) فاطمہ علیؑ حسینؑ	(۲۳) امام برحق حسینؑ
(۷) اللہ محمدؐ زہراؑ	(۲۴) امام عابد جوادؑ
(۸) حیدر کرارؑ زہراؑ	(۲۵) امام محمد باقرؑ
(۹) علیؑ زہراؑ حسنینؑ	(۲۶) امام جعفر صادقؑ
(۱۰) امام المسلمین	(۲۷) امام موسیٰ کاظمؑ
(۱۱) فاطمہ بضعتہ منی	(۲۸) امام رضاؑ
(۱۲) حق علیؑ مشہد کلستان	(۲۹) امام تقیؑ
(۱۳) حق علیؑ ولی اللہ	(۳۰) امام تقیؑ
(۱۴) مولود بیت اللہ	(۳۱) امام حسنؑ عسکریؑ
(۱۵) امام العارفین	(۳۲) امام محمدؑ مہدیؑ
(۱۶) امام العابدین	(۳۳) آل محمدؑ مصطفیٰؑ
(۱۷) مولائے کائنات	(۳۴) مودۃ القرنی

خیر کا دروازہ میں نے قوت الہی سے اٹھایا

کتاب الرحمة المہداة مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۲۱۷ و کتاب کرامات صحابہ
از مولانا اشرف علی تھانوی ص ۴۳ نمبر ۲۳ میں حضرت ابو رافع سے روایت
تکریر کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم نے جب حضرت علیؓ کو اپنا جھنڈا دے کہ
خیبر کی طرف روانہ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ تھے جب ہم قلعہ خیبر کے پاس پہنچے جو مکہ بیت
منورہ کے قریب ہے تو خیبر والے آپ پر ٹوٹ پڑے آپ نے کشتوں کے لٹنے لگا دیے
تھے کہ آپ پر ایک لہو دی نے حملہ کر کے آپ کے ہاتھ سے آپ کی ڈھال گرا دی اس
پر جناب حمیدؓ نے قلعہ کے ایک دروازہ کو اٹھایا کہ اپنی ڈھال بنالیا اور اس کو
ڈھال کی حیثیت سے اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ستریک جنگ ہو گئے۔ اور بالآخر
دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد اس ڈھال کے طور پر استعمال کرنے والے دروازہ
کو اپنے ہاتھ میں سے اٹھال کر دوڑ پھینک دیا۔ اس سفر میں میرے ساتھ سات
آدمی اور بھی تھے ہم آٹھوں آدمیوں نے بلکہ اس دروازہ کو اٹھانے کی کوشش
کی لیکن وہ دروازہ جس کو تنہا حمیدؓ نے اپنے ایک ہاتھ میں اٹھا کر
ڈھال کی جگہ پر استعمال کیا تھا ہم آٹھوں آدمی سر توڑ کوشش کے باوجود
پلٹ نہ سکے۔ یہ آپ کی کرامت تھی۔ حضرت علیؓ علیہ السلام خود فرماتے
تھے کہ یہ دروازہ میں نے انسانی قوت کے بل بوتہ پر نہیں اٹھایا بلکہ قوت
الہی سے اٹھایا۔

واقعہ نمبر ۱۳

حضرت علیؓ علیہ السلام کے لوجہ جو آپ نے حرمینِ قمرائے

کتاب طبقات الاولیاء از سید عبدالغنی دارنی ناشر نفیس الیڈیجی کراچی صفحہ ۴۹
۵۰ میں جناب ابو عبیدہؓ رحمتہ اللہ تعالیٰ سے روایت تحریر کرتے ہیں کہ امام علیؓ

بن ابی طالبؓ کرم اللہ وجہہ نے رجز میں ایسے لوجہ کہے کہ ان میں سے ایک تک
بھی پہنچنے کی امید میں منقطع ہو گئیں۔ (یعنی میری سمجھ ان عالمانہ جملوں تک
پہنچ سکتی) وہ جملہ یہ ہیں۔ ۳ جملے مناجات میں ہیں ۳ جملے علم میں اور
تین جملے اخلاق میں۔!

مناجات

- (۱) یہی عزت میرے لئے کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے۔
- (۲) میرے لئے یہی خیر کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔
- (۳) جیسا میں دوست رکھتا ہوں ویسا ہی تو میرے لئے ہے اس لئے جس
پیر کو تو دوست رکھتا ہے اس کی توفیق مجھے دے۔

علم

- (۱) آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔
- (۲) باتیں کر کے پہچان لئے جاؤ گے۔
- (۳) جس آدمی نے اپنی قدر پہچانی وہ ضائع نہ ہوا۔

اخلاق

- (۱) جس پر چاہا ہو احسان کر دو تم اس کے (میر) حاکم) ہو جاؤ گے۔
 - (۲) جس سے چاہے استغنا کر دو تم اس کی نظیر (ہم) رہو جاؤ گے۔
 - (۳) چاہے جس کے تم محتاج ہو اس کے اسیر ہو جاؤ گے۔
- آپ کا قول ہے کہ واللہ ایمان والا ہی مجھے دوست رکھے گا اور نفاق والا
ہی مجھے دشمن سمجھے گا۔

نمبر ۱۳۸

امام شافعیؒ اور حضرت علیؓ

صلواتِ محرقہ میں امام شافعیؒ کی یہ رباعی درج ہے جس سے آپ خود اندازہ
لگا سکتے ہیں کہ امام شافعیؒ حضرت علیؓ علیہ السلام سے کس درجہ عقیدت
رکھتے تھے۔

کفنی فضل مولانا علی وقوع الشک فیہ اندہ اللہ
وصات الشافعی لیسید رکی علی سربہ امر سربہ اللہ
ترجمہ: مولانا علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفعت شان میں یہی
کافی ہے کہ لوگوں کو ان کے خدا ہونے کا شک و شبہ پیدا ہو گیا اور میں (شافعی)
مرنے وقت تک نہیں جان سکا کہ میرا پالنے والا مرئی علی علیہ السلام
ہے یا اللہ تعالیٰ ہے۔

نمبر ۱۳۹

ابن ابی الحدید مصنف شرح نہج البلاغہ اور حب علی

بغداد ابن ابی الحدید یحییٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے کلام نہج البلاغہ کی شرح
لکھی ہے۔ آپ اس رباعی کے ذریعہ حضرت علی علیہ السلام سے اپنی عقیدت کا اظہار
اس طرح کرتے ہیں۔

ہا علیٰ بشر فیکف بشر سربہ فیہ تجلی و ظہر
ف ذات لمخلوق دو صف لکھا ایت قد حارت الایاب ایہ حیۃ

ترجمہ: علی ہیں تو بشر ہیں کیسے بشر ہیں جس میں سے اس کے رب کی تجلی
ظاہر ہوتی ہیں پس ذات میں تو مخلوق ہیں اور اوصاف ان کے خالق والے ہیں
بے شک اولوالباب کی عقلیں حیران ہیں۔ یہ عجب حیرانگی ہے یہ بزرگ
فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام بشر ہیں۔ البتہ انہیں ہیں مگر ان کی
بشریت سے ان کے رب کی الہییت کی تجلی ظاہر ہوتی ہیں۔ رب العالمین کی
ربوبیت کا ظہور ان کی بشریت سے ہوتا ہے۔
پس یہ بشر ہو کہ مرئی محمد الم ہیں۔

جس نے علی کا حق پہچانا وہ جنتی ہے نمبر ۱۲۰

کتاب مناقب خوارزمی میں منقول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ جس شخص نے علی کا حق پہچانا وہ پاک اور خوش
ہوا اور جس نے اس کے حق سے انکار کیا وہ ملعون اور دنیاں کا بد ہوا میں اپنی عورت
و جلال کی قسم کھاتا ہوں جو شخص اس کی نافرمانی کرے گا اس کو دوزخ میں داخل
کروں گا اگرچہ وہ میری اطاعت کرنے والا ہو اور جو شخص اس کی فرماں برداری
کرے اسے جنت میں داخل کروں گا۔ اگرچہ وہ میری نافرمانی ہی کرتے والا ہو۔

نمبر ۱۲۱

حضرت علی علیہ السلام پہلے حافظ قرآن تھے

کتاب تفسیر الزاخر الخف اند حجتہ الاسلام علامہ حسین نجاشی ناشر مکتبۃ الزاخر الخف
دریاخانہ فنیع میانوازی صفحہ نمبر ۱۲۲ پر درج ہے۔
”حضرت علیؑ کے جمع کرنے سے مراد حفظ کرنا ہی ہے تو معلوم ہوا کہ حضرت
علیؑ پہلے حافظ قرآن تھے پس اسی صورت میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ نے حافظ
قرآن (حضرت علیؑ) کو چھوڑ کر غیر حافظ زید بن ثابتؓ کو جمع قرآن پر کیوں مجبور
کیا؟ حالانکہ ہر روایت صحیح بخاری اسی نے بہت حدت خود ہی بھیجی۔ جیسا
کہ صحیح بخاری ج ۲ حدیث نمبر ۸۰۸۰ اند مرزا حیرت دہلوی ملاحظہ فرمائیے۔
زید نے کہا کہ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا کہ تم عقل مند جوان آدمی
ہو۔ تم یہ بھول یا جھوٹ کا الزام نہیں لگا سکتے اور تم نبیؐ صلعم کا دومی بھی
لکھا کرتے تھے۔ لہذا تم ہی قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو۔ زید کہتے ہیں کہ
واللہ اگر مجھے پہاڑ کے اٹھانے کا حکم حضرت ابوبکرؓ فرماتے تو وہ مجھے اس قرآن

جمع کرنے کے کام سے زیادہ آسان معلوم ہوتا۔
تو مسلمانوں کو کیا یہی تمہارا انصاف ہے۔ حافظ قرآن علیؑ کو چھوڑ کر
اس سے قرآن جمع کروا رہے ہو جو انکار کر رہا ہے۔

واقعہ ۱۴۱

کائنات کے ہر ورق پر نام علیؑ گندہ ہے

جناب نقیہ شیخ ابو الفتح محمد بن علی الکبیر علیہ السلام کتاب مستطاب کنز الفوائد
میں اپنی اسناد سے زہری سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا کہ مجھے ہشتام بن
عبد الملک نے حجاز سے شام میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب میں شام کو روانہ
ہوا تو میں سرزمین بلقاء میں پہنچا جو حجاز کے آسمان میں اور شام کی ابتداء میں ہے
وہاں ایک سیاہ رنگ کا پہاڑ مجھے نظر آیا۔ اس پر ایک جگہ میں نے کچھ کلمات لکھے
دیکھے ہیں ان کو سمجھ نہ سکا کیونکہ وہ عبرانی زبان میں تھے مجھے بڑی حیرت
ہوئی۔ اس پہاڑ سے گزرتے ہوئے میں عمان میں وارد ہوا۔ وہاں میں نے پوچھا کوئی ایسا
شخص ہے جو ان کلمات کو پڑھ سکے جو قبروں، پہاڑوں اور چقروں میں گندہ
ہیں تو گنگ مجھے ایک بہت ہی بوڑھے شخص کی جانب لے گئے۔ پس میں نے
پوچھا اس پہاڑ میں دیکھا تھا اس کے سامنے بیان کیا اور اس سے یہ درخواست
کی کہ میرے ہمراہ پھر ان حمد و کلمات کو پڑھے اس کو میں نے سواری پر بٹھالیا
ہم اس پہاڑ کے قریب پہنچے۔ میں نے اپنے ہمراہ قلم و دوات لے لیا تاکہ وہ
جو کچھ ترجمہ کرے یا فیر بیان کرے میں اس کو لکھ لوں پس جب اس شیخ
نے ان حمد و کلمات کو پڑھا اس نے کہا کہ خط عبرانی میں عجیب چیز لکھی ہوئی ہے جب
اس کا اس نے عربی میں ترجمہ کیا تو اس کا مضمون یہ تھا یا سجد للہم
جاء الحق من ربك بلسان عربی مبین لا اله الا الله محمد
رسول الله علی ولی الله صلی اللہ علیہ وسلم وکتب موسیٰ بن عمران
میدہ، یہ منقوش تحریر پہاڑ پر جو موسیٰ بن عمران کے خط سے ہے یہ قدرت

کی طرف سے ہے۔

واقعہ نمبر ۱۴۲

کتاب محبوب مصباح القلوب میں ہے کہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جناب سلمان کو ایک انگوٹھی دی تاکہ اس پر لا اله الا الله
گندہ کر لائے سلمان نے حکاک (سناہ) سے کہا کہ اس کے ساتھ محمد رسول اللہ
مجھے نقش کر دے۔ جب وہ انگوٹھی آنحضرت کی خدمت میں لائی گئی
تو آنحضرت نے ان تہہ پین سطریں دیکھیں۔ پوچھا اے سلمان! یہ تہہ پین
سطریں کیسی ہیں؟ سلمان نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے لا اله الا الله
نقش کرنے کو فرمایا تھا میں نے چاہا کہ اس کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی
گندہ کر دیا جائے اتنے میں جبرئیلؑ کا نزول ہوا اس نے عرض کیا۔ "یا
رسول اللہ! لا اله الا الله آپ کی فرمائش تھی اور محمد رسول اللہ
سلمان کی چاہنت تھی اور یہ میری چاہنت تھی کہ اس کے ساتھ علیؑ ولی اللہ
کو بھی ملا دیا جائے کیونکہ اقرار ولایت علیؑ کے بغیر شہادتیں درست اور قبول
نہیں ہیں اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت علیؑ اور ان کی اولاد طاہرین
کی ولایت کے بغیر کوئی طاعت اور عبادت قبولیت کے درجہ کو نہیں پہنچتی۔

واقعہ نمبر ۱۴۳

حضرت علیؑ کی سخاوت کا حال!

حضرت امام حسن و امام حسین کو رہن رکھنا

کتاب سخاوت حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ یعنی رہن نامہ تحت جگہ امام حسن و حسین
علیہ السلام حسب فرمائش شاہ محمد بن عرفان نے نامہ کتاب رحمن بردار کراچی
حضرت علیؑ علیہ السلام نے جناب امام حسن و امام حسین کو ایک مرد مومن کی مدد
کرنے کے لئے ایک بیوہ کی کے پاس رہن رکھ دیا جس کو منظوم واقعہ کی صورت
میں کسی مرد مومن نے لکھا ہے اس کو میں آپ کی خدمت میں پہنچاؤ پیش کر رہا ہوں

جس کو پڑھ کر آپ کا ایمان تازہ ہو جائے گا۔ (مؤلف)

مشہور زوجہاں میں سخاوت علی کی ہے

دل سے علی شیر خدا کا جو نام لے
واللہ کرتے گئے تھے خدا اس کو تھام لے
ہاں ہاں وہی علی کہ جو دلدل سوار ہیں
چاہیں جو وہ تو بیکرا مقدس سوار دیں
غیب شکن بھی شو بہ خیر النساء بھی ہیں
داماد مصطفیٰ بھی ہیں شیر خدا بھی ہیں
ایک روز کا میں تم کو سنانا ہوں واقعہ
بیٹھے ہوئے تھے بچہ نبوی میں مصطفیٰ
گھیرے ہوئے تھے آپ کو اصحاب باصفاء
جیسے کہ جانہ نالوں کی محفل میں جلوہ نا
اتنے میں ایک سائل نفیس نے آن کر
یوں عرض کی ادب سے کہ یا سید البشر
دو لڑکیاں جوان ہیں گھر میں مرے مگر
شادی میں کہ دوں دو لڑکیاں اتنا نہیں ہے
چاہو جو جو تم کو کام میرا مصطفیٰ ہے
چٹکی اٹھا لو خاک کی تو کیسیا بنے
دینار چھ کہ دو سو محاسن یا نبی
ہو جائے پورا کام میرا پھر تو واقعی
فرمایا مصطفیٰ نے علی سے کہ یا علی
مشکل تو اس کی حل کر مشکل کشا علی
پورا کر دو سوال یہ سائل کا ستم ابھی
آسان کام کر دو یہ مشکل کا ستم علی
سائل نے بدگمانی یہ کہنے ہی دل میں کی
تحتاج خود علی نہیں مجھے دیں گے کیا علی

لیکن علی نے کہدیا سائل سے بے خطر
اللہ کا راز ہے پتلے ہمارے گھر
سائل کے ساتھ آئے علی گھر یہ آن کر
سب فاطمہ سے کہدیا حکم شہد بشر
اے فاطمہ یہ حکم شہد خورشید خصال ہے
سائل ہے میرے ساتھ کہو کیا خیال ہے
سنگریہ فاطمہ نے کہا یا علی سنو! سائل کو دیں گے کیجا گھر میں چھ تہہ ہو

فرمایا یوں علی نے اگر حکم ستم کر دو
میں بہن رکھ دوں جاگے سن اور سن کو
سنگریہ فاطمہ نے کہا دل کو تھام کر
قربان دو لڑکیاں لال محمد کے نام پر!
دیکھو وہ دو لڑکیاں کھیلنے ہوں گے دہرا دھر
مشکلات نے ذاتی محلہ پرجب نظر
اٹے نظر جو دور سے جنت دل و جگر
آواز دی کہ آؤ ادھر اے میرے سپر
سنگریہ فاطمہ کو کھیل کو بھی چھوڑتے ہوئے
اٹے حسن حسین وہاں دوڑتے ہوئے
پیشانی چوم چوم کے فرمایا آپ نے
تم دونوں میرے لال ہوا کہ تا تم سے ہے
فرمان مصطفیٰ ہے یہ سائل کے واسطے
میں چاہتا ہوں رکھ دوں ہیں تم کو اسلئے
میرے بھی ساتھ مری کی ہے بتوں کی!
کہ جان جائے بات نہ جائے رسول کی!
سنگریہ حسن حسین نے بے ساختہ کہا
بے خوف بہن رکھ دو ہمیں غم نہیں ذرا
پورا سوال کر دو یہ سائل کا بر ملا
کٹوا دیں نانا جاں کے اشارے پہ ہم گلا
پورا کر دو جو حکم رسول انا م ہو!
پھر اور کام پہلے محمد کا کام ہو!
اے حسن حسین کو کھرت علی چلے
سائل کو ساتھ لے کے علی مرضی چلے
پہنچے وہ مال دار یہودی کے گھر علی
سائل کو تاکہ دیکیں مطلوب نہ علی
دینار دو سو چاہئیں دینار دو سو دے
اس گھر بہ میرے آنے کا مقصد فقط یہ ہے
سنگریہ کہا یہودی مشکل کشا یوں
ناراض ہو نہ جائیں تو اک تباہیں کہوں
دینار دو سو آپ بھی مجھ سے لیجئے
رکھ دیجئے دو لڑکیاں تو نظر بہن آپ کے
اس پر اک شرط ہے اور شرط وہ یہ ہے
دیجائیں میری آپ رقم پہلے شام کے
دن ڈوب جائے گا تو ملیں گے دونوں لال
فرمائیے جناب کا اس میں ہے کیا خیال
قدرت خدا کی دیکھئے بیٹا نہ اس کے تھا
اس واسطے یہ شرط کھی اس نے بر ملا

سو چاکر میں غریب بہت شیر کبریا
کیا دیکھیں گے شام سے پہلے رتم بھلا
دن دو بنے سے پہلے رتم لاسکیں گے کیا
لے کر رتم یہودی سے سابل کو دی دیں
بجائے تو یہ دلا ہو گیا اور شاد شاہ دیں
گھر آئے گھر میں فاطمہ بیچی ہوئی ہی تھیں
پوچھا فاطمہ نے تو میریوں بول اٹھے
شکر یہ دل میں سوچتی تھیں بی بی فاطمہ
دینار دو سو آئیں گے کیا کون لائے گا
کیا ہو گا حشر جانے مرے دلوں لال کا
حضرت علیؑ تو سو گئے گھر اپنے آن کر
بچوں کو دیکھ کر کہنے کا تھا ایک تو احم
ان کی جگہ یہ ہم ہوں تو اللہ کی قسم
ہو جائیں غم میں بچوں کے دیوانے ایک دم
یہ دل علیؑ کا تھا یہ جگر فاطمہ کا تھا
اتنے میں وقت ہو گیا غمناک شام کا
اور وہ یہودی لوگوں سے کہتا تھا دیکھنا
اب آئیں گے علیؑ تو علیؑ کو ملے گا کیا
باتیں یہودی کرتا تھا یہ قصہ مختصر
بچوں کا بی بی فاطمہ کو آگیا خیال
مغرب کا وقت ہو گیا نہ ہڑا جو جلد سے
اٹھیں جناب علیؑ کو جگانے کے واسطے
آنسو بھر گئے تھے جو نکل آئے آنسو سے
آنسو پہلے فاطمہ دل فگار نے
آنسو کرے جو آپ کے چہرے پہ جاگ آئے

۳۲ سو کے موتی بن گئے اور موتی دیکھ کے
بے حد علیؑ فاطمہ دل شاد ہو گئے
اور اٹھ گئے سیدھے جوہری بازار میں گئے
ایک جوہری کو بیچ دیئے موتی آپ نے
دو موتی دو ہزار کی قیمت میں بک گئے
دینار دو سو آپ نے کل پاس رکھ لئے
پھر جلد جلد بچے یہودی کے آپ گھر
حضرت علیؑ یہودی کو جب آ گئے نظر
بولایہودی آؤ گئے ہیں جناب ادھر
سو زح غروب ہو گیا ہے فیصلہ کرو
دینار دو سو دے رہے ہیں آپ تو مگر
آنا تھا کیونکہ آپ کو مغرب سے پیشتر
بیکار رہے یہ گفتگو بے کار ہے یہ نہ رہ
جب دے چکے زبان تو دیں گے نہ آپ کو
اب تو غروب ہو گیا سو زح تو دیکھ لو
اور وہ سے پوچھ لیجئے جو مجھ بہر یقین نہ ہو
نکلا زبان سے آپ کے فی الفور مومسوا
سو زح نہیں چھپا ہے ابھی دیر ہے شام کو
شیر خدا کا جبکہ اشارا ذرا ہوا
شکر علیؑ کا قول جو نکلے مکان سے
دیکھا یہودیوں نے تو سب دنگ ہو گئے
چھایا ہوا اندھیرا جو تھا دم میں گم ہوا
سو زح چھپا نہیں تھا مگر جلوہ بار تھا
رکھی بی بی بات جو دل لال سوار نے
جتنے یہودی تھے وہ لمان ہو گئے
سایہ رہا نہ دھوپ نکل آئی جگہ بجنا
اعجاز دیکھا جس وہ حیران رہ گیا
رد کی نہ بات ان کی بھی پروردگار نے
اے سیف یعنی عامل قرآن ہو گئے

میں اعلیٰ اور ادنیٰ، ایک برابر ہیں۔“

ان ہی پر میگہ بھوں کے ہجوم میں تمام ہو گئی قیدی بارکوں میں بند کر دیئے گئے جیل پر سناٹا بچھا گیا، کافی اور بچھانک رات، نذرے کو موت کے لئے تیار کر رہی تھی وقت کے خوفناک اور نذرہ خیز لمحے پر پیغام اجل لے کر تیزی سے آ رہے تھے۔ قید خانے میں بسنے والوں پر نیند حرام ہو چکی تھی۔

رات کے پچھلے پہر، اس کو کال کو ٹھہری سے نکالا گیا۔ پاؤں میں بٹری ہاتھوں میں ہتھکڑی، تن پر کافی پوشاک، یہ تھا نذرہ جس کی زندگی کا پیرا نگرہ ٹھہری بھر میں گل ہونے کو تھا وہ کچھ پڑھتا اور کھاتا ہوا بچھانسی کے قریب پہنچا اور نذرہ سے تین نعرے لگائے۔ اللہ اکبر۔ یا رسول اللہ۔ یا اعلیٰ!

نعروں کی گونج سے جیل کے دروازے پر کانپ اٹھے، وہ اسی طرح کچھ پڑھتا اور کھاتا ہوا بچھانسی کے تختے پر چڑھ گیا۔ مگر بے خوف و بے ہراس، مطمئن اور پرسکون! اب بھی اُسے یقین تھا۔ کوئی خاص یقین! جلاد نے رسی کی گمہ اس کے نذرے سے جمادی سیاح لڑپنی نے اس کے سر اور چہرے کو چھپایا مگر نذرہ معجزانہ طور پر موت سے بچ گیا۔ اُس کو بچھانسی سے اُتار لیا گیا۔!

یہ ہے تلخیص اس تحریر خیز داستان کی جو موت کے جنگل سے رہائی پانے والے ایک قیدی کے متعلق قید کی سزا کاٹنے والے ایک قیدی نے بیان کی اور جس نے سننے والوں کو انگلیاں چبانے پر مجبور کر دیا۔

اب سنئے اس کی تفصیل!

آپ کا یہ گناہ کار "قلہ کار" ۱۸ اگست ۱۹۵۵ء کو صوبائی حکومت کے حکم سے بعض سیاسی وجوہ کی بنا پر نظر بند کیا گیا۔ ایک مہینہ شمالی قلعہ لاہور میں گزار کر کمرہ میں سیرنگ جیل لاہور میں منتقل ہوا اس کثرت سے بارش شروع ہوئی کپاچ سوز تک آسمان پانی پر سانا اور مخلوق خدا پر آفت لاتا رہا۔ ریلوے لائنیں ٹوٹ گئیں خلقت سیلابوں میں گھر گئی۔ دیر یا توڑے دریا، ندی نالوں کا جو شش مذہبی دیوانوں کے غم و غمش سے کم نہ تھا۔

جیل کی عمارتیں بھی بارش سے بہت متاثر ہوئیں اور مشقت کرنے والے

واقعہ ۱۳۴۵

حافظ شیرازی آستانہ مشکل کشا و پیر

در مذہب ما کلام حق نادر علی است
طاہر است کہ قبول حق بود یاد علی است
از جملہ آفرینش کون و مکان
مقصود خدا علی و اولاد علی است

واقعہ ۱۳۵۵

جس کے لئے قتل کیا اسی نے بچا ہی بچا لیا

(بحوالہ رسالہ پیام عمل نومبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۳ سے ۱۸ تک) مضمون نگار جناب حکیم محمود گیلانی صاحب نے ۱۹۶۵ء (انگریزوں کا دور حکومت) کا ایک واقعہ زیر عنوان "نذرانہ بچھانسی لگ جائے گی"، لکھا ہے جس کو ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں (مؤلف)

• موت سے چھوٹنے والے قیدی کی کہانی ایک قیدی کی رہائی !!!

"نذرانہ بچھانسی لگ جائے گا"

"ہاں! اس نے قتل جو کیا ہے۔ قتل کی سزا بچھانسی ہے۔"

"کیسا خوبصورت جوان ہے نذرانہ"

"ٹھیک ہے مگر قانون کسی کی خوبصورتی اور جوانی کو نہیں دیکھتا وہ سزا

دے کر رہتا ہے"

"سننا ہے وہ کسی اونچے خاندان کا نذرانہ ہے"

"درست ہے لیکن حکومت کسی ذات یا تہذیب کو نہیں دیکھتی اُس کی نگاہ میں

قیدیوں کی ٹولیاں ان کی مرمت پر لگ گئیں۔ قیدی کام بھی کرتے تھے اور نئے پڑانے تھے
کہا نیاں بھی چھپڑتے تھے بھانت بھانت کے قیدی تھے اور بھانت بھانت کی باتیں
جن میں کچھ نامعقول ہوتی تھیں اور اکثر معقول بھی! ایک روز قیدیوں کی ایک
ٹولی، ہمارے واردہ میں کام کرنے آئی ان میں حامد نواز عرقید کا ایک اسیر تھا جو آدھی
سزا کاٹ چکا تھا اور راولپنڈی جیل سے تبدیل ہو کر آیا تھا آدمی معقول سا
دکھائی دیتا تھا وہ کچھ لکھا پڑھا بھی تھا باتیں سچی مٹی کی کرتا تھا مگر شہابی ہو کر بہتی
ہے بڑی کو قتل کرنے کے جرم میں وہ اپنے گنے کی سزا پا رہا تھا۔

قیدیوں نے کام ہی کام میں بارش کا ذکر چھپڑ دیا کسی نے کہا "سنا ہے
سیلاب نے بڑی تباہی مچائی ہے یہ سیلاب نہیں اللہ کا عذاب ہے۔ جو نافرمان اور
گنہگار بندوں پر نازل ہوا ہے لیکن دنیا والے کب عبرت پکڑتے اور توبہ کرتے ہیں؟"
کوئی کہنے لگا۔ "توبہ کون کرتا ہے۔ اور نصیحت کون لیتا ہے؟ ہاں! یہ ضرور
ہوتا ہے کہ جب ڈوبے لگے ہیں تو مولا کا نام پکارنے لگتے ہیں۔ حیدری نصرے لگاتے
ہیں ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ کتنی ڈوبے یا بیڑی غرق ہونے لگی تو ہر عقیدے اور
ہر مذہب والے نے، ہندو اور مسلمان نے مشکل کشا کو یاد کیا اور "یا علی" کے
شعر نے آسمان کو ہلا دیا۔"

ایک اور بول اٹھا۔ "جی ہاں! جس کو پکارتے اور یاد کرتے ہیں وہ مدد کرنے
بھی آتا ہے نا! فریاد کرنے والوں کا ہاتھ بھی تو پکڑتا ہے۔ ڈوبتی ہوئی کشتی صاف تیرنے
لگتی ہے۔ خدا کے شیر علی مرتضیٰ ہیں۔"

حامد نواز سب باتیں مچکے سے سنتا رہا آخر وہ ذرا سستہ کے لئے بیٹھ
گیا اور سگریٹ کا لیمکش لگاتے ہوئے کہنے لگا۔ "دوستو! مولائی مشکل کشا تو وہ
عظیم ترین اور بے عدیل و بے مثال ہستی ہے جس کا کوئی ہمسر ہو ہی نہیں سکتا
وہ نہ صرف ڈوبتوں کو بچاتا اور بے سہاروں کا ہاندو تھا مانتا ہے بلکہ وہ فتوحات کو
بچھڑانے اور اجل کو تھماتے والا ہے وہ تو پھانسی پر چڑھے ہوؤں کو آنگ لیتا
ہے اور ان کا بال بھی بیکا نہیں ہونے دیتا۔ میرے دوستو! میں نے مولائی کا
ایک ایسا مہر ۵۰ اور زندہ مہر ۵۰ دیکھا ہے کہ تم اس واقعہ کو سنو تو حیرت میں

مبتلا ہو جاؤ اور تمہاری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں۔"

"کیا ہے وہ واقعہ۔ حامد نواز۔ چند قیدیوں نے پوچھا اور سب کی ٹلٹکی
اس نوازہ قیدی کی طرف لگ بچھا۔"

"واقعہ" ۳۰ حامد نواز نے ایک ہلکی سی آہ بھر کر کہا۔

"اس میں بے پناہ عقیدت بھی ہے۔ بے پناہ محبت بھی اس میں دوہانیت
کی روشنی بھی ہے۔ خون کی سرخی بھی۔ اس میں جلوہ رہمانی بھی ہے جذبہ قربانی بھی!"
اب حامد نواز نے واقعہ سنانا شروع کیا۔!

راولپنڈی میں نواز خاں عرف نواز۔ اٹھارہ سال کا ایک خوبصورت نوجوان
محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے ماں باپ کا پیٹ پالا کرتا تھا وہ دن بھر کام میں
لگا رہتا شام کو روپیہ ڈیڑھ روپیہ کمالاتا اور اپنے والدین کے قدموں پر رکھ دیتا۔
ایک دن اس نے سنا کہ شہر کا ایک برہمن ہری چند جو کسی مندر میں ملازم ہے
بزرگان اسلام کو بہت گالیاں بکتا ہے وہ رسول اور اہلبیت رسول کا تو خاص طور
پر دشمن ہے اور ان کے خلاف سخت بدزبانی کرتا ہے اس نے اپنے دوستوں اور بھائیوں
سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ جیسے بھی بن پڑے اس دشمن اسلام منہ پھٹ برہمن کو ٹھکنا
لگنا چاہیئے۔ مدد اس کی مشورہوں اور رگتاخیزوں سے متاثر ہو کر دوسرے غیر مسلم بھی
بدزبان ہو جائیں گے اور ان میں بھی رسول اور آل رسول کو گالیاں دینے کی ہوا
پیدا ہو جائے گی لیکن انھوں نے جواب دیا "اے نوازے! خدا جانتے تو کس خیال میں
ہے۔ سارے شہر میں ایک تو ہی مسلمان نہیں یہاں ہزاروں اہل اسلام بستے ہیں برہمن
سے بدزبان دین کے خلاف گالیاں سننے ہیں اور چپکے سے نکل جاتے ہیں زیادہ سے
زیادہ یہ ہوا کہ برہمن کو دو چار جلی کٹی سنا دیں اور تیوری چڑھا کر بڑبڑاتے ہوئے
چلے گئے تب یہ حالات ہیں کہ کسی مسلمان کو غیرت نہیں آتی ہے تو تو آگیا کیا کرے گا؟
جی ہاں! خدا نے سب بندے ایک جیسے پیدا نہیں کئے ان میں کچھ غیرت مند بھی ہوتے
ہیں جو دینی حریمت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں اور اپنا ایمانی جوش دکھا سکتے ہیں ان الفاظ
کے ساتھ نوازے کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی اس نے لال لال دیدے نکال کر ایک
نگاہ اپنے دل پر۔ دوسری آسمان پر اور تیسری کعبہ کی طرف ڈالی چند لمحے اس کی زبان

معبودوں کی توہین نہیں کی تھی؟ یہ کہہ کر یمن ملعون نے امیر المومنینؑ کو چار پانچ گالیاں سنا دیں، ننگی اور خشن گالیاں۔!

اسی دم سورج کی شعاعوں میں بجلی کو سترمانے والی کوئی تیز سی چیز چمکی، فضا میں ایک پیچ بلند ہوئی اور صر "خاک پر ڈھیر تھا ایک دشمن دین احمدؑ" نورا، خون میں ڈوبی ہوئی ناپاک لاش پر کھڑا مسکرا رہا تھا آنکھوں میں دین کی عزت کا لہو۔ چہرے پر جوش ایمانی کی شمع تھی۔ لبوں پر معنی خیز تبسم۔!

اُدھ! نذرے کی ایک جان کیا؟ ایسی ایسی لاکھوں اور کروڑوں جانیں خدا کے دین پر، خدا کے رسول پر اور خدا کے رسول کی آل پر قربان ہو جائیں تو بھی پرواہ نہیں۔ اسلام کی عزت کو۔ محمدؐ کی عزت کو اور اہلبیت کی عزت کو بچانا اور ان کی محبت میں کٹ مرنا ہر ایک مسلمان کا دینی اور ایمانی فرض ہے۔ نذر ہستی اور مسکراتا ہوا سونی چڑھے گا۔ وہ اللہ۔ اور محمدؐ اور علیؑ کے نعرے مارتا ہوا اچھائی کے تختے پر قدم رکھے گا۔ مگر ایک بات بتا دوں! نذرے نے جس مولائے مشکل کشا کی عزت کی حفاظت کے لئے اس کے بد باطن دشمن کو قتل کیا ہے یقین ہے کہ وہ اس کی امداد کو ضرور پہنچے گا۔ وہ دستگیری فرمائے گا اس کی بلند ترین، سٹی یہ گوارہ نہیں کرے گی کہ نذر، اس کی عزت کو بچانے والا نذر اسونی چڑھے اور موت کی سنپائے۔

یہ تھا نذرے کا وہ آخری بیان جو اس نے سیشن کو رٹ میں منظر موت کا حکم سنکر دیا۔ مگر عدالت تماشا یوں سے کھجی کھجی بھرا تھا ہندو بھی اور مسلمان بھی، نذرے کے "مقدار قتل"، کا فیصلہ سننے کے لئے جمع تھے۔ عدالت نے اور لوگوں کے هجوم نے نذرے کے دلیرانہ بیان کو سخت حیرت و استعجاب سے سنا عجیب غریب بیان! اہل اسلام کے لئے ایمان افروز اور روح نواز۔ کفار و مشرکین کے لئے تحقیر خیز اور تعجب انگیز۔ خدو خدا اس کا آخری ٹکڑا اس قدر حیران کن تھا کہ سارے انبہ کے دیدے بھٹ گئے۔

"مگر ایک بات بتا دوں! نذرے نے جس مولائے مشکل کشا کی عزت اور حفاظت کے لئے اس کے بد باطن دشمن کو قتل کیا ہے۔ یقین ہے کہ وہ

اور اس کے ہونٹ حرکت کرتے رہے۔ خلا معلوم وہ کیا کہتا ہوا پھر نہایت مسرلی آواز اور جویشل انداز میں اس نے زور سے ایک پیچائی شعر پڑھا۔

بے غیرت لڑن بوند نہ ملدی رحمت دے دریاؤں

عزت والا دین دنی و نوح پاوے اہم خداؤں

اگلے روز نذر اگھر سے کام کو نکلا مگر اس دن وہ انسان کی مزدوری کرنے کے بجائے رحمان اور اس کے محبوبان و انسان کی مزدوری کرتا رہا۔ اسے محمدؐ اور آل محمدؐ کو گالیاں بکنے والے دشمن دین، نبوت ہری چند کی شناخت تھی وہ اس کی تلاش میں چکر لگا رہا تھا۔ ریلوے اسٹیشن۔ لال کرتی۔ ہمدرد۔ مری روڈ۔ بھابھا محلہ یا نذر پڑنا قلعہ سے گزرتا ہوا صاحب وہ بلاجہ نذر کی ایک گلی میں پہنچا تو وہاں اس دریدہ دہن برہمن سے اس کا ٹکراؤ ہو گیا اس نے اس ناپاک کو روک لیا۔ اور اس کا بازو پکڑ کر کہا۔

"نذر ہی نا ہر یا؟ ہمارے دین کے بزرگوں کو گالیاں بکنے والا۔"

"ہاں! میرا ہی نام ہے نبوت ہری چند۔ اور میں ہی گالیاں دیا کرتا ہوں تیرے محمدؐ اور اس کی آل کو۔ تیرا جتنا بس چلتا ہے۔ چلائے۔ جتنا زور لگتا ہے۔ لگائے اور ملے یاد رکھ! تو ایک ذرا سی بی بی ہے۔ تو کیا اور تیرا شوہر بالیا۔ اگر سارے مسلمان دنیا کے سارے مسلمان بھی جمع ہو کر مجھ پر پڑھ دوڑیں تو بھی میری بدنیا بی بی نہیں ہو سکتی میں جب تک جیتا ہوں تیرے رسولؐ اور تیرے رسولؐ کی آل اوراد کو بے نطق سناتا ہی رہوں گا۔"

"اُدھے حیا برہمن! یہ تو بتا، محمدؐ اور آل محمدؐ نے کیا نقصان پہنچایا ہے تجھے؟"

نذر گرج کر بولا۔!

"آنکھوں نے ہمارے خداؤں۔ ہمارے معبودوں۔ ہمارے دیوتاؤں کی توہین کی ہے۔ ایسی توہین جو مجھے ہی نہیں، ساری ہندو جاتی کے دلوں کو زخمی کر چکی ہے۔ کیا تو نہیں جانتا مسکے!۔ جب تیرے رسولؐ کے بھائی اور داماد علیؑ نے کعبے سے بت نکالے تھے اور کعبہ کی چھت سے بت اٹھا کر پھینکے تھے تو اس نے ان کو تر موتیوں کو توڑ پھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ تو ہی بتا؟ کیا علیؑ نے ہمارے

اُس کی امداد کو مزید پہنچے گا۔ وہ دستگیری فرمائے گا اُس کی بلند ترین ہستی یہ گوارہ نہیں کرے گی کہ لُڈرا اس کی خدمت کو بچانے والا لُڈرا سُوئی چڑھے اور موت کی سزا پائے۔

یہ الفاظ نہیں تھے۔ حق الیقین اور عین الیقین کا بحر سیکر اں ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ! کیا دین پرور منظر تھا وہ۔ ایمان و ایتقان کی قوتوں کو مضبوط کرنے والا منظر کہ۔ "علیٰ کے تحفظ ناموس کے لئے علیٰ کے دشمن کی جان لینے والا اپنی جان کی پروا نہ کریں کہنا اور جب اسے جان نکالنے کی سزا ملتی ہے تو سخت بے اعتنائی سے اُس کو سنا ہے اس کا مل میٹھن کے ساتھ کہ ملائے محل اُس کو موت کا لقب نہ بنے دیں گے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ

ہو یقین کامل، تو ناممکن نہیں ہے آج بھی آتش خروار سے، پیدا ہو کر ابر خلیلؑ

اب لُڈرا اپنے لُڈھے اور کمر و باب کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔ "ابا جان! مجھے آپ کے بڑے بڑے کا بہت احساس ہے مگر ایک دن سب کو مرنا ہے موت یقینی ہے پھر بچانے کی کوشش لا حاصل ہے، اپیل ہرگز نہ کی جائے۔ دُنیا کیا کہے گی کہ اسلام کے دشمن کا خون کر کے اب بچاؤ کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔" لُڈرے کو جیل بھیج دیا گیا۔ ہجوم کی ٹھٹھکی بندھی رہ گئی! حامد نواز قیدی نے ہلکی جھٹکی آہوں اور ٹھٹھے مٹے آئینوں کے ساتھ اس داستان کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"لُڈر کو ٹھٹھی لگ گیا! لیکن جیل میں اس کے متعلق بہت سی باتیں مشہور ہو گئیں ایک روز پہرہ دینے والے سنتری نے دیکھا کہ آدھی رات کا وقت ہے، لُڈر اُبلے ہوئے کچھ پڑھ رہا ہے، اس کے کمرے میں بجلی کی روشنی کے علاوہ ایک اور عجیب و غریب چمک لُڈر نما ہے جو پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ سنتری نے اُسے آواز دی۔ "لُڈرا جاگتا ہے؟ یہ کس چیز کی چمک ہے تیرے کمرے میں؟" میں کیا جانوں؟ جلنے والے ہی جانیں! یہ کہہ کر لُڈر اُچھرا اپنی دھن میں لگ گیا۔ اس سے دوسرے ہی دن جیل میں پتہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔

"لُڈرا صبح پھانسی لگ جائے گا۔"

"ہاں! اُس نے قتل جو کیا ہے۔ قتل کی سزا پھانسی ہے۔"

"کیسا خوبصورت جوان ہے لُڈرا۔"

"ٹھیک ہے، مگر قانون کسی کی خوبصورتی اور جوانی کو نہیں دیکھتا

وہ سزا دے کر رہتا ہے۔"

"سنا ہے وہ کسی اُوچے خاندان کا لُڈر جوان ہے۔"

"یہ درست ہے! لیکن حکومت کسی کی ذات پات نہیں دیکھتی اس کی نگاہ

میں اعلیٰ اور رافنی ایک برابر ہیں۔"

"اُس نے ظلم بھی کیا ہے۔ ناسحق خون کر دیا کسی کا!"

"مگر اس کے نزدیک ظلم نہیں ہے وہ بھاری لُڈر اب ملنے کی امید میں ہے

اور سزا یہ کہ وہ مایوس بھی نہیں۔"

"کیا اُسے بچنے کی امید ہے؟ یہ ناممکن ہے۔"

"کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ بہر حال صبح اُسے پھانسی لگنا ہے۔"

ایسی ہی چھ میگوئیوں کے ہجوم میں شام ہو گئی تمام قیدی یا دلوں میں

بند کر دیئے گئے وادوں میں کمرے پہرے لگ گئے جیل پر سٹاٹا بچھا گیا کانی اور

بھیا نک رات، لُڈرے کو موت کے لئے تیار کر رہی تھی وقت کے خوفناک اور

لہر زہ فیض کے پیغام اجل نے کمیزی سے اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ قید خانے میں

بسنے والوں کے کان قتل گاہ کی طرف لگے ہوئے تھے اور تمام قیدیوں پر نیند حرام

ہو چکی تھی۔

جیل کے ملازم سادھی رات لُڈرے کے پاس جا کر "قانون کا منشا، پورا کرتے

رہے۔ اُسے تہلایا گیا۔ پانی پلایا گیا۔ عبادت کے لئے کہا گیا۔ سادھی رات اُسے سونے

نہیں دیا گیا۔ اور۔۔۔ لُڈرا تھکا کہ مٹ کر اُسے ہی جا رہا تھا اور ایک معنی نیز

مٹ کر اہٹ اُس کے ہونٹوں پر کھیل رہی تھی۔ ایسا معلوم دیتا تھا جیسے اُس کو

اپنی موت کا یقین نہیں جیسے اُس کو کوئی بچانے والا آنے والا ہے۔

رات کے پچھلے پہر۔ اُس کو کال کوٹھری سے نکالا گیا۔ پاؤں میں بیڑی،

ہاتھوں میں تھکڑی تیز برکانی پوشاک۔ یہ تھا لڑکا جس کی زندگی کا پورا عرصہ گھڑی بھر میں گل ہونے کو تھا وہ کچھ بڑھتا اور مسکراتا ہوا چھانسی کے قریب پہنچا اور اندر سے تین نعرے لگائے۔ اَللّٰہُ اکبَر۔ چار سول اللہ۔ یا علی کی گونج نے جیل کے در و دیوار ہلا دیئے۔ وہ اسی طرح کچھ بڑھتا اور مسکراتا ہوا چھانسی کے تختے پر پہنچا۔ مگر بے خوف وہ ہر اس مطمئن اور پرسکون! اب بھی اُسے یقین تھا کوئی خاص یقین! جلاد نے دیکھی رائے کی گمراہی کے زمرے سے پیوست کر دی سپاہ لڑی نے اُس کے سر اور ہیرے کو چھبایا۔ اب جلاد صرف افسر کے اشارے کا منتظر تھا کہ وہ انگلی ہلائے اور پھانسی کا ہینڈل کھینچ لیا جائے کہ ایک بڑے مسموم سپاہی سنائی دیا۔ دوسرا دی ملازم اندر سے چلائے آ رہے تھے۔ "ٹھہر جانا۔ ٹھہر جانا" انھوں نے آتے ہی ایک کاغذ افسروں کے ہاتھ میں دے دیا جس میں لکھا تھا۔ "لڑکا خاں عرف لڑکا کی عمر جو تھکے انیس سال سے بھی کم ثابت ہوئی ہے اس لئے اس کی سزائے موت کو بیس سال کی قید میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ فوراً تمہیل کی جائے" (جیف ٹیلر ہائی کورٹ لاہور)

لڑکے کو اُسی وقت چھانسی سے اُتار لیا گیا اور یہ خبر کچلی کی سکا تیزی کے ساتھ نہ صرف سارے جیل میں بلکہ سارے شہر میں پھیل گئی کہ لڑکا موت سے بچ گیا۔ اس نے جس سستی کی عورت کو بچانے کے لئے برہمن کو قتل کیا تھا۔ اُسی بلند وبالا مہنتی نے اس کو ہلاک ہونے سے بچا لیا!

حامد لڑکا نے اپنی تمناک آنکھوں کو پوچھتے ہوئے کہا "اب یہ بھی سن لو کہ لڑکے کو قید کاٹے ابھی چند مہینے ہی ہوئے تھے کہ اُس کو جیل سے رہا کر دیا گیا۔ مگر اس کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔ خیال ہے یہ بھی مولائی ہی کا اچھا نہ تھا؟"

"کیا تم شیعہ ہو، حامد لڑکا؟ ایک قیدی نے پوچھا "جی نہیں میں سنی اور حنفی ہوں" حامد نے جواب دیا

"کیا لڑکا شیعہ مذہب رکھتا تھا؟" ایک قیدی نے دریافت کیا "نہیں وہ بھی سنی تھا مگر علی کی امداد اہلبیت کی محبت کوئی شیعوں سے مخفی نہیں

نہیں ہر مسلمان پکا اور سچا مسلمان جب ہی کہلا سکتا ہے کہ وہ محمد اور آل محمد سے محبت رکھتے" حامد لڑکا نے اس جواب پر قیدیوں کی لڑی نے زور سے نعرہ عید ہی لگایا!

صوت۔ بڑا خوف ناک اور رشتہ خیز نام ہے موت! مگر جو کسی شخص کو اللہ کی راہ میں، اللہ کے حبیبوں اور اللہ کے دین کی حفاظت کے لئے موت قبول کرنا پڑے تو وہ خائف ہونے اور لرزنے کے بجائے خوش ہوتا اور خندہ پیشانی سے اُس کو قبول کرتا ہے۔!

لڑکا حامد لڑکا قیدی کے بیان کے مطابق مذکورہ بالا واقعہ ۱۹۶۵ء کا ہے جبکہ ہمدردی پرانگہ نیوی حکومت مسلط تھی۔ (محمد گیسلائی) بحوالہ پیام عمل لاہور، نومبر ۱۹۶۳ء

واقعہ ۱۹۶۶ء دُنیا کا سب سے بڑا زاحد!

ماہنامہ معارف اسلام لاہور اکتوبر ۱۹۶۳ء صفحہ نمبر ۵۳ اور لوک دہی صفحہ ۳۲ میں جناب جابر بن عبد اللہ انصاری صحابی رسول سے روایت نقل کی گئی ہے کہ جناب جابرؓ ادرتاد فرماتے ہیں کہ میں خلد سے یگانہ کی وحلانت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے حضورؐ کے بعد اس آسمان نیلگوں کے نیچے مرقضی علی سے بڑھ کر کوئی نہایت نہیں دیکھا کہ دُنیا کے فانی کے مال و متاع سے بالکل قطع تعلق کر کے ریاضت کے منظر پر محض مشاہدہ الہی کے امیدوار ہوں۔

واقعہ ۱۲۷ غیر مسلم فردا کا جواں محمد کے عشق و محبت میں قربان ہو گئے

کننا بڑا اچھا نہ ہے سرکار رسالت اور آپ کے آل اطہار کا کہ ان کے عشق و ولایت کے بادہ پھور میں سرمست و سرشار صرف اہل اسلام ہی نظر نہیں آتے ہیں مگر دت و محبت اہلبیت میں وہ غیر مسلم حضرات بھی محو و سرور دکھائی دیتے ہیں جو بظاہر کفار و مشرکین کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں۔ لہذا سچ کی ورق گردانی کی جائے اور دنیا کے وقائع پر نظر ڈالی جائے لہذا ایسے لاتعداد فداکاروں اور سرفروشنوں کے سیردوار ہماری سامنے آجائیں گے جنہوں نے نامعلوم ہوتے ہوئے نہ صرف بعض قسم کے کلمہ گو مسلمانوں سے بڑھ چڑھ کر آل رسول کی نجات و ترقی میں اپنی زبانیں ترکھی ہیں بلکہ انہوں نے بسا اوقات سر دھڑکی باندی لگا دی لیکن رسول گرامی اور اس کی آل کی ولا سے منہ نہیں موڑا۔ انہوں نے اپنا گھر بادل دیا۔ اپنے جسموں کے ٹکڑے کر لئے مگر علی اور حسین کی محبت کو نہیں چھوڑا۔

ایسے ہی غیر مسلم جانبازوں میں امرت سر کے ایک گاؤں "بکھودال" کے ایک مسکھ سور سے "سندر سنگھ" کا نام سرفہرست آتا ہے۔ سردار صاحب موصوف پر اللہ کی رحمت ہو۔ وہ پہاڑیہ معقبین سے بے انتہا عشق و عقیدت رکھتے تھے اور حسینی مجالس میں ضرور حاضری دیتے اور اہلبیت کے مہمان بن کر چیتیں مارتے نہ اوقات روتے اور اپنے بالوں کو لہچتے تھے ایک ماسم داد کی صورت میں محرم کی تقریبات میں شریک ہوتے اور بیکڑی اتار کر نگے میں ڈال لیتے اور خوب سینہ کوئی کرتے۔

ایک روز وہ اپنے گھر میں بیٹھے بلند آواز سے نرالی قسم کا بھجن پڑھ رہے تھے پڑی ہے مجھ دھار علی جی !
نیں سنا کہ دوا یار علی جی !
تم ہو بخشنا علی جی !
میری سنو بیکار علی جی !
میں ہوں یار پی ! اور گنہار
میں پاپی کے گدے تمھیں ہو

تم بن کسی نے اجٹ کر مارا
تم حیدر کمر از علی جی
نرنگ سرگ میں ہاتھ تھامے
دو جگ کے سدا علی جی
بھٹیا ہو تم پاک بنی کے
اس کے راجہ کلا علی جی
بنی تم کو بیٹی بختی
ایشور نے تلوار علی جی
ہاتھ پکڑو میں پاپی کا
کر دو بیڑا یار علی جی
سردار سندر سنگھ جس وقت یہ بھجن گا رہے تھے ان کے مکان کے قریب سے دوا کالی جا رہے تھے انہوں نے یہ سنا سنا بھجن سنا جس میں بایا علی کا نام آتا تھا تو ٹھٹک کر دیوار سے لگ گئے اور سب کچھ سنتے رہے جب سردار جی نے پڑھنا بند کیا تو دونوں اکالی بلا اجازت ان کے مکان میں گھس گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سردار سندر سنگھ سن بھانے ہوئے ہیں ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا علم جس پر چاندی کا پیچہ نصب ہے اس کے قریب زمین پر گاڑ رکھا ہے۔ اکالیوں نے جو اپنے مذہب (سکھ دھرم) کے خلاف یہ منظر دیکھا تو سخت پیچ و تاب کھاتے ہوئے اول قول بکئے اور سردار جی کو گالیاں دینے لگے۔ پھر کہتے ہوئے پوچھا۔
"یہ کیا پڑھ رہا تھا تو سندر سنگھ؟"

"سردار جی نے نرالی سے جواب دیا۔" میں اپنے مولا کا بھجن پڑھ رہا تھا اس مولا کا جو رب کا تارن ہا ہے۔"
"کون ہے تیرا مولا؟" اکالیوں نے تعجبناک ہو کر دریافت کیا۔

سردار سندر سنگھ نے ایک عجیب عاشقانہ اور عقیدت مندانہ اداسے کہا "میرا مولا ہے علی ابو خدا، بھگوان، ایشور، پر ماتا کی طرح اس وقت سے ہے جب کہ کوئی چیز نہ تھی۔ دنیا ہی نہ تھی اور اس وقت تک رہے گا جب کوئی شے نہ رہے گی۔ جب سنا رہی نہ رہے گا۔ جب صرف خدا اور اس کے پیارے ہی رہیں گے۔"

۱۔ اذور۔ اذہا جسک ہندی میں "اجگر" کہتے ہیں۔
۲۔ یعنی دونوں اور بہشت تمھارے ہی قبضہ میں ہیں۔ یہ قسم الہ والجنہ کی طرف سادہ سا اشارہ ہے۔
۳۔ بھٹیا یعنی بھائی ۴۔ راجا یعنی ولیعہد۔

اکالیوں نے خوش و غم و شوق کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا "ارے پاپی" ہم بھی "علی" ہی کا بار بار نام سنکر یہاں بھروسے ہیں۔ بتا کیا تو اپنے گوروں کو نہیں مانتا۔ کیا تو اپنے دھرم پر نہیں چلتا؟

سندرسنگھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "اکالی بھائیو! میرے دھرم میں، اور میرے گوروں نے ہی مجھے علی کی شان بتائی ہے ان کی پوئلکھتوں ہی سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ علی تمام گوروں کا گورو ہے۔ سارے جہان کے اولیاء اس کے ماتحت ہیں، سوائے جہاڑی محمد کے اور اسی لئے میں علی کا نام جیتا اور اس جہن میں سکھ اور شانی پاتا ہوں۔"

سندرسنگھ کی زبان سے یہ الفاظ سنکر دونوں اکالیوں نے کمر پائیں سونت لیں اور کڑکے ہوئے کہنے لگے

"علی کا نام لینا چھوڑ دے۔ اگر اپنی نیر جانتا ہے تو علی کا ذکر تک میری زبان پر نہ آئے ہمارے سامنے اقرار کر کہ آئندہ صرف اپنے گوروں کا نام ہے جسے گا۔ اور علی کا نام کبھی بھول کر بھی لے گا۔ ورنہ..." جی نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا سردار سندرسنگھ نے نعرہ حمیدی لگایا اور خوب زور سے چہر مسکراتے ہوئے کہا "دوسرو! اکالی بھائیو! کیا میں اس علی کا نام لینا چھوڑ دوں جو مشکوک نہا ہے ڈوبوں کو تیرے اور میرے پوروں کو بچانے والا ہے جس کا نام لینے سے ہر مصیبت دور بھاگتی ہے۔ بھائیو! چاہے مجھے بھان سے مار دو۔ میں علی کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔" یہ سننے ہی دونوں اکالی ظالم، سردار سندرسنگھ پر ٹوٹ پڑے یہاں اُس کے جسم کو بری طرح زخمی کیا اُس کے بعد اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور اس کا تمام اسباب لوٹ کر لے گئے۔

(ماخوذ از رسالہ "امرتہ اسلام" اکتوبر ۱۹۷۸ء)

واقعہ ۱۳۸

جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی شہادت کے ایک سال کے بعد "جہان" مسیح کو نہایت دردناک طریقے سے ہلاک کیا گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ آل محمد سے لڑا رکھتا تھا اس کی تفصیل بعض کتابوں میں یوں مرقوم ہے

کہ جرّاء دمشق کے ایک دیر میں عیسائی جماعت کے ساتھ قیام پذیر تھا وہ ستر بھپتر برس کا ضعیف العمر آدمی تھا اور اسی روز سے جناب رسالت مآب صلوات اللہ علیہ کے اہلبیت کرام کا معتقد ہو چکا تھا جس پر وزیر خزان کے عیسائیوں سے مباہلہ ہوا تھا اور جناب رسول عالمین، حضرت علی رضی اللہ عنہ، جناب فاطمہ الزہرا اور جناب امام حسن و حسین کی معیت میں تشریف لائے تھے۔ جرّاء انہوں نے اہلبیت سے اپنی وابہیت و شیدائیت کو نہایت مخفی رکھا۔ ہاں جب کبھی موقع ملتا وہ انہیں کی ظاہری خلافت کے زمانہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ جناب امیر علیہ السلام اور جناب حسین کی زیارت کرتا اور واپس چلا آتا۔ شیخ سید العزاقی نے لکھا ہے کہ وہ کسی "خاص مصلحت" کی وجہ سے یا اپنی تشدد پسند جماعت کے خوف سے اسلام قبول نہ کر سکا۔ یہ بھی کہتا ہے کہ کبھی وہ مدینہ جاتا اور جناب سید عالم کے مزار پر آتا اور یہاں پر حاضر ہو کر سلام کہتا اور درجہ طہ میں مادرِ سرور کو یاد کرتا تھا۔

جب امیر علیہ السلام شہید ہو گئے اور آپ کی شہادت کی خبر جرّاء تک پہنچی تو وہ اس کی تاب نہ لا سکا اور فرط غم سے کئی گھنٹے بے ہوش پڑا۔ اس کے منہ سے ساتھیوں نے جب اُس کا یہ حال دیکھا تو اسی وقت بھانپ گئے کہ جہان انہیں مدہ بلی معتقدات سے بہت دور ہٹ گیا ہے اور یہ بھی کہ اس کے دل میں رسولِ اسلام اور ان کی آل و اولاد کا عشق موجزن ہے چنانچہ حقیقہ طور پر اس کے حال کا سراغ لگاتے اور اُس کی نقل و حرکت کی نگرانی کرتے رہے۔

ایک روز جرّاء نے اپنے دیر (کلیسا) میں بیٹھا۔ عبرانی زبان کی ایک قدیم ادب پر سیدہ کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا جو کہ مسیح علیہ السلام کی جینڈیشننگ یوں پر مشتمل تھی اس کے دو چار مسیحی دوست بھی اُس کے پاس بیٹھے تھے جب مذکورہ کتاب میں اس نے یہ عبارت پڑھی:-

(ترجمہ) "وہ وقت بھی آئے گا جب لوگ ایک غم کا دل رکھیں گے۔ وہ خدا کے دین اور اپنے رسول کی شریعت کو اچھا نہ ہوگا

وہ ایک عبادت گاہ میں عبادت کے وقت اور عبادت ہی کی حالت میں ظلم کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ اُس دن کچھ لوگ سوگ منائیں گے

اور کچھ لوگ خوشی کریں گے۔

یہ عبادت پڑھتے ہی جبرائیل اپنے ساتھیوں کی موجودگی کا خیال کے بغیر
فورا بکرا اٹھا۔ صدق اللہ وصدق رسولہ وصدق وصی رسولہ
اس کے بعد وہ قید ہو کر اپنے ہاتھ کو کعبہ کی طرف پھیلا کر کہنے لگا۔

"ہونہ ہو یہ پیشگوئی غلی المرتضیٰ جانشین خیر مصطفیٰ سے متعلق
ہے جس نے خدا کے دین، اور رسول خدا کی شریعت کو محفوظ رکھا
اور دنیا میں پھیلا یا اسی کو مسجد میں عبادت کے وقت نماز
پڑھتے ہوئے شہید کیا گیا اور یہ بھی سچ ہے کہ اس کی شہادت
پر اس کے دشمنوں نے خوشی منائی اور اس کے دوستوں نے

غم عالم کا اظہار کیا۔

بولو لوگ اس وقت جبرائیل کے پاس بیٹھے تھے جب انھوں نے یہ الفاظ سنے تو
ان کے ہرے غصہ و غضب سے متغیر ہو گئے وہ ایک دوسرے کا منہ دیکھتے
لگے اور انکھوں ہی آنکھوں میں پراسرار اشارے کرنے لگے۔ آخر ایک شخص
سے ضبط نہ ہو سکا اس نے پہلے تو ہنسا اور دنگا ہوں سے دیکھا پھر اس سے یوں
مخاطب ہوا۔

شخص :- جبرائیل کیا تم اسلام کے بزرگوں کو تمام مخلوق سے افضل
سمجھتے ہو؟

جبرائیل :- ہاں! مگر میں ہی نہیں۔ خدا خود ان کو سب فضیلت
دیتا ہے۔

شخص :- کیا تم انھیں مسیح اور مریم سے بھی افضل و اعلیٰ جانتے ہو؟
جبرائیل :- جی ہاں! خدا نے ایسا ہی بیان فرمایا ہے۔

شخص :- پھر تو تم عیسائیت سے منحرف ہو گئے؟

جبرائیل :- ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ مگر میری زبان نے ہنوز اس قسم
کا کوئی اعلان نہیں کیا۔

شخص :- لیکن تمہارا دل تو صاف اعلان کر رہا ہے۔

جبرائیل :- ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ دل کا حال تو خدا کے سوا کوئی دوسرا نہیں جاسکتا۔
شخص :- محمد اور علیؑ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

جبرائیل :- ایک رسول اور دوسرا اس کا نائب!

شخص :- کیا تمہیں ان سے عقیدت ہے؟

جبرائیل :- میں ہر اس انسان سے عقیدت رکھتا ہوں جو خدا کا محبوب ہو۔
شخص :- دونوں خدا کے محبوب تھے۔؟

جبرائیل :- جی ہاں وہ بھی اور ان کی آل اولاد بھی!

شخص :- پھر تم کئے مسلمان ہو اور نہ تمہیں معلوم نہ ہو کہ مسیحی

آپس میں اتنا دردی سزا موت ہے۔ اگر اسقف اعظم کو پتہ چل گیا تو تمہاری
جان کی خیر نہیں یہ کہہ کر وہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے اسقف (یا دار)

کو جبرائیل کے خیالات کی اطلاع دے دی۔ پادری نے فوراً جبرائیل کو طلب کیا

اور جو رپورٹ اسے پہنچی تھی اس کی تصدیق کر کے جبرائیل سے کہا۔ "چونکہ مسیحیت
سے تمہارا اتنا دردا ثابت ہو چکا ہے اس لئے تمہاری موت کی سزا دی جائے گی۔"

"اسلامی حکومت کے بعد میں جو شخص اسلام سے مرتد ہو جائے وہ بیشک

سزا کا مستحق ہے جو شخص کسی دوسرے مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو جائے یا اسلام

اور بزرگوں پر اعتقاد رکھے وہ ہرگز موت کی سزا نہیں پاسکتا پس آپ کو یہ اختیار

حاصل نہیں ہے کہ آپ مجھے ہلاک کر سکیں۔"

پادری نے جبرائیل کے گرجہ دار الفاظ سن کر نفرت سے اس کی طرف دیکھا اور

اپنے آدمیوں کو کوئی اشارہ کیا انھوں نے جبرائیل کو پکڑ کر ایک کونٹھری میں بند کر دیا۔

اور کونٹھریہ لگا دیا اور شخص کو اس کے اسباب کی تلاشی کے لئے روانہ کیا گیا۔

اگر کوئی مسیحیت کے خلاف لٹریچر یا دوسری اشیا رکھیں تو ضبط کر لی جائیں۔

کانی اور جھانک لائے لیکن سے زیادہ گنہ گری تھی کہ جبرائیل آدمی جو جھوپ

نیزوں اور تلواروں سے مسلح تھے جبرائیل کے پاس آئے کونٹھری کا دروازہ

کھولا اس عاشق اہلبیت کے ہاتھ نہ بجزوں سے جکڑے اس کے منہ میں پٹرا

ٹھونسنا کہ وہ چیخ بکا رہ نہ کر سکے۔ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھی اور کستان

کشتار شہر سے باہر ایک خاص مقام کی طرف لے گئے جہاں کو ایک درخت سے
باندھ کر پتھیا روں سے اُس کے جسم پر چمکے لگانا شروع کئے یہ سچی اشتیقا
ہر مرتبہ اس کو زخمی کرنے کے بعد پوچھتے کہ محمدؐ اور اس کی آل اور اولاد کی تحیت
سے باز آگے نکالیا نہیں جہاں کی طرف سے جب نفی میں جواب ملتا وہ صراحتاً
جب اشارہ سے بتاتا کہ رسولؐ اور اہلبیتؑ رسولؐ کی مودت کو کسی صورت
میں نہ چھوڑوں گا تو وہ ظالم انسان پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ اپنی
سقاوت دکھاتے اور اس کے جسم پر گہرے زخم لگاتے الغرض انھوں نے
جہاں کو اسی طرح تڑپا تو یہاں تک نہایت بے رحمی سے ہلاک کر دیا۔

بہرہ ان کو قتل کرنے کے بعد بیدار دقاتوں نے فیصلہ کیا کہ اس کی لاش کا نام و نشان گھڑنے کے لئے شہر سے بہت سے کتے لائے جائیں اور لاش کے ٹکڑے ان کو کھلائے جائیں۔ جب وہ لوگ کتے کے کمرہاں پہنچے تو کیا دیکھے ہیں۔ بھرانہ کی لاش غائب ہے۔ قدرت کی بے پناہ طاقت نے غیرت کھاکر معلوم کہاں گم کر دیا۔ اور جس درخت سے باندھ کر بھرانہ کو قتل کیا گیا تھا وہ جیخیں مار مار کر ”یا محمد“ ”یا علی“ کی گونج رہا تھا۔

ماخوذ: (۱) اعجاز اسلام مصنفہ محمد فائق حنفی کانیپوری

(۲) بیان العجائب مؤلفہ مولوی مبارک حسین

(۳) رسالہ صداقت کراچی ماہ مئی ۱۹۴۲ء

واقعه ۱۲۹۹

ہندوستان کی مشہور کتب ریاست "پٹنالا"، میں اٹھ چند نام ایک
ہندو نسب فروش رہتا تھا جو شاستری پتکالیہ کا مالک تھا جو عام طور
پر "دھارک کتابیں" یعنی ہندو دھرم کی کتابیں منگوا یا اور بیچا کرتا تھا۔
ایک دفعہ ۱۹۳۷ء میں اس نے ہندوستان کے مختلف مقامات سے
سنسکرت اور گورکھی کتابیں منگوائیں اور ان کو سیلف سے لگانا
مقرر ہوئے کے بعد اس نے ہندی کی ایک کتاب اٹھا لی جس کا

نام "شروودھا" "سُرودھا" وہ سنسکرت کی کسی کتاب کا ترجمہ تھا جس میں "شروودھا" نامی ایک مثنیٰ "یعنی راہنمایا مبر کے چند اشعار اور منتر درج تھے۔

آئی۔ "اُس سے (وقت) کو یاد رکھو سالہین صدی چڑھے گی تو شاگرد" گریاش "کہ ایسی دینا ہے بیچنا تو اُسے یہ عجیب و غریب تحریر نظر آئے۔

کہہ تاراجی پانچ چمنکار دکھائیں گے۔ ان سے دلش اور دو

بنیں گے جو کل آکاش اور سب دھرتی کے یہ تاپت ہوں گے

سینسپل کے لشیٹ ہونے تک اُن کا ہی رائج ہونگا۔ جس کا نام

سہلا سینگہ اُسی کا نام کھلا سینگہ گا۔ دونوں کے نام میں "سا"

(H) سوگنا - تھلا جو مہرشی ہے اس کا داہنا ہاتھ

”آ“ اسی طرح تمام پیدھات کے سبب اور نمائش کے سبب

۱۱۔ انہی کے اور ان کے (اور دو کی) کے لئے لاکھ لے

الکتاب "شہود ماہنامہ" ترجمہ بنظر محمد الشافعی دہلوی

(کتاب "شترودھائی" ترجمہ پیدت اسٹیوڈیو دیان دت
مطبوعہ: شکر اسٹیٹ پریس، بنارس، ۱۹۶۱ء)

المطبعة المطبوعه

۱۰۸۲-۱۰۸۳: در کهنه ها حیدر صاحب اوس همدی بکرمی کا آغا نیرمورگا۔ ہندی

۱۱۱۱ حدیث ۶۲۸: کہ میری بیوی نے تمہارے لیے یہ کھانا بنایا ہے۔

تاریخ: ۱۹۵۷ء کا حرم علیہ السلام حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے بارگاہ عالیہ میں جناب رسالت مآب کے ہاتھ لکھ کر دیا اور

سے پچیس سال بعد ۱۸۷۱ء میں امیر موملین علی عینہ سلام کی ولادت

تو اس بشارت میں اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نہ صرف اشارہ بلکہ

طوریہ آگاہ کہ دیئے کہ ساتویں صدی تک ہی میں یحییٰ بن جابر یاں جلم خان

۱۰۔ ان کے حرم میں نہ جائیں گے اور نہ اس کے ایک کتہے میں خطاب رسول اللہ

شہزادہ ہاشمی اساتذہ بلیغی میں تدریس فرماتے ہوئے ایک تدریسی بیجاں پر

ہوں گے جو تمام آسمانوں اور زمینوں پر اپنی روشنی (دینِ حق) پھیلا دیں گے اور دنیا کے فنا ہونے تک ان ہی کی امامت اور ان ہی کی روحانی و دینی حکومت ہوگی۔ اللہ کے ان معصومین کی شناخت یہ ہوگی کہ جو نام ان میں سے پہلے کا یعنی رسولِ آخر کا ہوگا وہی نام امامِ آخر (صاحب العصر والزمان) کا ہوگا اور دونوں کے اسمائے گرامی ہندی حروف "صا" (یعنی لفظ ص) سے شروع ہوں گے مطلب یہ ہوا کہ جناب رسولِ آخر کا اسم مقدس بھی محمد اور امامِ آخر کا نام مبارک بھی محمد ہوگا۔ اور پہلے محمد رسولِ عظیم کا دست راست بھی ایک ہوگا جس کا نام ہندی حروف "آ" (ہندی حروف) سے شروع ہوگا یعنی علیؑ۔ پس صبح و شام ان پانچوں اور رسولِ مقدس ترین ہستیوں کی تحریم و تکریم کرنی چاہیے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ شروع و دھامنی نے کیسی وضاحت کے ساتھ جناب رسولِ مقبول اور حضورِ آئمہ طاہرین کے ظہور کی پیشگوئی فرمائی ہے۔

آئمہِ جندیہ عبارت پڑھ کر کسی سوچ میں نہ پڑے گا اور اس کا مطلب حل نہ کر سکا آخر اس نے اپنے دھرم کے گیارہوں سے اور عالموں و دوزخوں (دانستہوں) سے رجوع کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ سب نے کُل میل ناقابلِ فہم معنی کہہ کر طے خادیا لگا کر اس کو اس کا مطلب سمجھنے کی ایک لے سی لگ گئی۔ اتفاق سے ایک دفعہ کوئی بہت بڑا وڈیارتھی (طالب علم) پٹیا لے آیا۔ آئمہِ جندیہ نے اس کے پاس پہنچا اور نہ کوئی تحریر کا مطلب پوچھا۔ وڈیارتھی نے پہلے تو انٹرنل سنڈ مطلب بتا کر طال دیا لیکن جب آئمہِ جندیہ نے وضاحت چاہی اور حقیقی معنی دریافت کئے تو وڈیارتھی نے واضح طور پر دبی مطلب بتا دیا جو کہ راقم الحروف نے حاشیہ پر لکھ دیا ہے یہ سننے ہی آئمہِ جندیہ کے ضمیر نے شہادت دی کہ سرکارِ رسالت محمدؐ اور ان کے اہلبیت ہی وہ عظیم و مقدس ہستیاں ہیں جن سے محبت اور محرومت لکھ بغیر انسان کی بحالت ناممکن ہے۔ چنانچہ اس کے دل میں ان کا عشق جاگزیں ہو گیا اور وہ شب و روز ان کے نام کی مالا جیب لگا اب اس نے یہ بھی کیا کہ دوسری کتابوں کے ساتھ اس نے اپنے کتب خانہ میں اسلامی کتابیں بھی منگوا کر رکھیں جن کے مطالعہ نے اس کی قوتِ ایقان کو اور بھی مضبوط

کیا حضرت معصومین علیہم السلام پر اس کا اتفاق پہلے سے زیادہ بخت ہوتا گیا اور اس طرح اس کی معلوماتیں ترقی اور اس کی تحقیقات میں تسبیح ہوتی گئی۔

ایک دن کوئی ہندو کا ہک اس کی دوکان پر آیا اور اپنے مذہب کی کوئی کتاب طلب کی آئمہِ جندیہ نے وہ کتاب دے دی گا ہک کی نظر دو چار کتابوں پر پڑی تو اس نے پوچھا: "تم نے اسلامی کتابیں اپنے کتب خانے میں کیوں رکھی ہیں؟ کیا ان کے گا ہک بھی یہاں آتے ہیں؟"

"جی ہاں! جب سے یہ کتابیں منگوائی ہیں مسلمان بھی انہیں خریدنے کے لئے آتے ہیں۔"

"ایسی کتابیں تمہیں نہیں رکھنی چاہیے تمہیں۔"

"کیوں صاحب؟"

"اس لئے کہ یہ تمہارے دھرم کے خلاف ہیں۔"

"ہرگز نہیں! یہ تو انسان بننے والی اور دنیا کو ہدایت بخشنے والی کتابیں ہیں۔ ان کو پڑھ کر آدمی کی مکتی ہوتی ہے اور اسے جھوٹ اور سچ میں حقیقت اور بناوٹ میں نیکی اور بدی میں تمیز کرنا آتی ہے۔"

"کیا کتابیں ہیں یہ؟ ذرا میں بھی تو معلوم کر دوں!"

"صاحب! یہ اسلام کے یا نبیوں اور اماموں کی سوانحیں ہیں چنانچہ یہ ہے حضرت محمدؐ کی سوانح عمری۔ یہ ان کے خلیفہ اور جانشین حضرت علیؑ کی سیرت ہے۔ یہ محمدؐ صاحب کی سبتری (صاحبزادی) بی بی فاطمہؑ کی سوانح عمری ہے یہ ان کے فرزند امام حسنؑ اور حسینؑ کی سوانح عمریاں ہیں۔ فی الحال یہی منگوائی ہیں۔ اس کے بعد دوسری۔۔۔۔۔"

"میں حیران ہو کر ان کتابوں کا ایک ہندو کتب خانہ سے کیا تعلق ہے؟"

"تم نے تو یہ کتابیں رکھ کر اپنے لیے کتابت کالیا کہ بھرتھ کر دیا ہے۔"

"تو کہ صاحب! یہ تو بڑی پوکر کتابیں ہیں میں سچ عرض کرتا ہوں کہ ان کو پڑھ کر انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اور اندھیرے سے نکل کر روشنی میں آجاتا ہے۔"

مشرک ائمہ جند! معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلمان پر چارہک کا جادو چل گیا ہے۔ اور اسلام کی وڈیا کا تم پر خاصا اثر ہو چکا ہے جس بھی تو تم اسلام کے رسول اور اس کے اماموں کی تعریفیں کر رہے ہو میں سب کچھ سمجھ چکا ہوں۔ صاحب! مجھے کسی مسلمان نے نہ اپنا پیش دیا ہے نہ پرچہ دیا ہے۔ اسلام کے بزرگوں کی اس قدر عزت کرنے کا سبب مشرودھامنی کی وہ پیشنگوی ہے جو اس ہندوی پستک میں لکھی ہے ذرا پڑھئے نا اس کتاب کی یہ عبادت!۔

”مگر۔ اس کا مطلب کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔“

”جی ہاں صرف یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ محمد اور ان کی آل سب سے افضل ہے۔ سب سے بزرگ ہے۔ مشرودھامنی کی پیشنگوی کے مطابق جو وہ سو سال سے ان کے چمکا رہے ہیں اور مٹی جی صاف کہہ رہے ہیں کہ ہر شخص کو صرف ان ہی کی جے پونی چاہیئے اور ان ہی کو تمسکار کرنا چاہیئے۔“

”لیکن اس پیشنگوی میں مسلمانوں کے رسول اور ان کے کسی امام کا نام تو نہیں لکھا ہے۔“

”بیشک! اس میں کسی کا نام درج نہیں مگر مٹی جی نے جو تعریفیں اور نشانیاں بیان کی ہیں وہ اسلام کے بزرگوں یعنی پیغمبر پاک اور بارہ اماموں پر پوری اتنی ہیں اگر نہیں تو بتایا جائے کہ کون سے مذہب میں پانچ اور بارہ بزرگوں کا چمکا رہا ہے۔ کون سے رشی یا مہرشی اور آخری امام کا نام محمد ہے۔ اس پیشنگوی میں تو سب کچھ کھول کر لکھ دیا گیا ہے۔“

متعصب اور دشمن اسلام ہندو گاہک نے اُٹھ جیند کی یہ باتیں سنیں تو سخت حقارت سے اس کی طرف دیکھا پھر اپنی عفتیت سے مجبور ہو کر ہندوؤں اور سکھوں میں اس کے خلاف پروپیگنڈا کیا ان کو استعمال دلایا اور خوب نمک حارث لگا کر ٹھہر کر اس کے حالات ان کو سنائے کہ ائمہ جند ہندو دھرم کی تدبیریں اور اسلام کی تعریف کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک ہندو ایک مشغل مجرم نے جو ہندو اور سکھ غنڈوں پر مشتمل تھا ائمہ جند کو اس کے کتب خانہ میں بند کر کے مٹی کا پیچھڑکا اور آگ لگا دی اور اس طرح وہ مجسٹ رسول اور محب آل محمدؐ اپنی کتابوں

کے ساتھ جل کر راکھ ہو گیا۔

(ماخوذ از رسالہ ”پیام توحید“، آگست ۱۹۷۲ء جنوری ۱۹۷۳ء)
 اخبار ”نصرت“، دہلی ۲۲ جنوری ۱۹۷۳ء
 کتابچہ عشق محمدی مولفہ قاضی ابراہیم خان سودتی مطبوعہ ۱۹۷۳ء
 (ماہنامہ پیغام عمل لاہور مارچ ۱۹۷۴ء)

واقعہ نمبر ۱۵۔

علی کا قبض روح انکی مرضی پر منحصر تھا

مسلانے اپنی سیر میں حضرت البرز سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتؐ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج عزرائیل کو دیکھا اور بڑھکے سلام کیا۔ اس نے جواب سلام دیا اور حضرت علی علیہ السلام کا حال پوچھا۔ میں نے کہا تم میرے بھائی کو پوچھنا نہ ہو؟ عزرائیل نے کہا کیوں نہیں! مجھے اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کا قابض ارواح بنایا ہے۔ سو اے آپ کے اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے کیونکہ یہ آپ دونوں کے ارادے پر موقوف ہے۔

(بحوالہ کتاب المرتضیٰ از ایم لے شاید صفحہ ۱۰۱)

واقعہ نمبر ۱۵۔

علی کا لسان اللہ ہوتا!

خواذرمی نے مناقب میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسالتؐ نے فرمایا کہ شب معراج صبح اللہ مجھ سے ہمکلام ہوا اسی آواز آئی جیسے علیؓ بول رہے ہیں میں نے پوچھا یہ تیری آواز ہے یا علی کی؟ جواب ملا۔ میری ذات ایسی ہے کہ کسی چیز کے ساتھ اس کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ میں لوگوں جیسا نہیں ہوں نہ کوئی چیز مجھ سے مشابہ ہے میں نے کچھ اپنے لہز سے

سے پیدا کیا اور علیؑ کو تیرے لہر سے۔ میں تیرے دل کے بھید سے واقف ہوں کہ تجھے علیؑ سے زیادہ کسی اور سے محبت نہیں۔ اس لئے اسی کی آواز میں تجھ سے ہم کلام ہوں تاکہ تیرے دل میں تسلی اور اطمینان رہے۔

واقفؒ

علیؑ کی نظر میں سب برابر ہیں

امامہ القدر خلفائے راشدین مہر ذی الحجۃ ۱۳۱۲ھ مقام اشاعت صاف منظر چھاؤنی ناد علی بیگ حمید آباد دکن مدیر المحدث محمد احمد اللہ احمد قدیری ص ۳۲ -
ایک دفعہ فلپین کی ایک یہودی عورت حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔

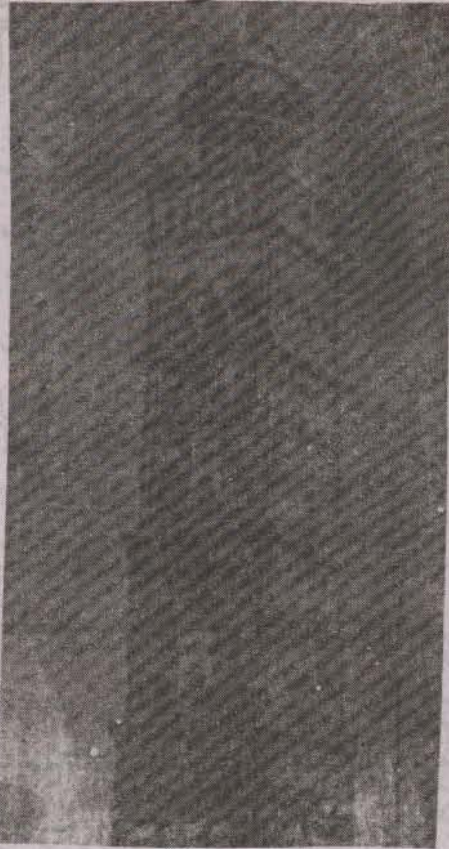
"یا امیر المومنین میری چار لڑکیاں ہیں جو شادی کے قابل ہو چکی ہیں۔ مگر غریبی کی وجہ سے میں ان کی شادی نہیں کر سکتی۔"
اس التجا پر آپؑ نے تحقیقات کے بعد لڑکیوں کی شادی کے لئے ایک محفول رقم خطا فرمائی۔ اور اس یہودی عورت نے اپنی بیٹیوں کی شادی کر دی۔

واقفؒ

دل میں کچھ زبان پر کچھ !

حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے بارے میں ابو الحثری سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور آپ کی تعریف میں حد سے بڑھ کر مبالغہ شروع کر دیا اور دل میں آپ کی طرف سے بغض رکھتا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا میں ایسا نہیں ہوں جیسا تم بیان کر رہے ہو۔ ہاں اس سے بہتر ہوں جو تمہارے دل میں ہے۔ (بحوالہ کتاب لطائف علیہ ص ۸ - از علامہ ابن جوزی بغدادی)

واقفؒ نمبر ۱۵۲



۱۔ مذکورہ حیرت انگیز

۲۵ دسمبر ۱۹۶۹ء

کے اختیارات ایک

تقریب کا فائدہ شائع ہوا

ہے اور میں بھی اس

فائدہ کو انتہائی عقیدت

کے ساتھ شائع کر رہا

ہوں یہ تقریب احمد آباد

دیکھنا سے سات

کل میٹر کے فاصلے

پر ایک گاؤں جو بالکل

کے موضع منکلت نگر

میں ۵ فیٹ بلند

تقریب جس پر ہزار

روپیہ سے زیادہ

لاگت آتی ہے

ہر سال بنایا جاتا ہے اور اس کے بنانے میں پورے ایک سال صرف ہوتا ہے۔
اس شہرہ آفاق بلند اور خوبصورت تقریب کی بناوٹ میں اہم و رنگ برنگ کاغذ استعمال کئے جاتے ہیں۔

یہ عظیم الشان تقریب نذرانہ عقیدت کے طور پر فرائض شہید اعظم امام حسینؑ اور ان کے رفقاء شہداء کے بلا کی یاد میں ہر سال نکالا جاتا ہے اور اس تقریب کے ذریعہ اس مقصد عظیم کی تبلیغ ہوتی ہے جس کے لئے محسن نے اپنا فکر بارگذا کیا۔ اور جانیں قربان کر دیں تھیں۔ آج اسلام اپنی اصلی شکل میں باقی ہے لہذا صرف حسینؑ کی قربانی عظیم کا نتیجہ ہے (محمد مصطفیٰ خاں)

واقعات نمبر ۵۵ عباد ہو تو ایسی قرب داور ہو تو ایسا ہو!

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک روز ایام حج میں نصف شب کے قریب قبرستانِ جنتِ معلیٰ میں جناب حضرت خلیفۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہما کے حوزہ اقدس کے قریب سے گزرتا تھا کہ ایک شخص کو بارگاہِ رب العزت میں بہ گمراہی یہ مناجات پڑھتے ہوئے سنا۔ مناجات کچھ ایسے انداز و لہجے سے ادا ہو رہی تھی کہ وہاں سے آگے قدم نہ بڑھ سکے۔ جس سے گمان ہوتا تھا کہ کوئی عاشق صادق اپنے معشوقِ حقیقی کی حجاب میں سرتاپا محبت و نیاز ہے اور وہ مناجات یہ تھی۔

يَا ذَا الْمَعَالِي عَلَيَّ مُعْتَمِدِي
طُوبَى لِمَنْ كُنْتَ أَنْتَ مَوْلَاةُ
طُوبَى لِمَنْ كَانَ خَالِفًا وَجَلَا
يَسْكُو إِلَى ذِي الْجَلَالِ بَلَوَاةُ
لَوْ هَبَّتِ الرِّيحُ مِنْ جَوَانِبِهِ
خَرَّ صَدْرِي لِمَا تَعَشَّاهُ
وَمَا جِئَ عَلَيْهِ وَلَا سَقَمُ
أَكْثَرُ مِنْ حُبِّهِ لِمَوْلَاةُ
إِذَا غَلَدَ فِي الظُّلُمِ مَبْتَهَلَا
أَكْرَمَهُ اللَّهُ ثُمَّ أَدْنَاهُ
وَإِنْ شَكَيْتَهُ وَحَاجَّتَهُ
أَجَابَهُ اللَّهُ ثُمَّ لَبَّاهُ

ترجمہ:-

اے خدا تجھ پہ ہے میرا اعتماد
قلب میں جس کے ہے خوفِ کبریا
جب ہوا چلتی ہے اس کے چاروں سو
یہ غشی آئنا رہی نہیں
جب وہ تہنا شب میں کہتا ہے دعا
ہے اگر وہ مبتلا ہے اضطراب
حق لقا ہے اس کو دیتا ہے جواب

● پودھوں کی لہجہ کا چاند تھا میں اُس شخص کے تجھ فاصلے پر تھا
جب وہ مذکورہ آیات بارگاہِ ایزدی میں عرض کر چکے تو ایک غیبی آواز سنائی
دی جس کا اندازہ تھا طربِ تہنم و سہنہ سے بھر پور تھا اور درج ذیل آیات
ادا کی جا رہی تھیں۔

لَبَّيْكَ عَبْدِي وَأَنْتَ فِي كَنَفِي،
وَكَلَّمَا قُلْتَ قَدْ عَلِمْنَا
صَوْتَكَ تَشْتَاقُهُ مَوْلَاةُ كَتِي
وَحَسْبُكَ الصَّوْتُ قَدْ سَمِعْنَا
دُعَاكَ عَبْدِي يَجُولُ فِي حُجْبِي
وَدُنَيْكَ الْيَوْمَ قَدْ غَفَرْنَا
سَعْيِي بِلَا تَحْسِينٍ وَلَا وَهَبِ،
وَلَا تَخَفْ أَخِي نَا لَنَا

ترجمہ:-

لَبَّيْكَ عَبْدِي! نزدیک تر ہوں
میرے فرشتے مشتاق تیرے
تیرے دکھوں میں باخبر ہوں!
غافل نہیں ہم تیری صلا سے

مقبول حق ہیں تیسری دعائیں سب بخشدی ہیں تیری خطائیں جو چاہے مانگو جو خطا ہوں مت کہ میں تیرا خدا ہوں

● ان آیات کے خاتمہ پر میرا استیفاق بڑھا اور آگے بڑھ کر اس شخص پر سلام بھیجا۔ میری وجہ تو یہ ہوئی تو وہ حسین بن علی تھے۔ بے تحاشا میں نے ندا دی کہ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ :- الحسنین مہربانی واذا من الحسنین اب حنین راہ حق میں کسی سے دینے والے نہ تھے پر حسین کی معراج تھی لا تخرق انتہی انا اللہ (امت خوف نہ تحقیق کہ میں اللہ ہوں) جس بندہ سے رب العزت اس طرح خود مخاطب ہو اس کی عظمت کے کیا کہتے اور اس کو مہائب و آلام کی کیا پرواہ ؟

(الذینون المجاہدین، مناقب ابن شہر آشوب، شہید اسلام صفحہ نمبر ۱۸) منقول از ناموس اسلام شان حسین صفحہ نمبر ۹۸ و ۹۹) ● مذکورہ مناجات جناب سید الشہید کی معراج ہے، دافع بلیات اور قرب الہی کا ذریعہ ہے۔ حملہ مؤمنین و مومنات کے لئے اس کا ورد ضروری ہے۔

واقعہ نمبر ۱۵۶

”میں قتل ہو جاؤں اور تو امیر شام ہو جائے“ (امیر معاویہ)

کتاب امیر المومنین از عالم جلیل اہلسنت علامہ ابن ابی الحدید معترتی ترجمہ سید محمد عادل مرحوم ناشر ادارہ ناصر الاسلام تالیف اشاعت اپریل ۱۹۷۶ء صفحہ نمبر ۱۵ میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک بار کسی جنگ میں حضرت علیؑ نے امیر معاویہؓ کو بلا یا کہ ہم دونوں لڑ کر فیصلہ کر لیں کیوں ناحق خون کا خون ہو دونوں میں کوئی دوسرے کو قتل کر ڈالے اور جھگڑا ختم ہو جائے۔ عمر بن عاصؓ (بھی اس گفتگو کے وقت موجود تھے) کہا یہ تو ہے علیؑ بالکل صحیح فرماتے

ہیں اس پر امیر معاویہؓ نے کہا جب سے لڑنے مجھے مشورہ دینا شروع کیا ہے آج کے سوا کبھی دھوکا نہیں دیا۔ مجھے علیؑ سے لڑنے کا مشورہ دیتا ہے (میں ان کے سامنے سے زندہ واپس آ سکتا ہوں) معلوم ہوتا ہے تو ملک شام کی سرداری کی خواہش رکھتا ہے کہ میں قتل ہو جاؤں اور تو امیر شام ہو جائے۔!

واقعہ ۱۵۷
حضرت علیؑ علیہ السلام کا علم!

کتاب الہذا صفحہ ۱۸ میں تحریر ہے ایک دفعہ کسی نے ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ تمہارے علم کو حضرت علیؑ علیہ السلام کے علم سے کیا نسبت ہے ہے اس پر جناب ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ جو نسبت باریش کے ایک قطرے کو سمندر سے ہے۔ جناب ابن عباسؓ نے کچھ شاکر نہ تھے اور تفسیر قرآن کی تعلیم بھی آپ ہی سے حاصل کی تھی۔

واقعہ ۱۵۸

مہابلی حضرت علیؑ

صاحب ذوالفقار حضرت علیؑ کی خدمت میں ہندو خاتون محترمہ سرلان لوی کا ہندو عقیدت

کتاب مہابلی حضرت علیؑ صفحہ ۳۰ و ۳۱ پیشکش امامیہ شریکستان لاہور از قلم محترمہ سر لادوی سکرٹری بھگوت گیتا سوسائٹی پاکستان اشاعت نمبر ۱۵۶ میں تحریر فرماتی ہیں کہ ۲۱ رمضان المبارک کے موقع پر پاکستان بھگوت سوسائٹی کی طرف سے ہر سال کوئی نہ کوئی رسالہ یا کتابچہ یا پیغام شائع ہوتا ہے۔ شری کرشن جی اور ان کے ایشی کے ماننے والے مہابلی حضرت علیؑ کی بڑی عزت کرتے ہیں کیونکہ شری کرشن کی طرح وہ بیک وقت بڑے

تمہیں اور اس کے ساتھی نے (یوسف رضوی کا نشانہ لے کر) کوئی چلانے کا قصد کیا اور
ریلوے کا ٹائیکر دبا نا چاہا مگر اسے کوئی غیبی طاقت ٹائیکر دبلنے میں مانع ہوتی
اور ٹائیکر نہ دبتا۔ آخر ایسا کیوں ہوتا تھا؟

یوسف رضوی نے جواب دیا۔ ”میں ہمیشہ گھر سے باہر نکلنے وقت پہلے تین بار
دروازے کے بعد سات مرتبہ ناد علی اور آخر میں تین بار دروازہ پر ہٹ کر ایسے پیر
دُم کر لیتا ہوں اور یہ ناد علی کا ہی معجزہ ہے کہ میرا ناد علی نے مجھے سچایا۔ یہی نہیں
بلکہ ڈھاکہ جیل میں بھی ناد علی کے معجزہ سے انھیں ہر قسم کی سہولت و آسانی
فراہم تھی۔ انھوں نے بتایا کہ

● عتہ ۱۳ جب وہ گرفتار کر کے ڈھاکہ جیل بھیجے گئے تو پاکستانی ذہنیت رکھنے
اور پاکستانی افواج کے دوش بدوش دیرانہ خدمت انجام دینے کے بیچے میں
انتقامی کارروائیوں کا انھیں بھی نشانہ بنایا گیا تھا ایک روز صوبیدار انتہائی پریشانی
میں انھیں جب نظر آیا تو انھوں نے اس سے انتہائی لجاجت سے پریشانی کا سبب دریافت
کیا صوبیدار نے بتایا کہ اس کی بیٹی گزشتہ ہفتے سے دروازہ میں مبتلا ہے کئی ڈاکٹر
اور نرسیں آئیں اور گئیں مگر ولادت ہونہ نہیں ہوئی“

میں نے پرانا گھمنگو آیا اور خاد علی کبیر پانچ بار ہٹ کر کہہ کر دم کیا اور اسے
نور اکھلانے کو کہا۔ صوبیدار کہہ کر گیا اور تقریباً ۱۰ منٹ بعد مٹھائی لے کر بہت
خوش خوش پہنچا اس کی بیٹی کی گود اولاد نمینہ سے بھر چکی تھی۔ اس صوبیدار کا نام
قادر تھا اور وہ ۱۰ سالہ میں ہی ریٹائرڈ ہو گیا۔ اس کی وجہ سے ہمیں جیل میں بھی
ہر قسم کا آرام تھا۔ اور یہ بھی خاد علی کا معجزہ تھا۔

● عتہ ۱۶ علی اور اولاد علی کے معجزات کا تذکرہ کرتے ہوئے یوسف رضوی نے
یہ بھی بتایا کہ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۳ء کو جب بنگلہ دیش بن گیا تو وہ مہاکھائی فاطمہ منزل (کلتن
ایریا) اپنے مکان سے بھاگے مگر اپنا دوا اور ڈبل برل گن ساتھ لے لیا تھا۔ بڑی
پریشانی سے جب ٹھیکری بازار اپنے پہلے بھی زاد بھائی مصطفیٰ اہاسنی بی۔ اے (مصطفیٰ اہاسنی
صاحب شاہ کہ بلا ٹرسٹ میں بحیثیت اکاؤنٹنٹ خدمت انجام دے رہے ہیں) کے
گھر پہنچا تو وہ مجھے پریشان دیکھ کر چیخ پڑے میں نے انھیں اطمینان دلایا کہ بھرنے

ایڈیشنک بھی تھے اور میدان جنگ میں نہ ہر دست بہادری بھی! جس طرح کمرش جی کا
نام کشمیر کی وادیوں سے لے کر اس کا دی تک روشن ہے اسی طرح حضرت علی کا نام
بھی بحر ظلمات سے لے کر بحر الکہل تک اور سامریا کی سرحد سے لے کر بحر ہند
کے جزیروں تک عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ پہلوان ”یاعلیٰ“ کہہ کر
اکھاڑے میں اترتے ہیں بہادر فوجی علی حیدر علی حیدر کا نعرہ لگا کر
میدان جنگ میں آگے بڑھتے ہیں اہل علم اور ددیان ان کے علم و فضل
سے اپنے دل و دماغ کو روشن کرتے ہیں جس طرح مٹری کمرش جی کی بھگوت
گیتا مردہ لگوں میں شجاعت کا خون دوڑا دیتی ہے اسی طرح مہابلی
حضرت علی کی بیچ البلاغت کے خطبے سورتوں کو جگا دیتے ہیں اور مگر انہوں
کو سیدھے راستے پر لگا دیتے ہیں اور عادلوں کا عدل و انصاف کا سبق
بڑھا دیتے ہیں۔ اور شہریوں کو ان کے شہری خالقین یاد دلاتے ہیں ہمارے
مسلمان بھائیوں کی خوش قسمتی ہے کہ قدرت نے ان کو مہابلی علی جیسا
مہاپریش و دیادان اور مہاتما کر دیا جس کی تمنا ہوئی راہ پر چل کر دروازوں
بہاں میں مالا مال ہو سکتے ہیں۔

واقعات ۱۵۹ ناد علی کا معجزہ !!!

● سید محمد یوسف رضوی چیرمین پاکستان پیپس اینڈ سوشل ویلفیر کمیٹی (شمالی ڈھاکہ)
و مالک و ایڈیٹر روزنامہ انگارہ و صفحہ واقعیت (ڈھاکہ) جب ۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء
کو ڈھاکہ جیل سے تقریباً چار سال بعد رہا کر کے کیلو کمیٹی ڈھاکہ پہنچائے گئے تو ان سے
ملاقات کرنے کے لئے ان کی بیوی اور بچے کیلو کمیٹی ڈھاکہ پہنچے جہاں ان کی بیوی
(جو کہ سنی العقیدہ ہیں) گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ”مکتی باہنی کے غلطے نہ گھل“
نے بتایا ہے کہ اس نے نیز اس کے ایک ساتھی مکتی باہنی نے کئی بار ریو اور سے
(یوسف رضوی پر) ۱۶ دسمبر ۱۹۷۳ء سے پہلے گئی چلانے کی کوشش کی مگر جب بھی

ہاں رہا اور صبح بندوق انھیں کے گھر میں چھوڑ کر دیوالہ کر میں رکھ کر بیچارہ کو ڈیڑھ بجے جانے کے لئے نکلیں گے (۶ دسمبر ۱۸۵۷ء کو دیوالہ کی بیوی اپنے بچوں کو لے کر ڈھاکہ شہر کے محلہ بیچارہ کو ڈیڑھ بجے میں اپنے ناہیاں چلی گئی تھیں)۔ شام کے قریب قریب وہ غیرت سے اپنے بچے منزل پر پہنچ گئے۔

• دوسرے دن شام کو بھی مصطفیٰ ہاشمی کے بڑے بیٹے حسین ہاشمی نے آکر بتلایا کہ دوپہر کے وقت عورتیں فریادی ماتم کر رہی تھیں کہ دروازہ بند ہے ہوئی میں باہر نکلا تو اسٹین گن اور دیوالہ سے مسلح ملکتی یا اپنی نظر آئے۔ انھوں نے کہا۔ ہم آپ کے گھر کی تلاشی لیں گے؟ کیا آپ کے پاس کوئی آتشیں اسلحہ ہے۔ ہمیں نے جواب دیا نہیں! (حالانکہ آپ کی بندوق سامنے حجان پر میٹل کپڑوں کے نیچے رکھی ہوئی تھی)۔ عورتیں فریادی ماتم کرتی رہیں انھوں نے گھر میں داخل ہو کر ایک اچھٹی ہوئی نظر کرے پر ڈانی اور یہ کہتے ہوئے باہر چلے گئے کہ "اسی ٹاشیہ باڑی" "شیعہ سمجھو روگ ہو گئے" (یہ مکان شیعوں کا ہے اور شیعہ مسلح پسند لوگ ہیں)

• فریادی ماتم کے نتیجے میں علی اور اولاد علیؑ نے مشکلات کی اور سامنے رکھی ہوئی بندوق نظر نہ آ سکی! ساتھ ہی شیعوں کی مسلح پسندی کا اعتراف معجزہ نہیں تو کیلے۔ !!!

واقعہ نمبر ۱۴۲

میں نے کوئی دروازہ بند کیا نہ کھولا بلکہ خدا نے جو حکم دیا اس کی تعمیل کی ہے!

فسائی نے ہنھاٹھ میں زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ بعض اصحاب رسولؐ کے دروازے مسجد نبویؐ کی جانب تھے رسولؐ مقبول نے علی بن ابی طالب کے سوا اور سب اصحاب کو حکم دیا کہ اپنے اپنے دروازوں کو بند کر دیں اسی پر اصحاب نے کچھ کلام کیا تو آنحضرتؐ نے کھڑے ہو کر بعد حمد و ثنائے الہی فرمایا کہ میں نے حکم ایہ دیا کہ مطابق تم لوگوں کے دروازے بند کر آئے اور علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا تم نے اس باب میں فضول چون دیوار کی۔ میں نے نہ کوئی دروازہ بند کیا نہ کھولا بلکہ خدا نے جو حکم دیا اس کی تعمیل کی۔

(تحریر تاریخ اسلام کے جواہر پارے صفحہ ۱۹۔ نامہ ارادہ تمدن اسلام کر ایچی)

واقعہ نمبر ۱۴۳

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی کرامت

علی ابن خالد ناقل ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عراق (سامرہ) میں ایک شخص کی نسبت سنا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یہ واقعہ سن کر مجھے بہت بڑی حیرت ہوئی اور اس سے ملنے کا شوق ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ ابو خلیفہ کے حکم سے قید ہے میں کچھ ایسا سناتی ہو رہا تھا کہ اس کے شوق ملاقات میں قید خانہ کے پاس پہنچا اور زندان باں کو کچھ دے دلا کہ اس شخص سے ملا اور اس سے حقیقت احوال دریافت کیا تو اس نے بیان کیا کہ میں ملک شام کا باشندہ ہوں اور میں نے اپنی تمام عمر عبادت الہی میں بسر کی ہے میں ایک رات کو اس مقام مقدس میں

مصرف عبادت تھا جہاں جناب شہید کربلا خامس آل عبا کا سر مبارک نصب کیا گیا تھا کہ اسی اثنا میں میرے سامنے ایک شخص آیا اور مجھ سے کہا کہ اٹھ کر یہ سنگ میں اٹھ کھڑا ہو اور اس کے ساتھ ہو لیا تھا کہ سی دیر کے بعد مجھ کو دیکھا تو مسجد کو فہم میں موجود تھا اس شخص نے مجھ سے پوچھا کہ تم اس وقت کہاں ہو میں نے کہا مسجد کو فہم میں۔ پھر وہ بزرگ نماز میں مصروف ہوئے اور میں نے بھی ان کی اقتدا کی جب وہ نماز سے فارغ ہوئے مسجد سے باہر نکلے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا تھا تو سی دیر کے بعد میں نے اپنے آپ کو روضہ قبول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پایا وہ بزرگ اور خود بھی نماز میں مصروف ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ عبادت کرنے لگا۔ نماز کے بعد وہ بکثرت سابق مسجد سے باہر تشریف لائے اور میں بھی پیچھے پیچھے چلا بند قدم چلا تھا کہ مکہ معظمہ میں آ موجود ہوا۔ ہم حرم کے طواف وغیرہ سے فارغ ہو کر جب ہم باہر آئے تو وہ مرد مقدس یکا یک میری نظر دل سے غائب ہو گئے اور پھر میں نے اپنے آپ کو اسی مقام پر پایا جہاں میں ملک شام میں اپنے مقام پر عبادت کرتا تھا۔ میں ہمیشہ اس واقعہ پر تعجب کیا کرتا تھا کہ سال بھر کے بعد اسی دن اور اسی تاریخ میں پھر وہی مقدس بزرگ ازل تشریف لائے اور مجھ کو اپنے ہمراہ لے کر جن جن عبادت گاہوں میں پہلے تشریف لے گئے تھے اب کی بار پھر وہیں ازل و نزل اور سعادت اندوز ہوئے۔ جب تمام مقامات عالیات کی زیارت سے شرف ہو چکے اور وہ رخصت ہونے لگے تو میں نے نہایت منت و سماجت سے ان کا اسم گرامی پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ مجھے محمد ابن علی کہتے ہیں۔ دوسرے دن میں نے یہ واقعہ اپنے احباب سے بیان کیا انھوں نے اسے خاص و عام میں شہور کر دیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر والی شام کے کاغذ تک پہنچی اس نے مجھے دعویٰ نبوت کے ساتھ ہتھم کر کے اسی الزام میں قید کر دیا۔ رادی حدیث کا بیان ہے کہ اس کا یہ حال سن کر مجھے سخت افسوس ہوا میں نے اندازہ ہمدردی اس کا پورا حال لکھ کر حاکم شہر کو اپنی طرف سے اطلاع دی اور خاص طور پر اس کے لئے سفارتی کی۔ اس نے میری موہنی کے

کی پشت پر لکھ بھیجا کہ جس شخص نے اس کو یہ قدرت دی اور اس قابل کیا اسی سے کہا جاوے کہ وہی آکر اس کو چھڑا دے۔ مجھ کو اس کا یہ جواب دیکھ کر سخت افسوس ہوا دوسرے روز میں اس کو دیکھنے کو بھیر گیا۔ قید خانہ کے دروازوں سے پوچھا کہ معلوم ہو کہ وہ تورات ہی سے آپ ہی آپ غائب ہو گیا۔ نہیں معلوم کہ اسے زمین کھا گئی یا آسمان! تمام ملازمین انتظام و اضطراب میں گرفتار تھے میں یہ حالت دیکھ کر دل ہی دل میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے روحانی اختیارات اور آپ کے کشف و کمالات کا قائل ہو گیا۔ اس واقعہ کو متواتر کہا گیا ہے اور فریقین کے علماء کرام نے اپنی اپنی معتبر و مستند تالیفات و تصنیفات میں قلم بند فرمایا ہے۔ علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں امام قندوری بلخی نے نیا بیع المودۃ میں بحوالہ کتاب تحفۃ المتقین از مولوی فخر بلگرامی صفحہ نمبر ۸۷-۸۶۔

واقعہ نمبر ۱۶۴

حضرت علی علیہ السلام عرب خطیبوں کے امام تھے

کتاب تاریخ ادب عربی مولفہ شیخ احمد ابوالسکندر مترجم پروفیسر القیوم ناشر پنجاب ایڈوائزری بورڈ فار ایڈوانسڈ تعلیم لاہور صفحہ ۲۶۴ میں فضائل امیر المومنین کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ فصیح و بلیغ تھے۔ علم و ذہن میں سب سے آگے اور حق و صداقت کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت تھے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ بالعموم عرب خطیبوں کے امام ہیں۔ دیکھا آپ نے بعد رسالت مآب اسلام اور دین اسلام کو ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں سمجھا سکا۔ اور اسی کے نتیجے میں آپ کو متفقہ طور پر خطیبوں کا امام تسلیم کر لیا۔

ناقابل فراموش

جناب سید حسن مہدی (عز) اخوان گلستان نہر لاہور

(بحوالہ پیام عمل ماہنامہ لاہور)

ہماری زندگی میں بہت سے واقعات اور مشاہدات غیر معمولی ہوتے ہیں جنہیں عام طور سے اہمیت نہیں دی جاتی حالانکہ عقل کا تقاضا ہے کہ ہر مشاہدہ پر غور و فکر کیا جائے اگر غور و فکر سے مفید و کارآمد نتیجہ برآمد ہو تو اس سے خلق اللہ کو بھی آگاہ کر دیا جائے تاکہ وہ بھی مستفید ہو۔

مندرجہ ذیل مشاہدات میرے لئے ناقابل فراموش ہیں ان پر حسب قدر غور کرتا ہوں ایک روحانی مسرت ہوتی ہے۔ اور دل کو منور پاتا ہوں میں انھیں عرفان الہی کا ذریعہ خیال کرتا ہوں۔

واقعہ نمبر ۱۴۵

اس عشاء حرم میں ہمارے ایک کمر فرما بریگیڈیر صاحب کی بیگم نے سنایا کہ بریگیڈیر صاحب تبرکات و فیوض معصومین علیہم السلام کے قابل نہ تھے بیگم صاحبہ زیارت کے لئے عراق دایران کیس لئے ایک دو مال ضرورتاً اقدس سے مس کر کے لائیں اب وہ اپنی نقدی اور زر پور جو گھر میں تھا اس پر یہ دو مال ڈالے رکھتی تھیں۔

ایک شب گھر میں چور آیا اور اس نے تمام نقدی و زر پور اس دو مال میں باندھ لیا اس وقت بیگم صاحبہ سے جیسے کسی نے کہا کہ ”اٹھ تیرے گھر میں چور ہے“ یہ اسٹھیں اور بریگیڈیر صاحبہ کو جگایا پھر آہٹ پر گھبرا یا اور تمام مال چھوڑ کر بھاگ گیا۔ بیگم صاحبہ نے بریگیڈیر صاحبہ سے کہا کہ یہ ان اور وحطیہ کا فیض ہے۔ جن کی ضرورتوں سے دو مال مس کیا گیا تھا لیکن بریگیڈیر صاحبہ نہ مانے اور اسے محض اتفاقی واقعہ قرار دیا۔

کچھ عرصہ بعد پھر ایسا ہی ہوا لیکن اس مرتبہ بھی چور کامیاب نہ ہوئے کیونکہ

اس مرتبہ زر پور بریگیڈیر صاحب سے کہا گیا کہ اٹھو تمھارے گھر میں چور آیا ہے۔ وہ اٹھے اور چور بھاگ گئے۔ اس روز سے بریگیڈیر صاحب قابل ہو گئے۔

ان ہی بریگیڈیر صاحب کا بیان ہے کہ زر پور بریگیڈیر میں ان کی دو بہنیں ان کے پاس آئیں، دونوں مستول و خوش حال تھیں ایک نے کہا کہ میں زیادہ کے لئے جانا چاہتی ہوں۔ پاسپورٹ بنواد میں انھوں نے فارم منگوا کر جس بہن کی خواہش تھی اس کا فارم بھرا اور دوسری بہن کو بھی ترغیب دی انھوں نے بھی سترہ ماہر می قائم بھروا لیا بریگیڈیر صاحب پاسپورٹ فارم لے کر خود S. P. کے پاس گئے اور اپنے سامنے S. P. کی رپورٹ کے ہمراہ دونوں فارم پاسپورٹ آفیسر کے پاس روانہ کر دیئے۔ تین روز بعد سپر مینسٹر نے ان کا فون آیا کہ ان کی فلاں بہن کا فارم خط کے ساتھ نہیں پہنچا یہ سن کر بریگیڈیر صاحب بہت ہنسے S. P. نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ فارم لے ان کی میز پر میں بھیجے گئے تھے۔ بریگیڈیر صاحب کے مجبور کرنے پر ان کا فارم بھرا گیا تھا چونکہ تمنا تھی اس لئے سدا کا معصومین کی جانب سے زیارت کی اجازت نہ ملی۔

واقعہ نمبر ۱۴۶

ایک صاحب ماڈل ٹاؤن میں مقیم ہیں انھیں ایک اہم ضرورت پیش آئی اس کے حل کی کوئی ضرورت نہ ہو سکی۔ حرم آگیا ان کی بیوی نے کہا کہ عزرا خانہ میں جا کر منت مانو۔ خدائے کریم سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے وسیلہ سے ہماری یہ مشکل حل فرمائے گا۔ پہلے تو وہ تیار نہ ہوئے لیکن جب مجبوری حد سے بڑھی تو ہمارے عزرا خانہ میں آئے۔ بارگاہ الہی سے سید الشہداء علیہ السلام کے صدقہ میں سوال کیا۔ چند ماہ نہ گزرے تھے کہ حاجت برآئی۔ بیوی نے کہا کہ زر پور بریگیڈیر صاحب نے کہا کہ اتفاقی بات ہے نہ رو نیا نہ میں کیا رکھا ہے۔ یہ صرف کھانے کھلانے کے طریقے ہیں۔ کچھ دن بعد انھوں نے خواب دیکھا کہ ایک میدان ہے اور اس میں دو خیمے نصب ہیں اور منڈوں، گھوڑوں اور چھکروں پر لڑے ہوئے سچلے مٹھائیاں اور کھانے مسلسل آ رہے ہیں اور انہیں میں جا رہے ہیں انھیں بڑی حیرت ہوئی اور دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ ایک شخص

نے بتلایا کہ یہ وہ نیا زمین ہیں جو امام حسین علیہ السلام کے نام پر لوگ کرتے ہیں وہ
یہاں سرکار حسین میں پیش ہوتی ہیں۔ صبح ہوتے ہی انھوں نے اپنی بیگم سے
کہا کہ عزاخانہ میں نذر لے کر جاؤ۔

واقعہ نمبر ۱۶۷

میری والدہ صاحبہ نے ایک بوڑھا مسٹر بلین طوطوں کا خریدہ۔ ا۔ برطے
پیارے طوطے تھے محرم آگیا۔ ان کا بیچرہ عزاخانہ کے برابر کے کمرے میں رہتا
تھا اور مجلس عزا کی آواز لاؤڈ اسپیکر سے وہاں آتی تھی ان طوطوں کا یہ بول
تھا کہ جتنی دیر مجلس ہوتی نہ یہ دانہ کھاتے نہ پانی پیتے۔ روز عا ستورہ بھی
صبح سے عصر تک انھوں نے نہ پانی پیا اور نہ دانہ کھایا۔

واقعہ نمبر ۱۶۸

نذر سن کر اچھی میں حمید علی صاحب سلیز انجینئر ہیں وہ امام رضا
علیہ السلام کی زیارت کے خواہشمند تھے وہ دورے پر لائل پور آتے تو ذکر
(FOKER) جہانہ سے سفر کرتے جو کہ ٹرے پور لائل پور آتا تھا کہ ٹرے
میں جہانہ کتا تو وہ جہانہ سے باہر نکلتے اور روئے اقدس امام رضا علیہ السلام
کی طرف اشارہ کر کے زیارت پڑھتے چھ ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ ان کے افسران
نے انھیں بلایا اور کہا کہ ایران میں ایک ٹیکسٹائل مل دیکھنی ہے۔ اگر تمہارا
پاسپورٹ تیار ہے تو تم فزادہ روانہ ہو جاؤ اور بتاؤ کہ معاوضہ کیا لو گے۔ انہوں
نے کہا کہ اتنی اجازت کہ مشہور مقدس میں زیارت کر سکوں۔ افسران نے منظور
کر لیا اور یہ (حمید علی صاحب) بذریعہ ہوائی جہانہ روانہ ہوئے اور کینی کا کام
کر تے ہوئے روئے اقدس امام رضا علیہ السلام پر حاضر ہوئے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے
یہ وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا کہ میں بذریعہ ہوائی جہانہ بغیر کوئی پیسہ خرچ
کئے زیارت امام علیہ السلام سے مشرف ہوں گا۔

یہ عجیب العقول واقعات ان ہستیوں کی نشاندہی کرتے ہیں جو سرفراہ عشق
اہل ہیں۔ ان کی زندگیوں ہمارے لئے متعل راہ ہدایت ہیں۔ اور نہ بانیوں انکی
شناختاں ہیں اور دل ان کی سمت کھینچتے ہیں۔

واقعہ نمبر ۱۶۹

آل محمد کی محبت پر مرنے والے شہید ہیں

شاہ فیصل جادشاہ والی عراق کے نرمانہ
کا ایک سچا واقعہ جسکی ہمد اقدت کی تصدیق بھی موجود ہے
تصور صفحہ ۱۰۵ پر دیکھیے۔

جو آل محمد کی محبت پر مر جائے اس کے لئے نذر شجری ہے۔ بشارت ہے۔
وہ شہید مرا۔ اور شہید کی تعریف یہ ہے کہ وہ مرا نہیں کرتے بلکہ زندہ رہتے
ہیں۔ اس کا ثبوت آپ خود اپنی آنکھوں سے فزادہ کی شکل میں دیکھ سکتے ہیں
یہ واقعہ ۱۹۳۱ء مطابق ۱۳۵۱ھ عید قرباں کے دس دن بعد کا ہے
جن کی تصدیق حکومت عراق سے کر لی جاسکتی ہے۔ اس وقت کے والی شاہ
فیصل کی تصدیق یہ ہے جو بیچ میں کھڑے ہیں۔ اور اطراف میں اداکین سلطنت و
دیگر ملکوں کے سفراء مملکت بھی موجود ہیں اور سامنے دو جہانہ سے لکھے
ہوئے ہیں یہ منبر تک جہانہ سے شاہی تزک و احتشام کے ساتھ اٹھائے گئے۔
ان کے اندر رسول مقبول کے دو صحابی۔ دو حب اور ان کی اولاد سے محبت
کرنے والے دو بزرگ ہیں۔ ایک صحابی جن کا نام جابر بن عبد اللہ انصاری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے جناب حذیفہ یمانی ہے۔

جناب جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کے ذریعہ رسول خداؐ نے اپنے فرزند
محمد باقر بن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن علی ابن ابی طالب کے سلام
کہلایا تھا اور یہ روایت بھی ہے کہ قبر امام حسین علیہ السلام کی سب سے پہلے زیارت
کرنے والے یہی صحابی تھے۔

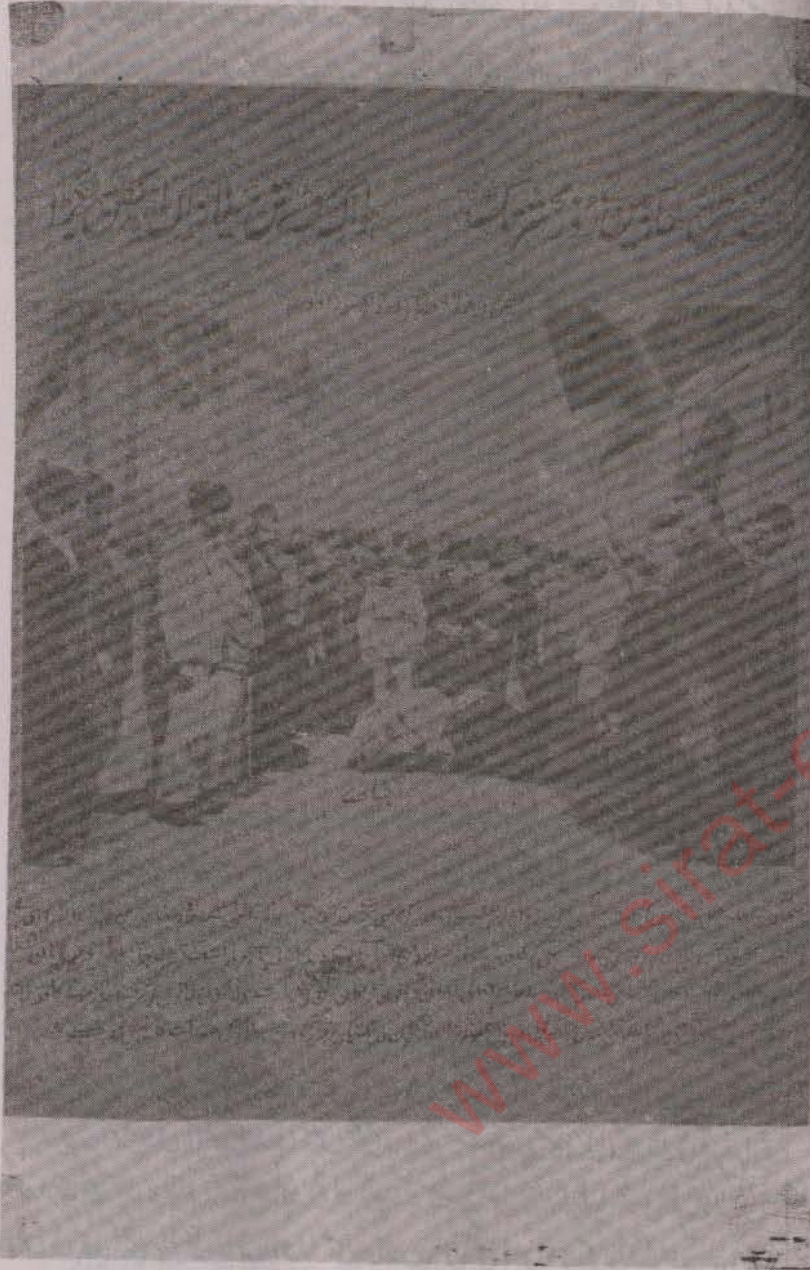
دوسرے صحابی حضرت حذیفہ کا رسول اور ان کی آل پاک سے عشق کا کہنا
ہی کیا یہ دونوں بزرگ اپنی طبعی موت مرے تھے۔ ان دونوں بزرگوں کو شاہ
فیصل والی عراق نے خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ دریا کا پانی ان کے

مزارات کہ نقصان پہنچا رہا ہے۔ ان دفن صحابیوں نے شاہ مہرور سے
کہا کہ ہماری قبروں کو دوسری جگہ منتقل کر دو۔ بادشاہ نے اس خواب کا ذکر
علماء سے کیا اور اس سلسلہ میں ان سے فتویٰ لیا اور بالآخر عید قربان ۱۰۳۸ھ
کے دس روز بعد بادشاہ نے ان کے حینازہ سے کہ ہزاروں افراد، وندہ راہ
اور سفر کی موجودگی میں جس میں مختلف العقاید کے لوگ شامل تھے ان
لامتنوں کو اس جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیا اور اس پوری کارروائی کو
خیر طے کے ساتھ تمام دنیا میں شائع کر دیا۔ کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ تین
تیرہ سو برس تک کیوں سلامت رہیں۔ کیوں نہ مانے مگر دشمنوں سے ان میں تغیر
نہ ہوا۔ اور اس قابل رہیں کہ اٹھہا کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جا
سکیں۔ کیا استدلال ہے ان کے لئے یہ حضرات لدنی سبیل اللہ قتل
بھی نہ ہوئے تھے۔ اگر بڑا بچا ہیئے تو یہ حدیث بتلیف پڑھئے۔

اکامن مات علی حب آل محمد مات شهیداً

واقعہ
ایک ذاکر حسین کی قبر منگلا ڈیم کی جگہ و دسے دوسری جگہ
منتقل کرنے کا واقعہ

ایک شخص سید اکبر جان نامی منگلا ڈیم کے علاقہ میں اقامت پذیر تھے۔
آپ ذاکر حسین تھے۔ ہر سال دور دراز کے علاقہ میں ذاکر حسین کرنے اور محرم کے
ایام میں مجالس بڑھانے جاتے تھے یہ ان کی زندگی کا معمول تھا ایک دفعہ محرم کے
مہینہ میں آپ کے ایک بچے کی طبیعت خراب ہو گئی کوئی امید بچنے کی نہ تھی لوگوں
نے اس راہ کیا کہ اس سال آپ یہاں ہی محرم گزاریں لیکن اس عائق حسین نے کہا
کہ میں تو ہر سال کی طرح اس سال بھی مجالس پڑھنے دوسرے گاؤں ضرور جاؤں گا۔
یہ بیچہ اس وقت تک زندہ رہے گا جب تک کہ میں گھر واپس نہیں آجاتا۔
لوگوں نے دیکھا کہ ایسا ہی ہوا۔



جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کو منگلا ڈیم کے علاقہ میں دفن کر دیا گیا آپ کی قبر سے بھی ہزاروں بندگان خدا کو فیض ہوتا رہا جب منگلا ڈیم کی تہ سیخ ہوئی تو اور مزید علاقہ کی ضرورت پیش آئی تو آپ کی قبر بھی اس علاقہ میں آگئی جس کو حکومت مزید بڑھاتی تھی۔ آپ کی قبر کھود کر آپ کی لاش کو دوسری محفوظ جگہ پر منتقل کر دیا گیا۔ یہ کام آپ کے مرنے کے چالیس سال بعد ہوا میرٹ اس ہی طرح تازہ کھتی جیسے کہ ابھی دفن کیا گیا ہے۔ ہزاروں لوگوں نے انتہائی حیرت و استعجاب کے عالم میں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس واقعہ کی تفصیل متعدد رسالوں اور اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ یہ واقعہ پاکستان قائم ہونے کے بعد ابھی حال ہی تک ہے۔ اور اس کی تفصیل حکومت سے آؤ منگلا ڈیم کے حکام اعلیٰ سے آج بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

واقعہ نمبر ۱۱

سرتر سے خون جاری ہونا!

یہ واقعہ جناب سرتر ۹ ریاحی کی قبر کا ہے آپ کو بلا کے معرکہ حق کے پہلے شہید ہیں جنہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کو بلا کی خدمت میں یزید پلید کے لشکر سے جہاد کرتے ہوئے اپنی جان کی قربانی پیش کی۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب شاہ اسماعیل بادشاہ ہونے لگا اور آپ بعد اسے زیادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے عواقب تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ کچھ حضرات حضرت سرتر ۹ ریاحی کو برا بھلا کہتے ہیں۔ بادشاہ نے ان کی قبر پر پہنچ کر حقیقت حال کے دریافت کی خاطر حکم دیا کہ قبر کھودی جائے چنانچہ ہزاروں آدمیوں کی مدد و دگی میں سرتر ۹ ریاحی شہید کا نہ نہ کہ بلا کی قبر مبارک کھودی گئی جب لاش برآمد ہوئی تو آپ کو جیسے سوتا ہوا پایا۔ جس طرح لاش دفن کی گئی تھی بالکل تازہ اور اصلی حالت میں تھی اس میں کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔

سرتر ۹ ریاحی بندھا ہوا تھا جو حضرت امام معصوم نے اپنے دست مبارک سے باندھا تھا۔ بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اس کو مال کو کھولا جائے اور حاصل کر لیا جائے جب اس کو مال سر مبارک کے زخم سے کھولا گیا اسی وقت زخم تازہ ہو گیا اور خون کا فشارہ چھوٹا پڑا۔ بادشاہ نے فوراً دوسرا مال اس زخم پر بندھوایا لیکن خون اسی طرح جاری رہا لیکن جب بادشاہ نے وہ مال جو آپ کے سر پر بندھا ہوا تھا دوبارہ اسی طرح بندھوایا تو خون فوراً بند ہو گیا۔ اس طرح آپ کے شہید ہونے کی تصدیق ہو گئی اور بادشاہ اسماعیل نے آپ کی قبر پر مقبرہ تعمیر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

اس واقعہ کو تاریخ کی مختلف کتابوں میں لکھا گیا ہے لکتاب انوار النعمانیہ

طبع ایران صفحہ ۳۳۹ وغیرہ

واہ رے حمی کیا کہنا تھا لا۔ خورشاقیب کھارے کہ تم نے مرنے کے بعد بھی اپنے اس واقعہ سے اپنے آقا زاد رسول سید تاحضرت امام حسین کی ایک نصرت عظیم کی اور وہ نصرت یہ ہے کہ اس واقعہ نے ثابت کیا کہ شہید راہ خدا ہیں۔ یعنی جین حق پر تھے۔ انکی جنگ حق و باطل کی جنگ تھی نہ کہ دوزخ زادوں کی لڑائی اب مادی دنیا کے لوگ کچھ بھی کہیں لاکھ سہاڑیں مگر حقیقت کہ کون جھوٹا سکتا ہے۔ اور اس حقیقت سے کون انکار کرنے کی ہوا کرتا کہ سکتا ہے کہ وہ محبت آل محمد پر لبستہ حرکت پر اپنی طبعی موت مرے ہیں آج بھی خلق خدا کو اپنی روحانی قوتوں کی بدولت فیض پہنچا رہے ہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو۔ داتا گنج بخش۔ لال شہباز قلندر۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ شاہ قلندر یا پیر بطنی۔ خواجہ فرید (بزرگان دین) کے مرادات پر اپنی مرادوں کے لئے باواسطہ آل محمد دعائیں مانگ کر اپنی تسلی کر سکتے ہیں۔

واقعہ نمبر ۱۲

جنگ میں علیؑ نے اپنی تلوار اپنے دشمن کو دے دی

علامہ کفزی طبقات میں لکھتے ہیں کہ علیؑ سے ایک جنگ میں ایک کافر نے اپنی امداد

کے طور پر کچھ مانگا۔ آپ کے پاس میدان جنگ میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو اسے دیتے
اپنے سہرا پا کر دیکھنے لگے کہ اسلحہ جنگ میں سے کیا چیز اسے دی جائے جسے بیچ کر
یہ اپنی ضرورت پوری کر لے۔ کافر نے کہا یا علیؑ مجھے اپنی تلوار دے دیجئے آپ نے فوراً
اپنی تلوار اسے بخش دی کافر نے تلوار لے کر کہا۔ یا علیؑ اب آپ میرے حملہ سے
اپنی جان کیونکر بچائیں گے آپ نے فرمایا جان کی فکر نہیں مگر یہ ہمارا ہر وقت سے
بعید تھا کہ سائل کچھ مانگے اور ہم نہ دیں یہ شک کہ وہ کافر مسلمان ہو گیا (بخاری
کتاب "المقتضی" از ایم۔ اے شاہ صفحہ ۹۷) دیکھا آپ نے علیؑ کی سخاوت
جو میدان جنگ میں بھی کام آئی۔

واقعا نمبر ۱۰۳

وہ لوگ کتنے اونٹ فوج کرتے ہیں

کتاب لطائف علیہ آء ترجمہ کتاب الادب تصنیف علامہ ابن جریر بغدادی
ترجمہ مولانا اشتیاق احمد صاحب نقشبندی ناسخہ رائٹر نہ بک کتب الہدایت
بھونیر یارک لاہور صفحہ نمبر ۷۔ واقعہ نمبر ۱۳۔
حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب حضور رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ بدر کے لئے کوچ کیا تو ہم نے آپ کے قریب دو آدمیوں
کو دیکھا جو دشمن کیمپ کے تھے۔ ایک شخص قریشی تھا اور ایک غلام تھا۔ یہ
غلام عقبہ بن ابی معیط کا تھا۔ جب ہم نے ان کا پیچھا کیا تو قریشی نے چھپ
گیا اور غلام کو ہم نے گرفتار کر لیا۔ ہم نے اس سے قوم کی تعداد یعنی دشمنوں کی
تعداد دریافت کی تو اس نے جواب دیا کہ ان کی تعداد بہت ہے اور ان کی طاقت
بہت زیادہ ہے مسلمانوں نے اس جواب پر ماننا شروع کر دیا۔ مگر اس نے
شمارہ نہیں بتایا یہاں تک کہ اس کو رسول اکرمؐ کی خدمت میں لایا گیا آپ نے
بھی اس سے یہی سوال کیا کہ "قوم کی تعداد کیا ہے۔ اس غلام نے وہی جواب دیا
کہ ان کی تعداد اور طاقت بہت ہے۔ اس جواب کے بعد حضور اکرمؐ نے پھر کوئی

کی کہ کسی طرح یہ صحیح تعداد بتا دے لیکن اس نے نہیں بتائی بلکہ یہی کہتا رہا۔ کہ
انکا شمار بہت ہے ان کی طاقت بہت ہے۔

پھر جناب رسالت مآب نے ایک عجیب سوال کیا کہ وہ لوگ اپنے کھانے کے
لئے کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں تو اس غلام نے جواب دیا کہ روزانہ درجن
اونٹ۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا کہ (معلوم ہو گیا) قوم کی تعداد ایک ہزار
ہے کیونکہ ایک اونٹ نو آدمیوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔ یہ تھا فہم و فراست
جناب رسول کا ثبات کا! جس کو کہ یہ دنیا اُچی کہتی ہے۔

واقعا نمبر ۱۰۴

بلوچستان کے سنگ سیاہ پر حضور کا اسم مبارک

روزنامہ "حریت" پیر ۱۶ ربیع الاول مطابق ۲۲ فروری ۱۹۸۰ء۔
کوٹہ۔ ۳ فروری۔ اے۔ بی۔ پی کے حوالہ سے ایک خبر شائع ہوئی ہے جو
اس صدی کی اہم خبروں میں سے ایک سب سے اہم خبر ہے اور محمدؐ و آل محمدؐ کا ایک
زندہ معجزہ ہے اور ان لوگوں کے لئے ایک تازہ نیا ہے جو محمدؐ و آل محمدؐ کے
معجزات اور فضائل کے قائل نہیں ہیں۔ خبر ملاحظہ فرمائیے۔
کراچی سے ۵۰ میل دور سبیلہ میں کدہ لاہوت لامکاں کے مقام سے ایک
سنگ سیاہ دریافت ہوا ہے جس پر عربی رسم الخط میں سفید حروف میں "اللہ
محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے نام کندہ ہیں۔
یہ پتھر کوٹہ کے سماجی کارکن کے پاس ہے اور اس کا کہنا ہے کہ ایک بزرگ نے حضورؐ
میں اسے یہ پتھر دیا تھا۔
بتایا جاتا ہے کہ بڑی تعداد میں لوگ اس جگہ کی زیارت کو رہے ہیں جہاں سے
یہ پتھر نکلا ہے۔

قارئین کرام اس کتاب علیؑ علیؑ کے حصہ اول میں لاہوت لامکاں کے حالات
لکھ چکا ہوں کہ بلوچستان میں مولانا علیؑ خود شریف لائے تھے اور یہاں پر آپؐ کے

آنے کی بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ لوگ ہر سال پاکستان کے دوسرے شہروں سے وہاں زیارت کے لئے آتے ہیں۔

واقعہ نمبر ۱۵

محمدؐ اور انجی آل پاک ملائکہ کے نیا نہ منہ نہیں تھے

مفضل کہتا ہے کہ میں نے صادق آل محمدؐ حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ ظل رحمت الہی کے نیچے کیسے رہے لہذا اب نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایہ اخضر کے تحت ہم ہی تھے۔ کوئی غیر نہ تھا ہم اس کی تسبیح و تہلیل و تقدیس و تحمید کرتے تھے۔ بحر سہارے کوئی ملک مقرب یا ذی لوح و قلم نہ تھا پھر خدا نے امتیاز کہ پیدا کرنا شروع کیا پس جو جہا جیسے جہا ملائکہ وغیرہ سے پیدا کیا پھر اس کا علم ہمیں عطا فرمایا جو لوگ تھے اکر مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ملائکہ کا نیا نہ منہ سمجھتے ہیں وہ اس حدیث کو بغور پڑھ کر بہت حائل کریں راہوں کافی صحت ۱۲۱ جلد ۱ حدیث ۷۰۷)

واقعہ نمبر ۱۶

خدا کے اذن سے ہم مرنے زندہ کر سکتے ہیں!

لاذہیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ وارث رسولؐ ہیں تو جناب نے جواب دیا۔ ہاں میں نے عرض کی رسولؐ و اذن علوم انبیاء تھے وہ انبیاء کے جملہ علوم جانتے تھے فرمایا بالکل جانتے تھے پس میں نے عرض کی کیا آپ مرنے زندہ کر سکتے ہیں۔ نا یقیناً کہ میں اور کوڑھوں کو تندرست کر سکتے ہیں تو فرمایا ہاں خدا کی اذن سے ہم ایسا کر سکتے ہیں۔

(۱۲۱ جلد ۱ صفحہ ۷۰۷)

واقعہ نمبر ۱۷

نو شیرواں کی کھوپڑی سے ہم کلام ہونا

عیون المعجزات میں کتاب الاذکار کے حوالہ سے عماد باطنی سے مروی ہے کہ جناب امیر المومنینؑ زلف بن بیچم کسری کے محل میں گئے وہاں ادب جیزین دیکھنے کے بعد ایک بوسیدہ کھوپڑی پر نظر پڑی آپ نے اپنے ساتھی کو اس کھوپڑی کو اٹھانے کا حکم دیا اور اداوان میں بیٹھ گئے پھر ایک سقا لائے گئے کہا۔ پھر اس سقا کو بھائی سے بھر دیا اور اس کھوپڑی کو اس میں ڈال دیا۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ اے کھوپڑی میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ تجھے یہ بتا کہ میں کون ہوں۔ اور تو کون ہے؟ کھوپڑی بربان فصیح گویا ہوئی۔ آپ امیر المومنینؑ ہیں۔ دھوئوں کے سردار اور ظاہر و باطن میں مفتیوں کے امام ہیں اور راہبانی ذات والا صفات لعلیہ سے بلند ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور ان کی کینز کا بیٹا کسریؑ نو شیرواں ہوں۔ اہل سباط اپنے وطن چلے گئے جہاں جا کر انھوں نے یہ سب واقعات لوگوں کو سنا دیے۔

(عیون المعجزات صفحہ ۱۷۰ - ضخیۃ الامام جلد ۲ صفحہ ۸۲ - ۲ طالع الاذکار صفحہ ۶۰)

واقعہ نمبر ۱۸

سید الشہداء کے ایک قطرہ خون کی کرامت

کتاب تاریخ الزوار السادات مولفہ و مرتبہ سید ظفر یار حسین نانوتوی قصبہ جگر خلع میا نذانی مکان نمبر ۱- ۱۱۱ سنان گلی۔ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد شہادت امام حسینؑ جب شامی ملعون قافلہ بلبیست کو شام کی طرف لے کر چلے تو راستہ میں جب یہ قافلہ موصل کے قریب پہنچا تو ہمدان الدولہ حاکم موصل کو استقبال کے لئے اطلاع دی گئی یہاں دو سرداران

اہلیت کی اکثریت تھی ان کو معلوم ہوا کہ سراقہ سے فرزند رسول کی تشہیر کی جائے گی تو چالیس حاضر شاہسواروں نے اکٹھے ہو کر قسم کھائی کہ ان ملعونوں کو قتل کر کے سراقہ سے چھین لیا جائے اور اپنے ہاں دفن کر دیا جائے تاکہ روز قیامت ہمارے لئے فخر کا باعث ہو۔ یہ اطلاع بیرون شہر سیزیدوں کو ملی تو آنکھوں نے راستہ بدل دیا اور وہ تل اعتر کی طرف روانہ ہو گئے۔ بیرون شہر استقیانے ایک پتھر پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو رکھا تھا سید الشہداء کے سراقہ سے بس ایک قطرہ خون جاری ہوا اور اس پتھر پر ٹپکا۔ یہ قطرہ خون پتھر کے جگہ میں اتر گیا۔ اس کا اچانک نمایاں ہوا کہ ہر سال یوم عاشورہ تازمانہ ابن مروان اس پتھر سے خون تازہ جو ش مارتا ہوا آتا رہتا تھا تمام اطراف کے لوگ جمع ہو کر زیارت کیا کرتے تھے۔ اب اس مقام پر ایک شاندار روایت تیسر ہو گیا ہے جس کو "مشہد لقطہ" کہتے ہیں۔ بے شمار لوگ محرم میں اس کی زیارت کرتے ہیں۔

واقعہ نمبر ۱۷۹

روز عاشورہ پتھر کے شیر کی آنکھوں سے آنسو ہوتے ہیں

مذکورہ بالا کتاب میں صفحہ ۱۹۹ پر ایک اور عجیب واقعہ تحریر ہے کہ ملک رم میں ایک پہاڑی پر پتھر کا شیر بنا ہوا ہے جس کی آنکھوں سے روز عاشورہ آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

واقعہ نمبر ۱۸۰

معرکہ حق و باطل میں ہر طرف علی علی ہی نظر آئے

ابن ابی جمہور الاحادی نے مجلسی میں اور صاحب کتاب انیس السمر او سیر الطلائع نے اپنی کتاب میں جاہر سے روایت کر کے لکھا ہے کہ میں جنگ جمل

میں مولا علی کے ہمراہ تھا ہمارے مقابلہ میں عورت کے پاس شتر ہزار کا لشکر ہوا تھا میں نے اس جنگ میں جس شکست خوردہ کو بھی دیکھا وہ یہی کہتا ہوا نظر آ رہا تھا کہ مجھے علی نے زخمی کیا یا بھی جان دے رہا تھا وہ یہی کہتا ہوا نظر آ رہا تھا کہ مجھے علی نے مارا لکڑی کے میمہ۔ میسرہ اور قلب میں ہر طرف مولا علی کی لکڑی سنائی دے رہی تھی میں نے طلحہ کو دیکھا جس کے سبب میں تیرہ سو ست تھا اور وہ موت و حیات کی کشمکش میں تھا میں نے پوچھا طلحہ یہ تم کو تیر کس نے مارا کہا "امیر المومنین نے" میں نے برا کیجئے ہو کے کہلے گدوہ بلقیس اور لشکر اہلیس، علی نے کیسے تیر چھینکا ان کے پاس تو صرف تلوار ہے۔ کیا بے جا ہوتے انھیں نہیں دیکھ رہا ہے جو بھی ہوا میں بلند ہوتے ہیں اور کبھی نیچے آ رہے ہیں کبھی مشرق کی طرف سے تو کبھی مغرب کی جانب سے آ رہے ہیں مشرق و مغرب کے فاصلے ان کے لئے سمٹ کے ایک ہو گئے وہ کسی سوار کے پاس سے نہیں گزرے مگر یہ کہ اسے مٹنے کے بل گرا یا یا قتل کیا یا کہلے دشمن خدام جا پس وہ مر گیا۔ جن میں سے بچا کوئی نہیں۔

(صحیفۃ الامام صفحہ ۳۰۲ ج ۲۔ ریاض الاحزان صفحہ ۴۳۔ طالع الانوار صفحہ ۲۳۸)

۲۵۲۔ قصص العلماء صفحہ ۹۷

واقعہ نمبر ۱۸۱

مولا علی سے خود جبریل نے سوال کیا جبریل کہاں؟

کتاب صحیفۃ الامام صفحہ ۲۸۱ جلد ۱۔ طالع صفحہ ۹۱ اور روایت العارفین میں سید زبلی قطب الدین اشکوری کی حیرت انگیز روایت سے اور وہ شیخ صدوق کی کتاب روایت الفراء سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن مولا امیر المومنین حضرت علیہ السلام نے منبر کو نہ پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو قبل اس کے کہ تجھے نہ یاد مجھ سے پوچھو کہ جو کچھ پوچھنا ہے۔ میں زمین کے راستوں سے آسمان کے راستوں کو زیادہ جانتا ہوں۔ مجمع میں بیٹھے ایک آدمی نے اٹھ کر کہا اس

دقت جبریل کہاں ہیں؟ آپ نے زمین و آسمان مشرق و مغرب ادراک کے مابین چپہ چپہ کو دیکھا اور کہنے کو نہ چھان مارا جبریل کہیں بھی نظر نہ آئے تو آپ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جبریل کون ہے۔ ابھی مولانا نے یہ فرمایا ہی تھا کہ ایک مرتبہ پندرہ کے پوروں کی جیسی پھٹ پھٹا ہوا ہوئی جیسے دیکھ کر سب کے سب یک زبان ہو کر بڑے ہم گداہی دیتے ہیں کہ آپ رسول کے خلیفہ برحق ہیں۔

اس واقعہ سے حضرت علی علیہ السلام کا بیٹھے بیٹھے زمین و آسمان کے پتہ چہ کو دیکھ لینا اور ہر جگہ کی خبر بتا دینا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ رسول خدا کے خلیفہ برحق ہیں اور رسول اکرم کے نائب کو ایسا ہی ہونا ضروری بھی تھا۔ یہ علی کی فضیلت رسول کی تعلیم اور طلبہ کے علی علیہ السلام سے ہو گئے۔

واقعہ نمبر ۱۸۲

معجزے اب بھی ہوتے ہیں!

امامہ جنتی ۱۹۹۹ء صفحہ نمبر ۱۹ میں جناب قیصر بارہوی صاحب شاعر اہلبیت کا ایک عجیب واقعہ درج ہے۔ میں اس واقعہ کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

”شاعر حسینیت جناب قیصر بارہوی صاحب مجلس پڑھنے لاہور سے ملتان جا رہے تھے جس بس میں سفر کر رہے تھے وہ ساہیوال جا کر کھڑی ہو گئی۔ ملتان کی سواروں کو دوسری بس میں بٹھا دیا گیا قیصر بارہوی صاحب بھی دوسری بس میں سوار ہو گئے۔ اور وہ بس روانہ ہو گئی جب ساہیوال سے کئی میل دور نکل گئے تو قیصر صاحب کو خیال آیا کہ انکا تھکیلا جس میں ان کی مریٹوں کی بیاضیں بھی تھکیں پچھلی بس ہی میں رہ گیا۔ دل دھک سے ہو گیا۔ اب کیا کریں واپس جاتے ہیں تو ممکن ہے کہ بس وہاں نہ ملے یا تھکیلا کوئی لے گیا ہو۔ اور آگے جاتے ہیں تو پھر پڑھیں گے کیا؟ دل ہی دل میں کہنے لگے کیا تھکر

عبارتہ دارہ مدد کیجئے۔ آپ کے بھائی کی مجلس پڑھی ہے اور جو کچھ حادثہ ہو گیا اس کی بھی آپ کو خبر ہے مولانا مریٹوں کی بیاض آپ ہی بٹھا کر لیں گے۔ دل ہی دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ بس میں سفر کر رہے تھے وہ کسی خرابی کی بنا پر پھٹ گئی مسافر نیچے اتر کر پھٹنے لگے بس ڈرائیور اور کلینر بس کو ٹھیک کرنے لگے تھوڑی دیر میں خانیوال کی طرف سے ایک بس آئی اور بس سے سینڈ گنز کے فاصلہ پر آگے جا کر ٹوک گئی۔ اس میں سے ایک آدمی اتر آیا اور قیصر صاحب کی بس کے قریب آکر بول چھپنے لگا کہ قیصر بارہوی کون صاحب ہیں انہوں نے کہا میں ہی قیصر بارہوی ہوں۔ آنے والے آدمی نے قیصر صاحب کا تھکیلا اپنی بس سے اتار کر ان کے پیروں پر کیا اور کہا کہ ایک آدمی نے راستہ میں یہ تھکیلا دیا تھا اور کہا تھا کہ ایک بس راستہ میں تھکیں پھری ہوئی ملے گی اس میں قیصر بارہوی صاحب کو یہ تھکیلا پہنچا دینا۔ یہ کہہ کر وہ آدمی اپنی بس میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا اور اس کے چلتے ہی قیصر بارہوی صاحب والی بس بھی ٹھیک ہو گئی اور سب مسافروں کو ٹھاکر اپنی منزل کی جانب چل پڑی۔

یہ واقعہ جس انداز سے پیش آیا ہے اس کو دیکھ کر یہ تسلیم کرنا بہت تار ہے کہ معجزے اب بھی ہوتے ہیں اور اگر دل سے مولا کو بچا دیا جائے تو وہ مدد کرتے ہیں۔ بقول حضرت نبیانا ماری۔
دل سے بیکار رہتے تو ابھی ہو علاج دل
ہر درد دلا دوا ہے علی علی

واقعہ نمبر ۱۸۳

تائید حق میں اپنی شہادت علی کی ہے

جناب خلیق قریشی صاحب لائل پور کے ایک بالذوق ادیب باہوش خطیب اور صاحب دل شاعر ہیں انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی ولادت و شہادت کو اپنے پاکیزہ تخیلات میں اس طرح ادا کیا ہے۔

تا یہ حق میں پہلی شہادت علیؑ کی ہے
پیغمبری نبیؐ کی ولایت علیؑ کی ہے!
مولابھی محترم ہے ولادت بھی محترم
کعبہ ہے اور بجائے ولادت علیؑ کی ہے
مولود کعبہ کیلئے مشہد بھی خوب ہے
مسجد میں اللہ اللہ شہادت علیؑ کی ہے
کعبہ سے ابتدا ہے تو مسجد یہ انتہا
مرقوم درودم میں حکایت علیؑ کی ہے!

واقعہ نمبر ۱۸۲

نبیؐ کے علم غیب کے اعتراض کرنا والوں کے جواب

کتاب مقامات صحابہ صفحہ ۳۵۴ ناشر حشری کتب خانہ جھنگ بالہ لاہور
بحوالہ تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۔
"اسمعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے نبی کریم کے علم غیب
پر اعتراض کیا حضرت علیؑ کو یہ چلا آپ نے شہر مدینہ میں منادی کرادی تمام
لوگ مسجد نبوی میں جمع ہو گئے تو آپ منبر رسول پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ
اے میرے نبیؐ کے علم پر اعتراض نہ کرنا کہ نے دالہ میں نبیؐ نہیں علیؑ ہوں اور نبیؐ
کا غلام ہوں اور فرمایا کہ مجھ سے جو پوچھنا ہے پوچھو۔ میں تمہیں عرش کی باتیں
بھی بتاؤں گا۔ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ حبیب آپ نے یہ دعویٰ کیا
ہے تو بتاؤ اے علیؑ کیا آپ نے اپنے رب کو بھی دیکھا ہے؟ حضرت علیؑ علیہ السلام
جوش میں آ گئے اور فرمایا خدا کی قسم میں ایک سجدہ کہتا ہوں اور دوسرا
اس وقت تک نہیں کہتا جب تک کہ میں خدا کو نہ دیکھ لوں۔
اس سے کوئی غلط مطلب نہ سمجھ لیجئے گا کہ خدا جب سمائی طہر پر نظر آتا

تھا بلکہ مولائے کائنات کا مطلب خلا کے لہذا اور جلد سے ہے۔
اس سلسلہ میں مولائے کائنات مطہر العجایب کا خود ارشاد ہے کہ سب
کچھ علم اور کمالات مجھ کو رسول اکرم کی غلامی سے حاصل ہوئی ہیں۔

واقعہ نمبر ۱۸۵

میر حسینے میں علم و عرفان کا سمندر ہے (علیؑ)

اشد اللغات جلد ۱ صفحہ ۳۳۱ باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حضرت شیخ عبدالحی تحقّق و محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ علیہ السلام
نے جب نبی کریم علیہ السلام کو آخری غسل دیا تو بانی کے چند قطرے سرور کو نبین
علیہ السلام کی مقدس پلکیوں پر ٹپکے رہے تو میں نے انھیں لبی زبان سے
بجوس لیا بس پھر کیا تھا علم و عرفان اور حکمت و ادراک کا سمندر میرے سینے میں
تھا تمہیں مارنے لگا۔

واقعہ نمبر ۱۸۶

نقشبندی حشری بہروردی اور قادری سلسلہ طہر لقیّت حضرات علیؑ کی ولایت ماننے والے ہیں!

شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں جہاں قرآن مجید کی متعدد آیات
نازل ہوئیں وہاں احادیث نبوی میں بھی انکی تصدیق و تفسیر اور عظمت و شان
ملتی ہے۔ اور نبوت کی زبان پاک نے جو مقام اور منصب عطا کیا ہے اس کے
پیش نظر یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوتی ہے کہ محمد نبیؐ ہے اور یہ وہی۔ وہ مصطفیٰ
اور یہ مرتضیٰ ہے۔ وہ امام الانبیاء ہے اور یہ امام الاولیاء۔ حق درویشی اور طہر لقیّت
و معرفت کے چاند سلسلے نقشبندی حشری بہروردی اور قادری حضرت
علیؑ علیہ السلام کے ہی آفتاب ولایت کی کرنیں ہیں (کتاب مقامات صحابہ نمبر ۱۸۵)

واقعہ نمبر ۱۸۷

گائے کا زندہ کرنا !

مفضل بن عمر کا بیان ہے کہ ایک دن میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ منیٰ سے گزر رہا تھا ہم نے ایک عورت کو دیکھا جس کے سامنے ایک مردہ گائے بڑی ہوئی تھی وہ عورت اور اس کے بچے اور دگر بیٹھے دور پہ تھے امام نے پوچھا کیا بات ہے عورت نے عرض کی کہ میرا اور بچوں کا گذارہ ہی گائے تھی جو مر گئی ہے۔ لہذا میں پریشان ہوں۔ امام نے فرمایا کیا توجا ہوتی ہے کہ اسے تیرے لئے زندہ کر دوں عورت نے کہا ایک لڑمیری گائے مر گئی ہے جسکی مقبیت میں میں کہ فتاد ہوں اور دوسرا آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں پھر دعا فرمائی اور گائے کو گائوں سے ٹھک کر لگائی اور جلا کر بلایا گائے کو زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی۔ عورت نے کہا رب کعبہ کی قسم آپ عیسیٰ ہیں۔ امام مجمع میں داخل ہوئے نکاحوں سے غائب ہو گئے۔ اور وہ عورت آپ کو پہچان نہ سکی۔
(الخرائج والجرار صفحہ ۳۲۰ - بصائر الدرجات صفحہ ۲۷۳ - طوابع الانوار صفحہ ۲۹۹ حدیقتہ الشیعہ ۵۴۷)

واقعہ نمبر ۱۸۸

مولا علیؑ کی مسیحائی

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مولا امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بنی مخزوم کا ایک جوان حاضر ہوا اور عرض کی مولا امیر جوان سال بھائی مر گیا ہے جس کے صدمہ سے میں بہت بے قرار اور مضطرب رہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ کیا توجا ہوتا ہے کہ اسے دیکھ اس نے کہا جی ہاں بس آپ رہا دے رسول اور ٹھہ کے قبرستان گئے وہاں پہنچے کہ آپ کے لب ہائے مبارک

متحرک ہوئے قبر کو ٹھوکر مارا پس ایک شخص قبر سے برآمد ہوا جو فارسی میں باتیں کر رہا تھا حضرت نے فرمایا تو عربی ہو کر فارسی میں بولتا ہے اس نے عرض کی ہم فلاں اور فلاں کی سنت پر مرے جسکی وجہ سے ہماری زبانیں بدل گئی ہیں۔

(بحوالہ اصول کافی صفحہ ۲۵۷ ج ۱ - بصائر الدرجات صفحہ ۲۷۳)

بحوالہ انوار صفحہ ۵۱۲ ج ۱ - اور کتاب الخوارق صفحہ ۲۹۹

مصنف آغا عبدالحسن صاحب ناسخ مبلغ العظمیٰ مدنی سرگودھا)

واقعہ نمبر ۱۸۹

دی زندگی امام نے ایک بار دو بار ۵

ابراہیم بن سہیل سے روایت ہے کہ ایک دن میری ملاقات امام رضا علیہ السلام سے ہوئی جو کہیں سوار ہو کر جا رہے تھے میں نے عرض کی مولا اکثر نتیجہ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ کے والد نے آپ کو وصیت نہیں کی اور اس مقام پر نہیں بٹھایا جس کے آپ مدعی ہیں (یعنی امامت) حضرت نے فرمایا تیرے نزدیک امام کی کیا نشانی ہے۔ میں نے عرض کی کہ امام وہ ہے جو غیب کی خبریں بتلائے ذی روح کو مردہ کرے اور جلانے۔ حضرت نے فرمایا میں یہ سب کچھ کر سکتا ہوں پس تیرے پاس یا بیچ دینا رہیں۔ تیری ایک بیوی جس کو نفرت ہوئے ایک سال بھر گیا ہے جسے میں نے ابھی اکبھی زندہ کیا ہے۔ اب پھر تیرے پاس ایک سال رہے گی بعد میں اسے بلالوں گا تا کہ تجھے پتہ چلے کہ میں بلا اختلاف امام ہوں۔ یہ سن کر مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی۔ امام نے فرمایا اطمینان سے بھر چلے جاؤ۔ تو امن میں رہے۔ پس میں اپنے گھر گیا دیکھا میری ایک سال پہلے مری ہوئی بیوی واقعتاً (فرمان امام کے مطابق) زندہ بیٹھی تھی میں نے پوچھا کہ تو زندہ کیسے ہوئی اور مجھے لایا کون؟ وہ بولی کہ میں سوئی ہوئی تھی کہ ایک لڑ جوان (اس عورت نے امام رضا علیہ السلام کا حلیہ بتلایا) نے آکر کہا کہ اٹھ اور جا کر اپنے شہر سے مل جائے اللہ ایک نیکو عطا

راوی کہتا ہے کہ جیسے امام نے فرمایا تھا ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے مجھ
فرزند عطا فرمایا۔ (تحریر دلائل الامتہ طبری صفحہ ۱۸۷)

واقف نمبر ۱۹۰

جناب امیر علیہ السلام کا ام فروہ کو زندہ فرمانا

کتاب الذار المقین از مولانا آغا عبدالحسن صاحب ناشر مبلغ اعظم اکیڈمی صغیر
سرگودھا صفحہ نمبر ۹۰۔ سلمان فارسی سے روایت ہے کہ ایک مقتدر شلیخ نے حجرہ
اہلبیت ام فروہ انصاریہ کو پاس بلایا اور کہا کہ تو علیؑ کے بارے میں کیا
کہتی ہے تو ام فروہ نے جواب دیا کہ وہ امام و مہدوں کے وہی
اور ایسی ہی ہیں جن کے لئے مشرق و مغرب منور ہوئے اور جس کی معرفت
کے بغیر معرفت کو حید بھی پوری حاصل نہیں ہوتی۔ اور تو نے اس کی بیعت تو کیا
دین میں تبدیلیاں کیں اور دنیا کے بدلے دین بیچ دیا۔ یہ سنکر وہ شیخ آگ
بولہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ عورت مہر تہ ہوئی ہے اسے قتل کیا جائے چنانچہ
نوب علیؑ کی یادداشت میں اس مومنہ اور محبت کو قتل کیا گیا۔ ان دنوں مولانا
مدینہ سے کہیں باہر گئے ہوئے تھے جب واپس تشریف لائے تو بیت چلا کہ ام فروہ
قتل کر دی گئی ہے آپ اس کی قبر پر تشریف لائے۔ قبر پر کھڑے ہو کر دعا
مانگی کہ اے مائے مہر کے بعد زندہ کرنے والے اور بوسیدہ ہڈیوں کو جوڑنے والے
ام فروہ کو دوبارہ زندہ فرما اور ان نافرمانوں کے لئے موجب عسرت بنا۔ مولانا
کے دعائیہ کلمات ختم ہوئے ہی ام فروہ زندہ ہو کر سبز ریشمی لباس میں
لبوس قبر سے برآمد ہوئیں اور عرض کی مولانا یہ شیخ فرزند چاہتا ہے کہ تو خدا
کو بچھا دے مگر اللہ تعالیٰ اس لئے کہ دشمن رکھنا چاہتا ہے۔ اسی لئے نصرت
سلمان نے کہا کہ اگر علیؑ ذات باری کی قسم دیں کہ وہ اولین و آخرین کو زندہ
کر دے تو وہ مرزا نہ تھے زندہ کر دے گا۔

واقف نمبر ۱۹۱

خداے تبارک و تعالیٰ نے مجھ کو تیری ذات (علیؑ)
میں چھ خصلتیں عطا فرمائی ہیں :- (رسول اکرمؐ)

کتاب وصایا نبی بنام علیؑ مترجمہ مولانا عباس علی شریف ناشر الازھر کراچی
موسمائی کراچی صفحہ نمبر ۶۸۔

یا علیؑ خداے تبارک و تعالیٰ نے مجھ کو تیری ذات میں چھ خصلتیں
عطا فرمائیں۔ (۱) میرے ساتھ پہلی جس کی قبر شقی ہوگی وہ تم ہو۔
(۲) میرے ساتھ جو صراط پر پہلے ٹھہرے گا وہ تم ہو۔ (۳) پہلا وہ شخص
جو میرے ساتھ لباس پہنے گا وہ تم ہو۔ (۴) پہلا وہ شخص جو میرے
ساتھ زندہ ہوگا وہ تم ہو۔ (۵) پہلا وہ شخص جو میرے ساتھ علیین میں
ہوگا وہ تم ہو۔ (۶) پہلا وہ شخص جو میرے ساتھ میرے وہ رحمت محمدیم
(مشراب خوش کن و اجنت کی) جس پر مشک کی مہر لگی ہوگی وہ تم ہو۔

واقف نمبر ۱۹۲

بارگاہ ولایت کی خواجہ فرید کا نذرانہ عقیدت

خواجہ غلام فرید خواجگانِ بیست میں ایک عظیم المرتبت اور باکمال درویش
تھے آپ کا حرار اقدس کوٹ مٹھن ضلع ڈیرہ غازی خان میں مرجع خلوت ہے۔ آپ
چاہو ان شریف ریاست بھاو پور میں سلسلہ عیشیہ نظامیہ میں سجادہ نشین
رہے اور اب تک ان کی اولاد سجادہ نشین چلی آ رہی ہے موجودہ سجادہ نشین
خواجہ فیض فرید ہیں۔ ریاست بھاو پور کے حکمران خواجہ غلام فرید صاحب کے
مرید رہے ہیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ خواجہ فرید صوفی منش، زاہد

ادب پر ہرگز گارلسان تھے آپ کے مرید لاکھوں کی تعداد میں برصغیر ہندوپاک میں موجود ہیں خواجہ صاحب ملتانی زبان کے علاوہ اردو اور فارسی کے سمجھے ہوئے شاعر تھے انھوں نے اپنے کلام میں مناظر فطرت کی اس طرح عکاسی کی ہے کہ بے اختیار داد دینے کو بھی چاہتا ہے ان کا کلام درد و سوہنہ میں ڈوبا ہوا ہے انہی کا فیاں مرید یوپاکستان کے تمام اسٹیشنوں سے نشر ہوتی ہیں اور زبان زد خاص و عام ہیں۔ ان کا شمار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ اور ہر طبقہ خیال کے لوگ انھیں تقدس و احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اگرچہ ان کا کلام دیوان فرید کے نام سے طبع ہو کر ہر جگہ دستیاب ہو سکتا ہے لیکن ان کے بعض ملفوظات ابھی تک عام نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ اسی سلسلہ میں ان کے ایک مرید نے ایک منظوم شجرہ نسب کا مجھ سے ذکر کیا جس میں دو بندہ سرکار ولایت حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان اقدس میں تحریر کئے گئے تھے۔ اس شجرہ نسب کو وہ سلسلہ بعینہ نظم و ضبط کے شجرہ نسب سے موسوم کرتے ہیں اور یہ شجرہ نسب ابھی تک زلیہ طبع سے آراستہ نہیں ہوا۔ بلکہ اب تک ان کے خاص مریدوں کے پاس محفوظ چلا آ رہا ہے۔ یہ شجرہ نسب منظوم ہے اور فارسی میں ہے کیونکہ تمام اولیاء اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ولایت کا سہ پہلے اور منبع حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ذات اقدس ہے اور اسی سے یہ فیض دنیائے حاصل کیا اس لئے یہ دو بندہ جو خواجہ فرید کے منظوم شجرہ سے پیش کے جا رہے ہیں۔ جو جہاں سرکار ولایت کے ولی ہونے کی خبر دیتے ہیں وہاں احادیث نبوی کا ترجمہ بھی پیش کرتے ہیں جن سے امیر المومنین کی شان اقدس کا اظہار ہوتا ہے۔ کاش خواجہ فرید کے مرید اپنے مرشد کے ان اشعار سے سبق حاصل کریں۔ اور امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ذات گرامی سے اسی طرح عقیدت کا اظہار کریں جس طرح ان کے مرشد نے کیا ہے۔

خواجہ فرید فرماتے ہیں۔

مخصوص برحمت لم یزنی
وہ منددہ راز خفی و حل
اے بانی فقر علی و ولی

اے والے حصین حصین مدد سے

اے دار حکم را باب لوتی
مولاے ہمہ اصحاب لوتی
فاروق خطا و صواب لوتی

اے افضل مدد لقیں مدد سے

”آپ خدائے برتر کی رحمت کے لئے مخصوص ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے راز کو آپ جاننے والے ہیں۔ اے علی! آپ بانی فقر اور ولی ہیں۔ اے حصین و حصین کے والی آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔“

”آپ حکمت کے گھر کے دروازے ہیں۔“

انسان اسرا الحکمۃ و علمی و بابھا (ترمذی)

”آپ تمام اصحاب کے آقا و مولا ہیں۔“

(من کنت مولاً فقد نزلت علی مولاً)

”آپ راستی اور غیر راستی میں فرق کرنے والے ہیں اور آپ تمام سچوں سے افضل ہیں، آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔“

متذکرہ بالا اشعار سے ظاہر ہے کہ خواجہ فرید کی نظر میں حضرت

امیر المومنین سرکار ولایت کی کیا قدر و منزلت تھی۔ یہ ان لوگوں کے لئے بھی تازیانہ نصرت ہے جو حضرت علیؑ سے مدد مانگنا گناہ تصور کرتے ہیں۔

(بحوالہ پیام عمل اگست ۱۹۶۶ء)

واقعہ نمبر ۱۹۳

حضرت علیؑ کے عالم علم لدنی ہونیکا ثبوت

ایک فرانسیسی عالم کے انکشافات

دنیا کی تاریخ اور حالات ماضی کی تدوین کا کام سب سے پہلے ایک یونانی موبخ ہیریوڈوٹس نے کیا جو ۴۵۰ سال قبل حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے پہلے اور ہیرس نامی ایک یونانی شاعر بھی قبل مسیحؑ گذرا ہے جس کو شیخ الشعرا کہتے ہیں اس نے بہت سے حالات نظم کئے ہیں اس سے پہلے نہ کسی کی تاریخ لکھنے کی توفیق ہوئی نہ اس وقت تک کی تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی ایسی یادداشت دنیا میں چھوڑی ہے جس سے تاریخ کی تدوین ہو سکتی ہے مجملہ تمام علوم و فنون اور حالات کے خطوط اور خطاطی کا بھی یہی حال ہے کہ اب یہ ٹھیک پتہ نہیں چلتا کہ خطوط کی ابتداء اور کیا ہو تکی ہوئی ماہرین آستان قدیمہ اور دیگر اہل علم نے ہر علم و فن کی تاریخ اور تاریخ ترقی میں بہت کچھ سراغ لگایا ہے اور وادی مکاتیب اور دیگر مقامات سے کچھ کتبہ ڈھونڈ کر نکالے اور ان سے پتہ لگایا کہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ دنیا کی ابتدائی دور میں جس جس طرح ان ان نے تمدن میں ترقی کی اور انظمام خیال اور ان کے تحفظ و نشر کی ضرورت پیدا ہوئی تھی تو کتبہ کی صورت میں جو خطوط اور نقوش سب سے پہلے دماغ انسانی سے وجود میں آئے وہ خط نقاد میر تھا جس کو آج ماہرین فن ہیروگلفی یا ہیروگلفی کہتے ہیں، یہی خط نقاد میر یا ہیروگلفی تمام دنیا کے خطوط کا سرچشمہ ہے۔ اسی خط نقاد میر سے رفتہ رفتہ اور خطوط پیدا ہوئے گئے اور ملتے گئے۔ خطوط کے ساتھ ان کے جاننے والے بھی ملتے گئے۔ اور دنیا سے اٹھتے گئے جو خطوط ملتے ان کی نہ کوئی تاریخ نہ گئی اور نہ ان کے حالات بتانے والی قہ میں رہ گئیں کہ آئندہ زمانے کے لئے ان سے تاریخ کی تدوین میں مدد ملتی ہے۔ ہیروگلفی کے متعلق جہاں تک معلوم ہوا ہے اس کے جاننے والے حضرات ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کے بعد نہیں ملتے حضرت ابراہیم

علیہ السلام اور حضرت علیؑ علیہ السلام کے زمانے میں بہت بڑا تفاوت ہے حضرت ابراہیم کے زمانے میں بھی کوئی صاحب ایسے نہیں گذرے ہیں جنہوں نے کوئی تاریخ اس خط نقاد میر کی چھوڑی ہو۔ نہ کسی صحیفہ مذہبی میں اس کا ذکر ہے۔ تاہم یہ بتانی تھی کہ رفتہ رفتہ خط نقاد میر کے نہ صرف جاننے والے دنیا سے معدوم ہونے لگے بلکہ یہ خط بھی معدوم ہو گیا جو کچھ کتبہ کہیں رہ گئے وہ رہ گئے بہت کچھ پتھروں پر بوندہ تھے دفن کر دیئے گئے۔

خلاصہ یہ کہ خط نقاد میر کا اگر کہیں کوئی کتبہ برآ نہ بھی ہو تا تھا تو اس کو کوئی بڑھ نہ سکتا تھا حضرت علیؑ علیہ السلام کا زمانہ چھٹی صدی عیسوی کا ہے اس وقت تک نہ کوئی کتاب ایسی تھی جس میں ہیروگلفی کا کچھ حال ہو تا نہ کوئی اس کا جاننے والا تھا نہ اس وقت تک یہی معلوم تھا کہ دنیا کے کس حصہ کس صحرا، کس وادی کس دیوارہ میں ہیروگلفی کے کتبہ دفن ہیں۔ ہیروگلفی کے متعلق حضرت علیؑ علیہ السلام کے گذرنا بعد ہر کچھ تحقیقات اور سراغ لگائی گئی اور ہر وہ دیگر مقامات سے تیس سال کی مسلسل سعی اور جانفشانی سے جو کچھ ہیروگلفی کے سمجھنے اور جاننے کے باب میں پتہ لگایا وہ فرانسیسی عالم ڈاکٹر شامپلیون نے پتہ لگایا اس نے نہ دن نہ رات سمجھانے رات کو رات اور ۲۳ سال تک جنگل اور دیواروں کی خاک چھانی اور ہزاروں کتبوں، لاکھوں نقاد میر کو بلا کر اور بعض ایسے کتبوں سے جو ہیروگلفی اور بعض دیگر خطوط میں لکھے تھے مقابلہ کر کے اور خدا جانے کیا کیا دقتیں اور نہ جھٹیں اٹھائیں کہ آج دو جلدوں میں ایک نایاب کتاب فرانسیسی زبان میں ہیروگلفی پر تحریر کر کے یادگار کے طور پر چھوڑ گیا اس کی تصنیف سے ہیروگلفی کے سمجھنے اور اس کے کتبہ کے جاننے میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے یہ انکشاف اور یہ تصنیف حضرت علیؑ علیہ السلام کے ۹ سو برس بعد کی ہے۔ دیکھتا تو یہ ہے کہ حضرت علیؑ کے زمانے میں ہیروگلفی کا جاننے والا بھی کوئی تھا اور کوئی تاریخ تدوین ہوئی تھی یا نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جب نہ ہیروگلفی کے جاننے والے رہ گئے نہ یہ خط تھا نہ اس کا پتہ تھا نہ کوئی نشان تھا تو پھر حضرت علیؑ کے زمانے کا ذکر یہ کیا جب ہیروگلفی کے نام تک کوئی نہ جانتا تھا۔ اب اگر یہ بات ثابت ہو کہ حضرت علیؑ نے اپنے زمانہ

میں ہیر و غلفی کے متعلق کچھ ارشاد فرمایا اور کسی کتبہ کو ہیر و غلفی میں تھا پڑھ دیا ہو۔ یا اس کے متعلق حالات بتا دیئے ہوں اور اس کی تصدیق و سو برس بعد ہوئی ہو تو یہ ماننے کے سوا چارہ نہیں کہ حضرت علیؑ کو خدا کی طرف سے کوئی ایسی قدرت یا تعلیم ملی کہ جس علم و فن کو انھوں نے کسی دارالعلوم میں پڑھانا ہو اس کے حالات اس طرح بتا دیں جس طرح اس کے عالم جلالت میں اور اس کی تصدیق ایک مدت طویل کے بعد غیر مذہب اور غیر مہر نہ مین کے عالم کی تحقیقات اور انکشافات جلدیدہ سے ہوتے ہوئے اس کے کہ اس کو علم عین کا جاننا کہا جائے یا اس کے جلالت والے کو اصطلاحی زبان میں عالم علم لدنی کہا جائے اور کیا ہے۔ ہفت بند کافی میں ملا کافی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

عالم علم لدنی شہسوار لہ کشف
ناصر دین نفس بغير امام المتقين !

عالم علم لدنی کا سمجھنا نامشکل ہے۔ جب کسی کے سامنے حضرت علیؑ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ من جملہ بنی مائکالات کے وہ عالم علم لدنی تھے تو غیر اتمام کا کیا ذکر ہے خود اپنے ہم عقیدہ اس کا ثبوت مانگتے ہیں ہم یہ نہیں جبر کرتے کہ اس کو عقیدہ مانا جائے کہ حضرت علیؑ عالم علم لدنی تھے، اس کا علمی اور عملی ثبوت لیجئے صاحب غیث اللغات جو حنفی المذہب تھے اہرام مصر کی بحث میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ سے کسی نے سوال کیا کہ اہرام مصر کی بنا کب ہوئی؟ آپ نے فرمایا کہ اس پر کوئی کتبہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کوئی نقوش پڑھے؟ سائل نے کہا ہاں ایک گدھ کی نقوش پر مبنی ہوئی ہے جو بنجے میں کی گڑ ادبائے ہوئے ہے یہ سنکر حضرت نے فرمایا بنی الہمامان التسمی السطان (اہرام مصر کی بنا اس وقت ہوئی جب نسر برج سرطال میں تھا۔ نسر کی ہزار سال میں ایک ایک برج سے گزرتا ہے۔ اور حضرت علیؑ کے وقت سے اس کی گڑ دشن کا حساب لگانے سے ٹھیک زمانہ معلوم ہو سکتا ہے۔ اور جس بات کا پتہ دینے کیلئے ہیر و غلفی خط میں یہ تصدیق اس زمانہ کے ماہرین نے بنائی تھی اس کا پتہ دینے والا ہزار ہا سال کے بعد دنیا میں ایک ایسا عالم آیا جس کے زمانے میں کوئی اور گڑ زمین

پر ہیر و غلفی جانے والا باقی نہ رہ گیا تھا جس سے اس نے پڑھا ہو۔ اگر سو برس بعد ہیر و غلفی کے متعلق تحقیقات و انکشافات کر کے فراموشی عالم ڈاکٹر شامیلون نے کتاب نہ لکھی ہوتی تو اس قول کی تصدیق نہ ہو سکتی۔

نہ ستر آں باسند کہ مہر دلبران

گفتہ آید در حدیث دیگر اں

اگر کوئی مسلمان محقق ایسی کتاب لکھتا تو یہ شبہ کیا جاسکتا تھا کہ ہیر و غلفی کے متعلق قول جناب علیؑ علیہ السلام کے لئے ایک بات بنائی گئی ہے یہ قول نہ لے ڈاکٹر شامیلون کو معلوم تھا کہ اس کے سامنے اس کا ذکر آیا اور نہ شاید صحت سے وہ تحقیقیں طور پر اس پر روشنی ڈالتا۔ لیکن جس طرح نقادیر سے مطالبہ ہو اس میں بحث کی گئی ہے اور بطریقہ اس وقت اظہار خیال کا تھا اور جس جس غرضان سے خیالات کے ادا کرنے میں نقادیروں سے مدد لی جاتی ہے ان سب کو یکجا کر کے دیکھا جائے تو ہر ذی فہم اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت علیؑ نے جس طرح اس ہیر و غلفی کے عقیدے کو اپنے زمانے میں حل کیا وہ دوسری طریقہ ہے جس کو ڈاکٹر شامیلون نے ساہا سال کی محنت و جافشانی اور کتبوں کے میلان کرنے اور نتیجہ نکالنے سے پیدا کیا ہے۔ اس لئے یہ بے محل نہ ہو گا اگر ہم بطور استدلال ڈاکٹر شامیلون کی جان کاویوں سے مدد لیں اور دکھائیں کہ جس وقت ہیر و غلفی کے نام سے بھی کوئی واقعہ نہ تھا۔ اور نہ یہ پتہ چل سکا تھا کہ دنیا میں بھی ہیر و غلفی نبط بھی تھا۔ اس وقت ایسے سوال کا جواب اور ایسا صحیح حضرت علیؑ کی جانب سے دیا جانا جو علمی اور انکشافی حیثیت سے ان کے مددین بعد خود کرنے سے درست اور ٹھیک اثر سے وہ جواب وہی دے سکتا ہے جو عالم علم لدنی ہو۔ اور جس نے درس گاہ نبوی میں تعلیم پائی ہو اور وہ تعلیم غیبی ہو۔

واقعہ سنہ ۱۹

مقدس اردو سبلی کتاب حدیقۃ الشیعہ میں شیخ داؤدی کی کتاب تخریج سے اور وہ بزرگوار محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں شرف یاب ہوا وہ میں بیٹھا تو خبر لائے

کہ جین کا ایک آدمی دروازہ پر ہے اور اندر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا اسے اجازت دیں تاکہ اندر آئے جب وہ داخل ہوا اس نے سلام کیا، حضرت نے اس سے سوال کیا، کیا لاتو اور تیرے شہر کے لوگ ہمیں پہچانتے ہیں؟ اس نے عرض کیا: کیوں نہیں میرے آقا و مولانا! آپ نے پوچھا ہم نے ہمیں کیونکر پہچانا ہے اور کہاں سے تمہیں ہمارے حالات کا علم ہوا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا: بے فرزند رسول خدا! ہمارے شہر میں ایک درخت ہے جو سال میں دو بار پھول لاتا ہے اور اس پر شگوفے آتے ہیں اقل روز میں اس پر جو پھول کھلتا ہے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا ہے آج روز میں جو پھول کھلا ہے اس پر لکھا ہوتا ہے علی ولی اللہ خلیفۃ رسول اللہ اور ہمیں اسی درخت سے رسول خدا اس کے وحی اور اس کے فرزندوں علیہم السلام کا علم ہوا۔ وہاں آپ کے دوست اور شیعی بے شمار ہیں اور مجھے آپ کی زیارت کا شوق یہاں لایا ہے۔

ایک دن ایک شخص نے مقدسہ کد پکڑ رکھا اور اس کے کھانے کا ارادہ رکھتا تھا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس حیوان کا گوشت کھانے کا نہیں یہ مار دینے کے لائق نہیں۔ کیونکہ اس کے پردوں پر لکھا ہوتا ہے۔ آل محمد خیر البریہ آل یغیر بہترین خلایق ہیں۔ اگر کوئی شخص بڑھ سکے تو قلم قدرت سے ہر چیز پر لکھا ہے یہ صرف ہڈی کے پردوں کے لئے محفوظ نہیں ہے۔

واقف نمبر ۱۹۵

معجزہ باہرہ علویہ :- سید شمس الدین محمد بن بدیع الرضوی اپنی کتاب جبل المبین فی معجزات امیر المومنین میں عالم جلیل سید حسین بن حسن طالقانی سے نقل فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ثقہ آدمی نے بیان کیا ہے جو ایک تاجر تھا کہ اس نے سندھ اور چین کے علاقہ میں دیکھا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک سفید پرن کے چمڑے پر سیاہ رنگ سے لکھا دیکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور اس کے درمیان لکھا تھا علی ولی خلیفۃ رسول اللہ راوی کہتا ہے کہ یہ شک مجھ سے ہے جو اس پر لکھا تھا۔

اسی کتاب میں سید مذکور نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ مجھے ایک ثقہ فاضل

نے جن کا نام علی اکبر تھا، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شفی سے مناظرہ اور مجاہدہ کیا اور مسئلہ امامت ہمارے زیر بحث تھا، اسی اثناء میں درخت سے اچانک ایک پرندہ گرا جس پر یہ لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ جب اس سنی نے پڑھا فوراٰ استغیث ہو گیا اور اس نے اہل تسنی سے ہاتھ اٹھا لیا۔ بے شک ہر چیز پر یہ قدرت سے یہ تحریر لکھی ہوئی ہے کہ چنانچہ بلا تشبیہ تو نے دیکھا ہے کہ جو چیز بھی فرشتے کے کارخانے سے تیار ہو کہ باہر آتی ہے اس پر یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ کہاں سے اور کس خانہ سے تیار ہو کہ باہر آئی ہے۔ اگر گھڑی خریدی جائے تو اس پر لکھا ہوتا ہے۔ بندوق اور سیول لیس تو اس پر تحریر ہوتا ہے کسی قسم کا کپڑا لیں تو اس پر کارخانہ کا نام چھپا ہوتا ہے، خنجر کہ شیشہ بولٹ، چائے کی پیالی، حقہ، برتن، اور دیارستانی تک پر بھی لکھا ہوتا ہے کہ یہ قابل کارخانہ کی بنی ہوئی ہے۔ اسی طرح کارخانہ قدرت سے جو چیز تیار ہو کہ آتی ہے اس پر بھی قلم قدرت سے لکھا ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص بڑھ سکتا ہو تو ہر شخص کی پیشانی پر رحم مادہ ہی میں توفیقات اور اس کی تمام سرگزشت لکھ دی جاتی ہے۔ ہر ذرہ، ہر حبابہ اور ہر لہجہ پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ کس کا رزق ہے لگوں کا ایک دوسرے سے حد کرنا اور ایک دوسرے کی مزاحمت کہ نابغہ مقصد وہ ہے معنی ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی روزی نہیں کھا سکتا۔

بر سر ہر لہجہ نوشتہ عیان کاین بود مال فلاں بن فلاں

۲۔ علیہم السلام کا نام تمام اشیاء پر درج ہے۔ جاسما انھم

استقصات السموات والارض فنون دما فیہما وما بیخما۔ ان کے اسماء سے ہی آسمان اور زمین قائم ہیں جو کچھ ان میں ہے اور ان کے درمیان ہے، عرش و لوح، کرسی، سوزج، چاند، ابواب جنت، اطراف ارض، پہاڑ وود العین کی ہوتی ہیں ان کے غزف، فقر و محل، درختوں کے پتوں ملائکہ کے بال و پیر ہر چیز پر ان کا نام نامی واسم گرامی نقش ہے۔

واقف نمبر ۱۹۶

ایک دن ایک فرشتہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

۹۲ محمد ﷺ "الحمک الحس" علیؑ

محمدؐ اور علیؑ "الحمک الحس" طائسم اسکا میں سمجھاؤں تجھے سن!

محمدؐ سے جو حرف "م" لے لے
علیؑ کے "ع" کو بھی اک طرف چن!

کیا جمع تو حاصل ایک سودس
علیؑ ظاہر ہوئے، سر کو ذرا دھن!

جو باقی "حم" اور "لی" رہ گئے وہیں
وہ اعداد محمدؐ منظر کن!

(منجم اعظم الحاج سیدناظر حسین زبجانی)

خدمت اقدس میں آیا۔ کان لہ اسبعۃ وعشرون وجہاد فی کل
وجه الف لسان۔ اس کے چوبیس مہینے تھے اور ہر ہر مہینے میں ہزار ہزار
زبان حضرت نے پوچھا جیسی ببر نیل! لہ ہرگز اس شکل و صورت میں میرے
پاس کبھی نہیں آیا تھا اس فرشتہ نے عرض کیا، تھنور! میں ببر نیل نہیں
ہوں، میرا نام محمود ہے۔ بعثنی اللہ ان اس و بح النور والنور۔ مجھے اس لئے
بھیجا ہے کہ میں لہر کہ لہر سے ملا دوں تھنور نے پوچھا کس کا عقد کس سے کرے
گا عرض کیا فاطمہ کا علیؑ سے۔ جب اس نے حضورؐ سے رخصت کی اور واپس
ہوا ناگاہ حضرت نے دیکھا کہ اس کے دو شانوں کے درمیان لکھا ہوا ہے محمد
رسول اللہ علی ولی اللہ۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ محمود! کتنے عرصہ
سے تیرے شانوں کے درمیان یہ تحریر لکھی ہوئی ہے۔ اس نے عرض کیا: من قبل
ان یخلق اللہ آدم جاثنین وعشرین الف عام۔ حضرت آدم کی پیدائش
سے یا تیس ہزار سال پہلے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی علیؑ بن ابی طالبؑ کا نام تمام نبی آدم
کی صورتوں پر لکھ دیا ہے۔ چنانچہ دنیائے اسلام کے بہت بڑے فلاسفہ
حکیم و علمی سینا فرماتے ہیں۔

بر صغیر چہرہ باخط لم یزنی! معکس فرشتہ است نام دو علیؑ
یک لام و دو عین یاد و یابی منکوس از حاجب و عین و لطف باخط جلی
(استفادہ از خزینۃ الیچا ہر)

واقفہ نمبر ۱۹۸

حضرت علی کے شاگرد خاں عمار بن یاسر کی جن سے کشتی

عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنات اور انسان کے ساتھ لڑائی کی ہے لوگوں نے کہا وہ کیسے تو انھوں نے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں حضور کے ساتھ تھا ایک منزل پر اتر کر میں ڈول رہی تھی کہ یہاں بھی گھوڑے فرمایا کہ کنیز پر تمھیں پانی بھرنے سے روکنے کوئی شخص آئے گا چنانچہ میں جب کنیز پر پہنچی تو ایک شخص سیاہ فام میرے سامنے آیا اور پانی بھرنے سے روکتے ہوئے مجھے پکڑ لیا میں نے بھی اسے پکڑ لیا اور اسے زمین پر دے مارا اور ایک پتھر سے اسے کچل دیا۔ اور پانی بھرنے آیا گھوڑے نے مجھ سے دریافت کیا تمھیں کسی نے پانی بھرنے سے روکا نہیں اور کا تھا میں نے سارا قصہ سنایا حضور نے فرمایا وہ شیطان اور جن تھا۔ (کچھ کتاب جنات کے بارے میں حالات ان جناب شبیر حسین صاحب چشتی نظامی صفحہ نمبر ۱۱۱ ناشر دارالاشاعت کراچی)

واقفہ نمبر ۱۹۹

علی کے لعاب دہن نے مجھ پر سخن کے دروازے کھول دیئے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی

شیخ عبدالقادر جیلانی پیران پیر دستگیر بڑے پائے کے صوفی گزیرے ہیں آپ صوفیائے کرام میں ایک اعلیٰ درجہ کے حامل ہیں اور ایسے اندر بڑی کمالات رکھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ مجھ میں جو کچھ بھی پایا جاتا ہے وہ رسول اکرم اور علی کرم اللہ وجہہ کے لعاب دہن کا نتیجہ ہے۔ اس

واقفہ میں کتاب سوانح و تعلیمات حضرت غوث الاعظم از مسکین اکبر آبادی ناشر مکتبہ دارالعلوم گلشن بغداد دارالام لپیڈ۔ پی صفحہ نمبر ۶۴ سے نقل کیا گیا ہے۔
حضرت غوث الاعظم ارشاد فرماتے ہیں

(۱) میں جب وعظ دیتا تھا تو چار سو آدمی قلم و دات لے کر میرا وعظ لکھا کرتے تھے۔ حضرت غوث الاعظم پھر ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اول حال میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ مجھے کلام کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈال دیا ہے۔ پس میرے اوپر سخن کے دروازے کھل گئے۔

• دیکھا آپ نے علی کے لعاب دہن کی برکت! کہ پیران پیر دستگیر نے صرف خواب میں ایسے منہ میں لیا اور وہ علم کے مالک ہو گئے اب آپ کو چاہیے کہ آپ نے علی اور اولاد علی کے جائز حقوق کو یا مال کرنے کی راہ کو کیوں اینٹیا۔ لہٰذا یہ رکھئے ورنہ بھی ہر لمحہ اور ہر حال میں مشکل کشا ہیں اور وہ ہمیں علم و عرفان عطا کر سکتے ہیں۔

• مگر افسوس نام ہمارا مسلمانوں نے ان کی اولادوں اور خود ان کی جس طرح ظلم کا شکار بنا یا ہے وہ تاریخ اسلام کے دامن پر بد نما دارغ بنکر ہمیشہ اُنکی اور ان کی پاک اولادوں کی حق پرستی کا یقین دلاتا رہے گا۔ اور بڑے سے بڑا مکار اور فریبی تاریخ اسلام کے جانکاہ واقعات کی کبھی تردید کرنے اور جھٹلانے میں ہرگز ہرگز کامیاب نہ ہوگا!

واقفہ نمبر ۲۰۰

علی اور فاطمہ کو رسول اللہ کی تلقین

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ نے اس تکلیف کی شکایت کی جو کچھ پیسنے کے سبب انھیں ہوتی تھی پھر آپ کے پاس کچھ قیدی آئے حضرت فاطمہ آپ کے پاس گئیں مگر انھوں نے آپ کو نہ پایا اور حضرت

عائتہ کو وہاں پایا حضرت عائتہؓ سے بھاب نہ ٹھرانے حال بیان کیا کہ میں اس لئے آئی تھی پھر جب حضرت اشرف لائے تو حضرت عائتہؓ نے آپؐ سے حضرت فاطمہؑ کے آنے کا حال بیان کیا۔ آپؐ ہمارے یہاں تشریف لائے۔ اس وقت ہم اپنی خواب گاہ میں لیٹ چکے تھے۔ میں نے چاہا کہ اٹھوں۔ آپؐ نے فرمایا تم اپنی جگہ پر سو۔ آپؐ ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپؐ کے پیروں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر پائی اور آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی بات کی نہ تعلیم کروں؟ جو اس سے پیشتر جس کی تم نے خواہش کی ہے۔ جب تم اپنی خواب گاہ میں جاؤ تو تم ۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہو۔ یہ تمہارا رے لئے خادم سے بہتر ہے۔ آج تمام مسلمان بڑے غلوں کے ساتھ اس کو تسبیح فاطمہؑ کے نام سے منسوب کر کے پڑھتے ہیں۔

(بحوالہ کتاب فاطمہ بنت محمدؑ اندر رئیس احمد جعفری ندوی صفحہ ۱۳۱)

واقعہ منبر ۲۰۱

رسول اکرم اہلبیت کے بچوں بہت محنت کرتے تھے

بحوالہ کتاب فاطمہ بنت محمدؑ اندر رئیس احمد جعفری ندوی ناشر شیخ غلام علی ایڈٹرز صفحہ نمبر ۱۳۰ میں عبد اللہ بن جعفر سے یہ روایت درج ہے کہ رسول اکرمؐ جب سفر سے واپس آتے تو اہلبیت کے بچوں سے ملنے ایک مرتبہ آپؐ سفر سے واپس تشریف لائے تو مجھے آپؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپؐ نے مجھے سواری پر اپنے آگے بٹھالیا۔ پھر فاطمہؑ کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا لایا گیا۔ آپؐ نے اپنے پیچھے بٹھالیا اور ہم تینوں سواری پر اسی طرح مدینہ میں داخل ہوئے۔

واقعہ منبر ۲۰۲

حکیم سید مرتضیٰ حسین صاحب الہ آبادیؒ

حضور نظام حیدر آباد دکن کا ایک عجیب سوال!

کتاب تذکرۃ الذکرین مولفہ سیدہ آغا شہر لکھنؤ صفحہ نمبر ۵۵ و ۵۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نظام والہی حیدر آباد دکن نے مولانا حکیم سید مرتضیٰ حسین صاحب الہ آبادیؒ کو دہلی طلب فرمایا اور دریافت کیا کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے اپنا جمع کردہ قرآن یہ کہہ کر کیوں مخفی کر لیا کہ اب اسے ناسخ نہ دیکھو گے؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُمت رسولؐ کو خود انھوں نے صحیح قرآن کے مطالعے سے محروم رکھا سوال معقول تھا۔

حکیم مرتضیٰ حسین صاحب سے دست بستہ جواباً عرض کیا حضور! خدا کی قسم ہے علیؑ کے قرآن کے پڑھنے کے کبر کے اڑا دیئے جاتے۔ کلام اللہ کی یہ تدبیریں ان کو گوارہ نہ ہوتی۔ حضور نظام نے حیرت سے پوچھا اس کی کیا دلیل ہے۔ حکیم مرتضیٰ حسین صاحب مرحوم نے عرض کیا: حضور! علیؑ مرتضیٰ ابنی اللہ (قرآن ناطق) کو اُمت میں چھوڑ گئے تھے۔ یہ لیجے کسی کے دل کے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ کسی کا سہ قلم کر کے سہ نیزہ پر چڑھا کر تشہیر کیا گیا۔ کسی کو قید خانے میں مار ڈالا گیا۔ کسی کو زہر آلود انگور کھلا دیئے گئے۔!

"بھئی حکیم مرتضیٰ حسینؒ تم تو ایسی بات کہہ رہے ہو جس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔"

کاش علیؑ کا جمع کردہ قرآن ان کے ہاتھ سے مسلمانوں تک پہنچ جاتا۔!

حضرت علی علیہ السلام کو قرآن کریم کی سورتوں اور آیتوں (واقعہ نمبر ۲۰۲) کے نزول کا پورا علم تھا

حضرت علی علیہ السلام سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے گویا انھوں نے نبوت ہی اسلام میں سنبھالا اور چونکہ رسول اللہ صلعم کے گھر میں ہی رہتے تھے اس لئے قرآن کریم کے لکھنے کا کام بھی وقتاً فوقتاً کرتے تھے۔ قرآن کریم کی مختلف آیات اور سورتوں کے متعلق بھی اس لئے ان کو خصوصیت سے علم حاصل تھا بلکہ سورتوں کے نزول کی ایک ترتیب بھی ان کے نام پر منسوب ہے اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے ابتدائی چھ ماہ میں جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ شہ تنہائی میں بیٹھ کر یہی کام کرتے رہے۔ نہ صرف قرآن کریم کے ہی حافظ تھے بلکہ اس کے نہایت بلند پایہ مفسر بھی تھے اور فہم قرآن میں ان کا خاص پایہ تھا اور تفاسیر میں ان کے متعدد اقوال منقول ہیں۔

(بحوالہ کتاب تاریخ خلافت راشدہ از محمد علی نانبر دارالکتب اسلامیہ
بلدنگ لاہور صفحہ نمبر ۱۵۵)

واقعہ نمبر ۲۰۲

حسینؑ کی فضیلت رسول اکرمؐ کی نگاہ میں !

علی بن حسن بن علیؑ اپنی تاریخ کبیر جلد ۴ صفحہ ۳۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں طبرانی جعفری بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنؑ اور حسینؑ بن عباسؑ اور عبد اللہ بن جعفرؑ سے بیعت لی۔ حالانکہ یہ لوگ کمن تھے اور سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔ ان بچوں کے علاوہ اور کئی بچے سے بیعت نہیں لی۔ بحوالہ کتاب فاطمہ بنت محمد از ابن ابی شیبہ جعفری ناشر غلام علی اینڈ سنز کراچی صفحہ ۱۱۵

دیکھا آپ نے رسول اور لایطالب کی منزلت جانتے تھے خود ہر چیز کی عزت کرتے تھے تاکہ دنیا میرے بعد ان کی عزت کرے لیکن واسے زمانہ رسول اکرمؐ کی رحلت کے بعد کس طرح اولاد رسولؐ سے دنیا نے آنکھیں پھیر لیں۔
واقعہ نمبر ۲۰۵

حضرت خواجہ نظام الدینؒ اور حب علیؑ

(۱) حضرت امیر خسروؒ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ معظم عالمی جناب حضرت خواجہ نظام الدینؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت داؤد علیہ السلام کی بابت بیان ہو رہا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں لوبانہ نرم ہو جاتا تھا اور پھر آپ اس سے زرہ تیار کر لیتے۔ رسول اکرمؐ نے منکر کر فرمایا کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام ہاتھ میں لوبایا کرتے تھے تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا کرتے تھے اور لوبایا آپ کے ہاتھوں میں نرم ہو جاتا تھا۔ (بحوالہ افضل الفوائد، جلد اول، ملفوظات خواجہ نظام الدین دہلوی خلیفہ اعظم خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ)

(۲) حضرت امیر خسروؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے شیخ معظم حضور خواجہ نظام الدینؒ نے فرمایا کہ جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے تو جناب رسول کریمؐ کی گود میں دیئے گئے تاکہ آپ اپنے دست مبارک سے غسل دیں۔ خدا کے رسولؐ نے علیؑ کو غسل دیا اور جناب علیؑ کو حضرت ابوطالبؓ کی گود میں دے کر روئے لگے۔ جناب ابوطالبؓ نے عرض کیا کہ اس خوشی کے وقت آنسو کیسے؟ رسولؐ خدا نے فرمایا "بچا جان علیؑ کو پہلا غسل میں نے دیا ہے مگر تجھ کو آخری غسل یہ دے گا۔" (افضل الفوائد من ترجمہ ملفوظات خواجہ نظام الدین)

واقعہ نمبر ۲۰۶

یہ مولود پاک و پاکیزہ پیدا کیا گیا ہے

(حضرت خواجہ اور حضرت مریمؑ)

شیخ منشا ذان بن جبریل نے کتاب فضائل میں ولادت امیر المومنین کے واقعہ میں نقل کیا ہے کہ جب آپؑ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضرت خواجہ اور حضرت مریم علیہما السلام اور ان کے ساتھ دو اور بزرگ تین حاضر ہوئیں اور انھوں نے آپؑ کو معطر کیا اور ایک پارچہ لپیٹا پس جناب ابوطالبؑ نے چاہا کہ عرب کی عادت کے مطابق اسی حالت میں ختنہ کرے جس طرح کہ وہ لوگ بچے کی گھنٹی میں ہی ختنہ کرتے ہیں پس ان عورتوں میں سے ایک نے کہا کہ یہ مولود پاک و پاکیزہ پیدا کیا گیا ہے۔

واقعہ نمبر ۲۰۷

حسینؑ مجھ سے ہے، میں حسینؑ سے ہوں (رسول اکرمؐ)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی دعوت میں شرکت کے لئے گھر سے باہر نکلے یعنی بن مرہ العامری روایت کرتے ہیں کہ میں بھی حضورؐ کے ساتھ تھا حسینؑ مکی میں اپنے ہم چیلوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپؐ آگے بڑھے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔ حسینؑ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ رسول اللہ انھیں ہنساتے رہے یہاں تک کہ انھیں بچکھڑپا اور اپنا ایک ہاتھ ان کی گدی کے نیچے رکھا اور دوسرا ٹھٹھی کے نیچے پیا لیا اور فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں یا اللہ (بحوالہ شفاء القلوب صفحہ ۱۹۴)

واقعہ نمبر ۲۰۸

معجزہ کفرت زینب علیہا

شام کی ایک سیاح خاتون نے بتایا کہ ایک لڑکی جو معجزے سے صحبتیاب ہوئی تھی جس کے بارے میں اس لڑکی کے والدین نے اس سیاح خاتون کو بتایا تھا کہ اس کی بندہ سال لڑکی جو سخت بیماری میں مبتلا تھی اور ڈاکٹروں نے اس کے حرم کو علاج ظاہر کیا تھا تب لڑکی کے والدین اپنی بیٹی کو روضہ کربلا میں لے کر گئے اور وہاں حضرت زینب علیہا پر زیارت کے لئے گئے، انجنا جناب زینب علیہا اس لڑکی کو شفا ہوئی اور وہ پوری طرح صحبتیاب ہو گئی لڑکی کے باپ نے اس معجزے کی تیرہ کاپیاں بنائیں اور تقسیم کر دیں۔ جس میں سے ایک کاپی ایک دولت مند تاجر کو بھیج لیکن اس نے اس معجزہ کی تیرہ کاپیاں بنا کر تقسیم نہیں کیں اس کے نتیجے میں وہ تیرہ دن کے بعد مفلس ہو گیا۔ اس طرح سے ایک کاپی ایک عزیز خور نے اس معجزے کی تیرہ کاپیاں بنا کر تقسیم کر دیں اور وہ اس طرح دولت مند ہو گئی کہ اس عورت کا (۳۰) تیس دن کے بعد پیر الانعام کا انعامی نوٹ کھلا اور وہ مالدار ہو گئی۔

اسی طرح ایک بڑے عہدہ پر فائزہ افسر کو ایک کاپی ملی اس نے بھی اس پر یقین نہیں کیا اور نہ ہی اس معجزہ کی کاپیاں بنا کر تقسیم کیں جس کے نتیجے میں تیرہ دن کے بعد اس افسر کی نوکری چھوٹ گئی۔ اس لئے اسے مومنوں یاد رکھو کہ ذات جناب زینبؑ ہمارے لئے باعث تعظیم و تکریم ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ اس معجزے کی مزید تیرہ کاپیاں بنا کر لوگوں میں تقسیم کر دیجئے انشاء اللہ چہارہ محصورین علیہ السلام کے وسیلے سے آپؑ کی مرادیں پوری ہوں گی۔ اور اس معجزے پر یقین رکھنے والا اور اسے مزید لوگوں میں تقسیم کرنے والا تمام آفتوں اور مصیبتوں سے بچا رہے گا۔ سچے دل سے غلام پر یقین رکھو۔ وہ سمجھا رہی دعاؤں کو قبول کرے گا۔ اور تمہاری سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق

عطا کرے گا اس معجزے کو پانے والے خوش نصیب ہیں۔ اس معجزے کو پانے کے چار دن کے بعد انشاء اللہ خوش نصیبی آپ کے دامن میں ہوگی۔ اس معجزے کی اصل کا بی سونر ولینڈ سے تعلق ہوئی ہے اور یورپی دنیا میں ۹ مرتبہ ہوم چکی ہے یہ ایک حقیقی معجزہ ہے اس فضول مت سمجھئے اولاً اس معجزہ کو ایسے لوگوں میں تقسیم کیجئے جو اپنی قسمت بنانا چاہتے ہوں اور ساتھ ہی چہارمہ مضمون میں پرتھو دل سے یقین رکھتے ہوں دو اور آدمیوں نے اس معجزہ پر یقین کیا اور انکی مرادیں برآمد ہوئیں۔ جناب زینب کے اعجاز سے ایک آدمی کو سات ہزار ڈالر ملے اور دوسرے آدمی کو پچاس ہزار ڈالر منافع ہوا۔ لیکن اس دوسرے آدمی نے اس معجزے پر یقین کرنے کے باوجود اسے دوسرے لوگوں میں تقسیم نہیں کیا اور اس سلسلے کو بروکے کا سبب بنا جس کے نتیجے میں وہ شخص اپنی رقم کھو بیٹھا جبکہ ایک اور شخص کی زندگی اس معجزہ کو پانے کے چھ دن کے بعد ہو گئی اور وہ اس معجزہ کو تقسیم نہ کر سکا کیونکہ موت نے اسے مہلت نہ دی لیکن مرنے سے پہلے اس نے سات لاکھ اسی ہزار ڈالر پائے۔ یہ سلسلہ تقسیم معجزہ (ایک عیسائی مذہب کے آدمی سے جاری ہوا ہے جس کا نام مرٹریس۔ ٹی اسٹونی ڈی گوڈس ہے جس کا تعلق جنوبی امریکہ سے تھا ۱۹۵۷ء میں ایک آدمی کا سٹیل گرینگ کو اس معجزے کی ایک کاپی ملی اور اس نے اپنے مسکریٹری سے اس کی ۲۰ کاپیاں بنوا کر اسکو تقسیم کر دیئے کا اہتمام کیا۔ اس معجزے کی برکت سے اس شخص کی لاٹری چلی اور اسے ۲۱ ہزار ڈالر انعام ملا۔

ایک اور شخص کا دلوزس گرانٹ ایک آفس میں ملازم تھا یہ شخص اس معجزہ کو تقسیم کرنا بھول گیا چھ دن اس کی لڑکری جھوٹ گئی یاد آنے پر اس نے معجزہ کی ۲۰ کاپیاں لوگوں میں تقسیم کیں جس کی برکت سے اس شخص کو پہلے سے بھی اچھی لڑکری مل گئی۔ ایک شخص آئرن میری بون نے اس معجزہ پر یقین نہ کیا تو دن کے بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا۔

مومنین اس معجزہ پر یقین رکھ کر اس کی زیادہ سے زیادہ تشریح کریں ان کی مرادیں پوری ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

واقعہ نمبر ۳۹ بھولو پہلوان نے یا علی کے لغزہ دشمن کو ہلاک کیا

کتاب بھولو اور عالمی اعزاز مصنف فہیم الدین فہمی ناشر شیخ شریک علی اینڈ سنز کراچی صفحہ ۳۳ میں بھولو پہلوان عالمی اعزاز کے لئے کشتی اڑنے کے لئے لندن تشریف لے گئے اور وہاں ان کا مقابلہ ہینری میسری سے ہوا۔ ہینری میسری اس وقت برطانیہ کا مشہور پہلوان تھا اس مقابلہ کا حال کتاب انڈیا میں اس طرح تحریر ہے۔

”مقابلہ شہر لندن میں ٹھیک ۹ بجے دس منٹ پر شروع ہوا۔ بھولو پہلوان نے آگے بڑھ کر ”یا علی“ کہتے ہوئے یکے بعد دیگرے تین فلک شکاف لغزہ یا علی کے لگائے ان پر انہ لغزوں نے پاکستانی شائقین کے دلوں میں جیسے آگ لگا دی ہر طرف سے اسلام زندہ باد۔ پاکستان زندہ باد بھولو پہلوان زندہ باد! بھولو پہلوان زندہ باد کے پر جوش لغزوں کی گونج نے اسٹیڈیم کے ہر سکون ماحول اور فضا میں ایک بھیل سی پیدا کر دی۔

ہینری میسری جو اپنے کارنامے سے دو قدم آگے بڑھ چکا تھا لڑکھلا کر چند سکینڈ کے لئے پیچھے ہٹ گیا اس کے پیچھے ہٹنے ہی ایک بار پھر لغزوں اور لغزوں کے ساتھ بالیوں کا شور برپا ہوا اور اس کے خواہش خراب ہو گئے دیکھا آپ نے دشمن کے دل میں یا علی سے کیسا ٹوف پیدا ہوا اور کافروں کے ملک میں یا علی کا لغزہ اسلام کی نشانی بن گیا۔ یہ واقعہ یکم جون ۱۹۶۶ء کو روزنامہ جنگ میں بھی شائع ہوا تھا۔

واقعہ نمبر ۴۰
”ہمایوں بادشاہ شیعہ تھا“
کتاب تذکرۃ الواقعات از جوہر آفتاب جی (اصلی کتاب فارسی زبان)

کی حکومت فتح کر کے ہمایوں کو دے دیا!

واقعہ نمبر ۲۱

پہلے وہ مقام اور فضیلت حاصل کرو جو حضرت
حسنینؑ کو ہے پھر سوال کرنا!

حضرت عمرؓ کی اپنے بیٹے سے گفتگو!

کتاب الریاض النفرہ ۲۸ اور کتاب سفینۃ النوح حصہ اول ۱۰
مولانا محمد شفیع اذکار دہلی صفحہ نمبر ۱۵۱ میں جناب عبداللہ بن عباسؓ سے
روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے شہر مدائن فتح کیا اور مال غنیمت
جمع کیا تو سب سے پہلے حضرت امام حسنؓ تشریف لائے اور کہا ہمارا حق جو
اللہ نے مقرر کیا ہے ہمیں دو اس پر آپ نے ایک ہزار دینار ہم نذرہ کئے
ان کے جانے کے بعد قزوۃ حضرت امام حسینؓ تشریف لائے ان کو بھی ہزار
دینار دیئے پھر ان کے جانے کے بعد حضرت عبداللہ ابن عمرؓ آئے تو ان کو
بھی پانچ سو دینار دیئے۔ حضرت عبداللہ نے کہا میں جو ان ہوں اور جنگ
میں بھی شہید ہو جاتا تھا آپ نے مجھ کو پانچ سو دینار دیئے جبکہ حسنینؑ
چھوٹے تھے ان کو ایک ہزار دینار دیئے۔

اس بات پر حضرت عمرؓ نے فرمایا

”اے بیٹے پہلے وہ مقام اور فضیلت تو حاصل کرو جو حسنینؑ کو
ہے۔ پھر ہزار دینار کا مطالبہ کرنا“ ان کے باپ علیؓ نے فاطمہؓ کو
نانا رسول خدا۔ نانی خدیجہ الکبریٰؓ چچا جعفرؓ طیارہ چھو پھی آم ہانی۔ ماموں
ابراہیم بن رسول اللہؓ ہیں“ یہ سن کر عبداللہ خاموش ہو گئے۔ دیکھا آپ

اردو ترجمہ از سید معین الحق ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ طری نامہ شہر پاکستان ہریکل
سوسائٹی نمبر ۳۰ کہ اچی۔ کو ایہ میٹو ہاؤ سنگ سوسائٹی کر اچی۔ کتاب
ملنے کا بہتہ۔ آکسفرڈ یونیورسٹی پریس بدلی بلڈنگ کر اچی۔
صفحہ نمبر ۹۹ پر تحریر ہے کہ جب ہمایوں بادشاہ ہندوستان سے شکست
کھا کر ایران گیا اور وہاں پر پناہ لی اور مذہب شیعہ اختیار کیا لیکن اس کے
ساتھیوں نے کچھ ایسی باتیں کہیں جو مذہب شیعہ سے تعلق نہیں رکھتی تھیں
جب اس کا حال بادشاہ کو ہوا تو وہ ہمایوں بادشاہ سے ناراض ہو گئے
اور اپنی عنایت کا منہ ان کی طرف سے موڑ لیا جس کا احساس ہمایوں بادشاہ
کو ہوا تو اس واقعہ کو ان کے خادم خاص جو ہر وقت ان کے ساتھ رہتا تھا
اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۹۹ میں اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

”ہمایوں) بادشاہ لشکر میں حیران و پریشان تھے کہ اتنے میں
قاضی القضاۃ قاضی جہاں بادشاہ (ہمایوں) کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ بادشاہ نے ان سے دریافت کیا کہ بادشاہ (شاہ عالم پناہ) کے
اس رویہ کا جو میری طرف ہے کیا سبب ہے۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کے
ملازم اور خدمت گزار صحیح راستہ پر نہیں ہیں۔ اور بخوارخ کی سی
باتیں کہتے ہیں اس وجہ سے شاہ عالم پناہ آپ سے بددل ہیں۔ بادشاہ
نے فرمایا کہ تم دل و جان سے آئمہ معصومین علیہم السلام کے تابع و
پیرو ہیں اس پر قاضی جہاں نے شاہ عالم پناہ کا طہماسپ کے
تکھے ہوئے تین خطوط نکالے اور دو خطوط بادشاہ ہمایوں کے پاس پہنچا دیئے
بادشاہ نے ان کو پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور خیموں کے باہر دروازہ اول
پر آکر بلند آواز سے دشمنان رسالت و ولایت و امامت پر لعنت کرنے
لگے۔ اس وقت تیسرے کاغذ کو شاہ عالم پناہ نے خود دے کر حضرت
کو دیا۔ انھوں نے شاہ عالم پناہ کی موجودگی میں اس کو پڑھا تو مذہب
برحق امامیہ اثناعشریہ اختیار کیا۔ دیکھا آپ نے جب ہمایوں بادشاہ
نے شیعہ مذہب اختیار کیا اس وقت اس کی مدد کی اور ہندوستان

اہلیت کی منزلت اور مرتبہ! سب جانتے تھے لیکن.....!

واقعہ نمبر ۲۱۱

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رتبہ کوئی نہیں جانتا
(ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے دولوں یادوں سے اپنے کپڑے کے کونے پر خاک جھاڑی۔ حضرت امام عالی مقام علیہ السلام نے فرمایا: ابو ہریرہ کیا کہتے ہو؟ ابو ہریرہ نے عرض کیا: حقیقت مجھے معاف نہ کئے۔ واللہ جتنے آپ کے مراتب ہیں جانتا ہوں اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو آپ کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے پھر میں! (انہاء السعادت، سفینہ نوح از شیخ اد کاظمی)

واقعہ نمبر ۲۱۲

علی کی موت سے اصول اسلامی کی عملی ترویج ہو گئی

کتاب "مسلم اسپین" ایک سیاسی و ثقافتی تاریخ آئی ایچ برنی صمد شعبہ تاریخ اسلام جامعہ ملیہ کالج ملیزنا اثر کفایت اکیڈمی صفحہ ۶۶ میں خلیفہ راشد پھارم اپنی انتھک کوششوں میں مصروف تھے کہ جام شہداد نوش فرمایا اور خلافت رسول اللہ کا دروازہ بھی اس کے بعد بند ہو گیا۔ "اسلامی تہذیب کی عمارت جس حد تک بنیائی تھی وہیں رہ گئی۔ اسلامی سیاست کے جو اصول بنا کر کے عملی شکل دی جانے لگے تھے وہ صرف اصول ہی رہ گئے تھے انکا رائج کرنے والا کوئی نہ رہا۔ ملت اسلامیہ تختہ تختہ ہو گئی۔ قیصریت اور سرائیت کی کھوہلی تہذیبوں کے

اثر نے یوں مل میں ایک بار پھر جاہلیت کی فرسودہ روایات کو زندہ کر دیا۔ اور عرب اس قابل نہ رہے کہ خود کو ایک جگہ مجتمع کر لیتے جیٹا کچر بولی تہذیب اپنے فرسودہ اہنام تمکنت و تفخر کو زندہ کرنے میں کامیاب ہو گئی اور چونکہ اسلامی تہذیب ان کی ان امنگوں اور خواہشات کی تکمیل میں حادج تھی اس لئے اس سے کٹا رہ گئی یہی بہتر سمجھی جانے لگی مذہبی فرائض تو ایک طرف ہے فرائض سیاست اسلامی کو بھی فراموش کر دیا گیا اور شخصی اقتدار کی خواہش ہر صاحب اقتدار کے دل میں پیدا ہونے لگی۔ الغرض اسلامی اور بولی تہذیب کے مابین اس ٹکراؤ نے مسلمانوں کے درمیان ایک لامتناہی کشمکش کا آغاز کر دیا۔ جس سے بنو امیہ کے ہوش مندوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا وہ عربوں کی قبائلی عصبیت کو ہوا دے کر تخت حکومت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور بولی تہذیب اسلامی تہذیب پر حاوی ہو گئی۔

"امیر معاویہ سے کہہ دو لید بن عبد الملک بن مروان کے دور حکومت تک ہم کتنا ہی خود و فکر کریں اسلامی سیاست کا ایک بصر نظر نہیں آئے گا۔" اسلامی سیاست کے وجود میں آنے کے معنی یہ ہوتے تھے کہ تمام عالم اسلام بلا تفریق نسل و قوم اسلامی سیاست میں برابر کا شریک تھا۔ عربوں کی قبائلی فطرت و عصبیت نے یہ گزارا نہ کیا کہ ایک نو مسلم ایرانی و حبشی۔ مصری و سودانی کو اپنے برابر شریک کر لیں گویا عربوں کی یہ خود دشمنی اسلام کے منافی تھی۔

دیکھا آپ نے حق کی حمایت ہمیشہ دشمن کے گھر ہی سے ہوتی ہے اس کتاب میں وہ حقائق سامنے آئے ہیں جنکو اکثر تاریخ داں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہی آل محمد کا زندہ معجزہ ہے۔ جب اور جہاں اور جس سے چاہتے ہیں آپ اپنے فضائل بکھیرا لیتے ہیں۔!



مسجد کوفہ کی فضیلت و خصوصیت

جہاں امام اول حضرت علیؑ نماز پڑھاتے تھے!

ایک روز مسجد کوفہ میں ایک شخص نے حضرت علیؑ علیہ السلام سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ بیت المقدس جاکر عبادت میں مشغول رہوں اور یقینہ زندگی وہیں گزاروں حضرت علیؑ علیہ السلام نے کہا کہ جو زاد راہ لاتے تیار کر رکھی ہے اس کو کھالے اور سواری کو فروخت کر کے اسی مسجد میں سکونت اختیار کر لیں کہ یہ مسجد دنیا کی چارہ مشرک مسجدوں میں سے ہے۔ دو رکعت نماز پڑھیں ادا کی جائے دوسری مسجد کی دس رکعتوں سے افضل ہے منجملہ اس کے فضائل میں سے ایک فضائل یہ ہے کہ طوفان انور کے وقت جس تنویر سے سب پہلے پانی جوش مار کر نکالتا تھا اس مسجد کے ایک گوشہ میں واقع ہے۔ اور جس مقام پر پانچواں مسنون ہے۔ اہل بیتؑ۔ لوح۔ اور ادریس علیہم السلام نے یہاں نماز پڑھی تھی۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا ایک مدت تک یہاں رہا منجور برکت یثوت اور یعقوب کہ اس ہی مقام پر تودہ اکیا تھا۔ روز قیامت کئی ہزار مخلوق یہاں سے محصور ہوگی جس کا حساب و عقاب نہ ہوگا۔ اس مسجد کے صحن میں بہشت کا ایک مرغزار ہوگا۔ اور آخری زمانہ میں یہاں سے تین چشمے ظاہر ہوں گے۔ ایک صاف پانی کا دوسرا دودھ کا اور تیسرا روغن کا۔ اس کے دائیں طرف ذکر ہے اور بائیں طرف فکر! (بحوالہ کتاب تالیف شیخ اعظم کوئی۔ کہ کتب درسی اور صفحہ نمبر ۳ کتاب ہنج الاسرار۔)

”سخنہائے گفتنی“

از دہی حسین رضوی بی۔ اے (ایلیگ) انسپٹر پولیس ریتنر

”ہمیشہ سچ بولنا، امانت داری کا مظاہرہ کرتے رہنا ایک معجزہ ہے جو اپنے معیاری انداز میں صرف پیغمبرانِ خدا اور ائمہ ہدیٰ کے لئے مخصوص ہے۔“

سچائی اور خلوص کا ادنیٰ کرشمہ تاثیر آفرینی ہے۔ کلیہ ہے کہ صر ”بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے“

علامہ اقبالؒ کے اس دل پذیر مصرع کے جلو میں ان کے مندرجہ ذیل دو فارسی اشعار بھی دلا دیے ہیں۔

بملا زمان سلطان خبرے و ہم نہ یادے
کہ جہاں تو ان کہہ فتن بہ نائے دل گذارے
رہ عاقلی نہ پاکن، کہ نہ اور تو ال رسیدن
بہ دل نیاز مندے، بہ نگاہ پاک یارے

سچ ہے نوائے دل گذارے سارا جہاں سخن کیا جاسکتا ہے اور عقل و دانش کی بجائے غلط رسائی کے لئے دل نیاز مند اور نگاہ پاکباز چاہیئے۔ پاکستان کے قیام کو دیوانے کے خواب سے تعبیر کرنے کے باوجود قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی نوائے دل گذارے، نگاہ پاکباز اور دل نیاز مند کے اوصاف حمیدہ کا اعتراف اپنوں سے بڑھ کر غیروں نے کیا۔ بانی پاکستان کو گاندھی جی نے تحریر و تقریر میں قائد اعظم کہہ کر خطاب کیا جس کے معترف بالآخر فرنگی حاکم بھی ہو گئے۔ ہر چہ پارہ جانب سے لامتناہی مخالفت کے

یا وجود قائد اعظم مسلمانان ہند کا سیاسی مقدمہ کمال فہم و فراست کی گواہی دیتا ہے۔
 جب درجن بیکان و دل لہتے رہے اس جنگ آزمائی کے دوران حضرت
 علی کی تاریخ شہادت ۲۱ رمضان آجاتی ہے۔ اہم ترین سیاسی
 مصروفیات کو محمد علی جناح نے ایک قلم ملتوی کر دیا۔ اسم یا اسمی
 ہونے کا یہ بدیہی ثبوت تھا جسے کانگریسی مسلمانوں نے فرقہ پرستی
 سے تعبیر کیا تھا۔

بانی پاکستان کی راہ میں کانٹے بونے والے فرنگیوں اور ہندوؤں کے
 آکر کاہ کیسے کیسے جفا در کی لپیڈ تھے اس امر کا حیرت انگیز انکشاف
 ڈاکٹر وحید احمد کی تالیف سے ہوتا ہے جو میاں سرفضل حسین بانی پنجاب
 یونیورسٹی پارٹی کے ۵۴۳ خطوط کا مجموعہ ہے۔ ۶۲ صفحات پر مشتمل
 جسے پاکستان پریس رچ سوسائٹی لاہور نے شائع کیا ہے۔
 صاحبان تحقیق و تدقیق کے لئے ڈاکٹر وحید احمد صاحب کی سیرت و
 کاوش بلا شک و شبہ نہایت گہراں بہا ہے۔

اس آئینہ میں وہ معروف شخصیات نظر آتی ہیں جن پر غالب کا
 یہ شعر صادق نظر آتا ہے۔
 ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
 دیتے ہیں دھوکا یہ بانہ کی گہلا

محمد اور علی کو بصدق دل و بعزم راسخ ماننے والے جناح کے خلاف
 سرگرم رہنے والوں میں پیش پیش نظر آنے والے ابھی حنفیہ تحریکوں کے
 حوالہ سے ڈاکٹر وحید کی تحقیق و تدقیق کے نتیجے میں بے نقاب ہو کر رہی
 رہے۔ صداقت ہمیشہ چھپی نہیں رہتی۔ اس زمرہ میں شامل چند
 حضرات کے نام ہائے اور اسم ہائے گہرا حلیہ ہیں۔
 سیاسی گمراہ میاں سرفضل حسین کے سیاسی پیچھے اور بجاہری سر
 شفاعت احمد خاں، سرسکندہ حیات خاں۔ سرفروغ خاں لون۔ میاں

احمد یار خاں دولتانہ، دینرہ وغیرہ جو
 اند کے حال دیکھ گفتم و بس منفعل
 کہ دل آذر رہے شوقی ورنہ سخی لیسا است

انتہائی لاعلمی اور کبر سخی کے باوجود مجھے ۹ جولائی ۱۹۴۷ء
 کا وہ دن یاد آتا ہے جب میں ممتاز شاہنواز عرف تانہی مرحومہ
 نے راجم السطور کو نئی دہلی میں قائد اعظم کے حضور پیش کیا تھا اور
 اس ناچر کی زبان سے بے اختیار یا علی مدد کے الفاظ سن کر بانی
 پاکستان نے گرم جوشی سے ہاتھ ملا لیا تھا۔ قیام پاکستان سے
 متعلق دل گدازہ داستانوں میں یہ منفرد داستان ہے۔

سفینہ چاہئے اس بحر بیکران کے لئے

”علی علی کہاکر“

خاکپائے آل عبا، نثارِ فاطمہ، عابدی۔ عابدی ہاؤس
رہنویہ سوسائٹی۔ کراچی

عیسوی سن اٹھارہ سو ستاون

ایک شکستِ فتح بہ درامن
مرزا غالب کی لبرہ اوقاتِ نیشن پر تھی یوں ۱۸۵۷ء میں بند
ہونے کے بعد شہر میں بحال ہوتی تھی۔

مرزا غالب اپنے خطوط میں لکھتے ہیں

”میرا دار و گیر سے بچنا کہ امتِ اسلام اللہ ہی ہے اور نیشن کا ہاتھ آنا
عظیمہ بد اللہی ہے۔ یہ کام خدا سزا ہے یہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام“
ایک خط میں غالب نے لکھا

”مشرک وہ ہیں جو تم مسلمانوں کو الودالائکہ کا ہمہ ملنے دوزخ
اُن لوگوں کے واسطے ہے۔ امامت من اللہ ہے اور امام من اللہ علی
علیہ السلام ہیں۔ شجرِ حسن و حسن۔ اسی طرح تا مہدی موعود علیہ السلام
بریں زیست ہم ہیں بلکہ ہم۔ شراب کو حرام اور اپنے کو عاصی سمجھتا ہوں۔
اگر مجھ کو دوزخ میں ڈالیں گے تو میرا جلا نام مقصود نہ ہوگا بلکہ دوزخ
کا ایندھن بنوں گا۔ دوزخ کا آہنچ کو اور تیز کروں گا تاکہ مشرکین
و منکرین نبوت مصطفوی و امامت مرتضوی اس میں جلیں“

ایک اور خط میں تحریر فرماتے ہیں

”صاحب! بندہ اثناعشری ہوں ہر مطلب کے خاتمہ پر اکاہندہ

لکھا کرتا ہوں خدا کرے میرا خاتمہ بھی اسی عقیدہ پر ہو۔ خدا کے بعد
نبیؐ اور نبیؐ کے بعد امامؑ یہی ہے مذہب حق و الاسلام والا کرام۔
علیؑ علیؑ کہا کر اور فارغ البال رہا کر۔“

ایک اور خط میں لکھا ہے۔
”دوسرا مرتضیٰ تبديل مذہب عیاذ باللہ، علیؑ کا غلام
کبھی مرتد نہ ہوگا“

نیز لکھتے ہیں۔

”عظیمہ حضرت یونسؑ جو سیف الحق پہنچا میں نے اس کو بلا تکلف
عظیمہ مرتضیٰ سمجھا۔ علیؑ مرتضیٰ علیہ الحقیقۃ والذنا آپ کا دادا اور میرا آقا
خدا کا احسان ہے کہ میں احسان مند بھی ہوں تو اپنے خداوند کے پوتے کا“
نثری عقیدت کے علاوہ منظم عقیدہ بلا حلف ہو۔
غالب ہے کہ تہ فہم تصور سے کچھ پرے
ہے عجز بندگی جو علیؑ کا کہنا ہے!

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بڑے دوست
مشغولی حق ہوں، بندگی بڑے نثر اب میں!

بیعت خدا سے ہے مجھ بے واسطہ نصیب
دستِ خدا ہے نام میرے دستگیر کا

جسمِ اطہر کو تیرے دوشیں پیمر مینبر
نام نامی کو تیرے ناصیہ سرکش نکلیں

نہ خونیکہ درہ کر بلا شد سبیل
ادا کردہ وام نہ مانِ خلیلؑ

نہجہ دینی در نبی و امام
علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام

عز کار خدا بہ عسر محشر کند علی

یزدال کہ راز خویش نبی را بہ لب سپرد
یزدال کہ سوز خویش علی را بحال نہاد

عاشق لیکن نہ دانی کنز غم و بیگانہ ام
پوششیارم با خدا و با علی دیوانہ ام

نبی را نہ میدم بہ بیمان او
خدا را پرستم بہ ایمان او

خدایش نہ و انیست ہر چند گفت
علی را تو اتم خداوند گفت

بزم ترا شمع و گل، خستگی بود ترا آب
ساز ترا، نہ میدم واقعہ کہ بلا

درد من بود غالب یا علی ابو طالب
نیست بخل یا طالب اسم العظم از من پرس

غالب نام آورم نام و نشانم میرس
ہم اسد اللہم و ہم اسد اللہیم !

حضرت امام حسین علیہ السلام کی منقبت میں ایک شعر
فرمودہ غالب ملاحظہ ہو۔

مزد شفاعت و صلہ صبی و خوں بہا
چیزے نہ کس نخو استہ الا کس لیتن

• کتاب علی علی حصہ اول ضرور پڑھئے قیمت ۱۵ روپے۔

• کتاب شیعہ حاکم کٹری جس کو ہزاروں روپیہ خرچ
کمر کے تیار کیا گیا ہے۔ اس ڈاکٹر کٹری کے اندر کراچی کے تمام وہ پتہ دار
ہیں جن کی آپ کو ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ اگر یہ ڈاکٹر کٹری آپ کے
پاس ہے تو پھر آپ کو اپنے مذہبی پردہ و گرام کو کامیاب بنانے کے لئے
زیادہ پریشان نہ ہونا پڑے گا۔ قیمت دس روپیہ

• کتاب افکار سین العلماء یعنی عظمت حسین
یہ ایک عظیم کتاب ہے جس کے اندر سرکار سید العلماء علی نقی صاحب
قبلہ کے ۲۵ عدد متناہین جو امام حسین علیہ السلام کی عظیم شخصیت پر
بھر پور روشنی ڈالتے ہیں۔ قیمت ۱۴ روپے

جان ارشدی سے کم اجرت پر کاپی پیسنگ اوس

کام کام انجام دیا جاتا ہے۔ لہٰذا جو
کے مجموعوں۔ مرتبوں اور مذہبی تبلیغی

تثابث

کتاب کی کتابت میں خصوصی رعایت سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

خط و کتابت کا پتہ۔ سید محمد یوسف رهنوی بابر ڈاک اسٹور آخری بس اسٹاپ
سکڑ ۱۴۔ اے اور نئی ٹاؤن کراچی

امیر المؤمنین امام عظیم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت، تجہیز و تکفین مرقد علوی کی کہانی تاریخ کی زبانی یہ وہ جگہ ہے جہاں ج بھی مجرے ہوتے ہیں!

قتل ایک جرم ہے مگر قتل کی نوعیت، مقتول کی حیثیت اور اس پر مرتب ہونے والے نتائج و اثرات کے اعتبار سے اس کی سنگینی اور سزا کے درجوں میں فرق ہو سکتا ہے۔ ایک عام فرد کا قتل جرم اور بڑا جرم ہے مگر قتل مؤمن اس سے بھی بڑھ کر جرم ہے جس کی سزا اللہ قرآن کی آیتوں سے دو زخ کا دائمی عذاب ہے اور امیر المؤمنین امام المتقین کا قتل تو ہر اعتبار سے سنگین جرم اور عظیم عار ہے تھا۔ جس نے دینی حلوں کو یا مال اور اسلامی قدروں کو مجروح کر دیا۔ اس لحاظ سے قابل دُعا و آئینہ میں شدید ترین عذاب کا مستحق ہو گا۔ یہ ایک عابدِ شب زندہ دار کا قتل تھا جو محرابِ سجدہ میں اور سجدہ باری تعالیٰ کی حالت میں واقع ہوا۔ قاتل نے اور قتل کرنے والوں نے جو اس کی بے ایمانی سے نہ مسجد کے تقدس کا خیال کیا نہ نماز جیسی اہم اور مستبرک چیز کا احترام ملحوظ رکھا، نہ سجدہ باری تعالیٰ کی حالت پر نظر کی اور اس نازی کا خون بہا یا جو اسلام کا پاسبان، ثانی قرآن اور سدا پائیمان تھا۔ یہ قتل جناب علی المرتضیٰ کا قتل نہ تھا بلکہ اسلام کا قتل نہ تھا۔ کل ایمان کا قتل تھا۔ اس سانحہ کا ایک افسوسناک پہلو یہ تھا کہ یہ حادثہ اس وقت ایک سو چھی اسیکیم کے تحت رونما ہوا۔ جب حضرت لشکر و سپاہ جمع کر چکے تھے اور دو چار دن کے بعد شام کی طرف کوچ کرنے والے تھے تاکہ ایک فیصلہ کن جنگ لڑ کر خلافت کا حشر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیں مگر ایسا نہ ہو سکا اور اس قتل کے نتیجہ میں

غیر شرعی اقتدار کے قدم مضبوط ہو گئے اور اُفق اسلام پر فسادات و گمراہی کی گھٹائیں چھا گئیں۔ قاتل امیر المؤمنین ابنِ ملجم، خارجی تحریک کی اس جماعت کا ممبر تھا جو کسی مضبوط ہاتھ کے اشاروں پر نالوج رہی تھی۔ علین اس وقت جب حضرت علی علیہ السلام شام کے حملہ کے لئے روانہ ہونے کی تیاریاں کر رہے تھے ابنِ ملجم کا وارہ کرنا یہ بتا رہا ہے کہ اس کی رت میں بہت بڑی سازش تھی۔ اور امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے قتل کے انتظامات ابنِ ملجم کے ذریعہ امیر معاویہ نے کئے تھے جس کا اقرار خود ابنِ ملجم ملعون نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

”میں نے حضرت امیر معاویہ“ کے کہنے سے ایسا فعل کیا مگر۔ افسوس کوئی فائدہ ہر آئندہ نہ ہوا۔ اب ذرا حسب ذیل امور پر خوب اچھی طرح دھیان دیجئے۔ اگر کوئی شخص ناگہانی طور پر قتل کر دیا جائے اور اس کے دو دشمن ہوں۔ ایک ضعیف دوسرا قوی تو شخص اس بنا پر کہ ضعیف دشمن کی تلوار سے مقتول کا خون ٹپک رہا ہے۔ قوی دشمن کو عدلیہ نظر انداز کر سکتی ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ مقتول کے قتل سے اصل فائدہ اس بڑے دشمن کو حاصل ہوا ہو حضرت علیؑ کے بڑے دشمن معاویہ تھے۔ ان ہی کو یہ خوف ہر وقت دامنگیر تھا کہ اب کی مرتبہ اگر علیؑ نے لشکر جمع کر لیا۔ جیسا کہ جناب امیرؑ کر بھی رہے تھے لہٰذا تم میری غیر نہیں ہے چنانچہ حضرت علیؑ کے قتل سے ان کے لئے کھلی کے چراغ جل گئے اور چند دنوں میں ممالکِ محروسہ اسلامیہ کے بلا مرکزت غیر بادشاہ بن بیٹھے۔

(۱) شہادت الغرض رمضان المبارک کا مہینہ آگیا اور جبنا امیر علیہ السلام مسجد کوفہ میں خطبہ کے ساتھ برابر کوفیوں کو ملاقات کرتے رہے مگر ان پر مطلق اثر نہ ہوا۔ راولوں کا بیان ہے کہ رمضان المبارک کی انیس تاریخ بڑھکی رات کو اپنی دختر جنابہ ام کلثومؑ کے یہاں تشریف فرما تھے نماز مغرب سے فارغ ہوئے تو روزہ افطار کرنے کے لئے آپ کی صاحبزادی نے جو کی دو روٹیاں

ایک پیالہ دودھ کا اور ایک شتری میں نمک رکھ کر پیش کیا۔ آپ نے خوان کو دیکھا اور فرمایا کہ "اے بیٹی ستم ایک خوان میں کھانے کی دو چیزیں پیش کرتی ہو کیا ستم کو معلوم نہیں کہ میں اپنے بیچا زاد بھائی جناب رسول خدا کی میری کمرہ باز ہوں اور کبھی نہ ادا نہیں کیا کہ ایک وقت میں دسترخوان پر دو قسم کی چیزیں ہوں۔ اے بیٹی دنیا کی حلال باتوں کا حساب لیا جائے گا اور حرام کاموں کا عذاب ہوگا۔ خدا کی قسم! میں روزہ افطار نہ کروں گا جب تک ستم اس میں سے ایک چیز نہ اٹھا لو گی۔" اس سلسلہ میں مولا کا ایک قول بھی لکھتا چلوں۔

(۲) حضرت علی علیہ السلام کا قول آپ ہی کی زبانی!

جناب امیر علیہ السلام افطار روزے کے وقت اس قدر دوتے کہ آپاں لباس مبارک تو پہن جاتا۔ لکھنے دریافت کیا کہ یا امیر اس روزے کا سبب کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ افطار کے بعد میرے روزے کا سبب یہ ہے کہ ہمیں معلوم میرا رزق حلال ہے یا حرام لہذا رات حلال ہونے کے نہیں معلوم کہ اس کے حساب سے کیونکہ عہدہ برائوں گا؟ اور یہی رات حرام ہونے کے نہیں معلوم کتنا عذاب ہوگا۔؟ خدا ہی جانتا ہے کہ روزہ شریعتی کا کیا حال ہوگا۔

جناب ام کلثوم نے دودھ کا پیالہ اٹھا لیا اور آپ نے چند لقمے نان بولس کے تناول فرمائے اور حسب معمول مصلائے عبادت میں گھر طے ہو گئے مگر آج بار بار صحن میں نکلتے اور آسمان کی طرف نظر کرتے اور ڈوبتے اور جھللاتے ہوئے ستاروں کو دیکھتے پھر مصلائے عبادت پر تشریف لے جاتے اور فرماتے "خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں کہتا اور نہ تجھے غلط بتایا گیا ہے۔ یہی وہ رات ہے جس میں میرے شہید ہونے کی خبر جناب رسول خدا نے مجھے دی ہے۔" آپ کرب و اضطراب کی حالت میں کبھی سو رہے لیکن کی تلاوت کرتے اور کبھی اخذ اللہ واذا الیہم راجعون اور کبھی لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی اعظم

پڑھتے اور کبھی کہتے خدا یا موت کو میرے لئے بابرکت قرار دے۔ اپنے پاس بلانے میں برکت اور کرامت فرما۔

حضرت ام کلثوم نے یہ کیفیت دیکھی نہ عرض کیا کہ بابا آج آپ اتنے پریشان کیوں ہیں۔

فرمایا "بیٹی! آخرت کی منزل درمیش ہے اور میں اللہ کی بارگاہ میں جانے والا ہوں۔"

(۳) جناب التمام کا خواب میں کہ شہادت کی کشتی

بعض روایتوں میں ہے کہ اس شب آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا کہ میں نے شب کو خواب کی حالت میں جناب سرور کائنات کو دیکھا کہ وہ جناب اپنے دست مبارک سے میرے چہرے کا عذاب صاف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے بھائی اب میری طرف چلے آؤ کیونکہ جو کچھ تم پر واجب تھا اس کو ستم نے ادا کر دیا۔

آپ گھڑی گھڑی صحن میں تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے آج یہ وہی رات ہے جس میں میرے شہید ہونے کی خبر جناب رسول خدا نے مجھے دی ہے اور میں خدا سے ملنے کا مشتاق ہوں، اے بیٹی! میں اس رات کی صبح کو شہید ہوں گا۔ ابھی کچھ رات باقی تھی کہ ابن شباہ مؤذن نے حاضر ہو کر نماز کے لئے عرض کیا۔

حضرت کا دامن پکڑ کر لٹخوں کی فریاد کہ

"مولا آج گھر سے خفا جائیں!!"

مؤذن کی آواز سن کر حضرت سجد کے ارادہ سے اٹھ کر کھڑے ہوئے دھوکا، کمر مبارک میں ٹپکا باندھا وسط صحن میں تشریف لائے لڑان لٹخوں نے جو گھر میں بیٹھتی تھیں خلاف عادت آپ کا راستہ روکا اور بات دیکھ لیا کہ غل جالنے لگیں اور آپ کا دامن پکڑ لیا۔ اپنی زبان (لہجہ) میں مولا سے

تساویہ فریاد کر رہی تھیں کہ میرے مولا آج گھر سے نہیں جلیے کیونکہ دشمن اسلام آپ کے پیچھے لگا ہوا ہے ایک خادم نے ان کو آگے سے ہٹانا چاہا تو آپ نے منع کر دیا۔ "ان کو کچھ نہ کہو یہ کچھ پر نالہ و فریاد کر رہی ہیں کیونکہ آج کے بعد انھیں میرا زخم گہرا پڑے گا۔ انھیں جس وقت جناب امیر علیہ السلام گھر کے دروازہ سے باہر بہنے لگے ایک کیل ٹپکے میں اُلجھ گئی اور ٹپکا کھل کر کمر مبارک سے علیحدہ ہو گیا آپ نے دوبارہ کس کمر سے باندھ لیا اور فرمایا "یا الہی تو موت کو میرے لئے مبارک کہجیو اور ایسے دیدار کو مبارک" اس کے بعد یہ اشتعال زبان بہ جاری کئے (ترجمہ: موت میرے مضبوط باندھنے کیونکہ وہ کچھ سے ضرور ملاقات کرے گی۔ موت سے خوف نہ کھا، جب وہ تیرے گھر میں نازل ہو، زمانہ سے دھوکا نہ کھانا جب وہ تیرے ساتھ چلے۔"

جناب ام کلثومؓ فرماتا امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں آپیں اور عرض کی آج کی رات بابا نے اس عالم میں بسر کی ہے اور اپنے مرنے کی خبر سننا کہ مسجد روانہ ہوئے ہیں۔ امام حسنؓ یہ سننے ہی مسجد کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں حضرت بل گئے۔ امام حسنؓ نے حضرت کی خدمت میں عرض کی بابا ابھی تو ثلث شب باقی ہے آپ آج اتنی جلدی مسجد کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ لڑا حین حسنؓ میں نے ایک خواب دیکھا ہے، بابا وہ خواب کیا ہے مجھے بھی سنائیے۔

(۵) حضرت کا خواب میں حضرت جبریلؑ کو دیکھنا

حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹا میں نے دیکھا ہے کہ جبریلؑ امین آسمان سے کوہ ابو قیس پر نازل ہوئے ہیں اور وہاں سے دو پتھر اٹھا کر خانہ کعبہ کی چھت پر آئے پھر انھوں نے دونوں پتھروں کو ایک دوسرے پر اس زور سے مارا کہ وہ خاک ہو گئے پھر وہ خاک انھوں نے ہوا میں اڑا دی تاکہ اور مدینہ میں کوئی گھر ایسا نہیں جہاں وہ خاک نہ پہنچی ہو۔ "بابا! تو پھر اس کی تعبیر کیا ہے؟" امام حسنؓ نے پریشان ہو کر

دریافت کیا۔ "بیٹا اگر میرا یہ خواب سچا ہے تو سمجھ لو کہ تمھارا باپ قتل کر دیا جائے گا اور مکہ اور مدینہ میں کوئی گھر ایسا نہ ہوگا جہاں اس مصیبت کا اثر نہ ہو۔ بابا کیا آپ یہ فرما سکتے ہیں کہ ایسا ہوگا کب؟" مجھ کو رسول اللہؐ نے خبر دی ہے کہ ماہ رمضان المبارک کے آخری دن دس روزوں میں سے ایک روز میری شہادت واقع ہوگی اور ابن طحمرادی اس فعل کا مرتکب ہوگا۔ بابا! جب آپ اپنے قاتل کو پہچانتے ہیں تو اس کو قتل کیوں نہیں کر دیتے بیٹا جرم سے پہلے قصاص لینا جائز نہیں ہے۔ بیٹا اتنا جان لو کہ اگر حق و انصاف ملکر اس ہونے والے واقعہ کو بدلنا چاہیں تو اس پر قادر نہ ہوں گے لہذا بیٹا تم گھر جا کر آرام سے نماز صبح پڑھو۔ امام حسنؓ نے فہم کی کہ بابا میں ضرور آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ اس پر آپ نے اپنے حق کی قسم دے کر آپس کر دیا۔

امیر المؤمنینؓ، امام حسنؓ کو رخصت کر کے تسبیح و تقدیریں کرتے ہوئے مسجد کوفہ میں داخل ہوئے ابن بلجم۔ شت و سوان اور اشعث بن قیس سازشی مسجد میں پہلے ہی موجود تھے۔ مسجد کی قندیلیں کل گئیں آپ نے اسی تاریکی میں خیر کعت نماز ادا کی اور کچھ دیر تک تسبیح و غیرہ میں مشغول رہے پھر بام مسجد پر تشریف لاکر صبح کی سفیدی سے خطاب کیا کہ "تو ایک دن بھی ایسے وقت طلوع نہیں ہوئی کہ میں سویا ہوا ہوں۔" اس کے بعد کالوں پر انگلیاں رکھ کر اذان ادا کی اس اذان کی آواز کوفہ کے ہر گھر میں سنائی گئی۔ کلیرتہ اذان سے اتر کر الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہتے ہوئے لوگوں کو جگایا۔ ان سونے والوں میں ابن بلجم بھی تھا۔ اوندھا پڑا ہوا تھا اس کو مخاطب کر کے کہا اے شخص اس طرح نہ لیٹ کیونکہ اس طرح اوندھے لیٹے کہ اللہ ناپسند کرتا ہے۔ اس طرح شیطان اور جہنمی لوگ لیٹے ہیں۔ داہنی کمر وٹ لیٹ اس طرح علما و لیٹے ہیں یا بائیں کمر وٹ لیٹ کہ اس طرح حکماء لیٹے ہیں۔ یا جت لیٹ کہ اس طرح انبیاء و خدا لیٹا کرتے ہیں۔ اچھا اٹھ نماز پڑھ اور یہ بھی زبان مبارک سے فرمایا۔ تیرے

دل میں ایک ایسا ارادہ ہے جس سے قریب ہے آسمان بھٹ پڑے اور زمین دھنس جائے۔ اور اگر یوں چاہوں تو یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ میرے دامن کے نیچے کیا چیز ہے پھر وہاں سے گزرا کہ حجاب مسجد میں تشریف لائے اور نماز گھر لے گئے پھر وہاں سے گئے اور صفیں باندھ لیں تو عین اس وقت جبکہ وہی رسول و عاشق خدا ابوالاعلیٰ امین بنی ہاشم بن عبدالمطلب ہو کر غمت الہی میں محو و سرسبز ہو چکے تھے اور دل کو راز و نیاز الہی میں مصروف کر دیا کہ اتنے میں شفیق اذنی ابن ملجم مرادی ملعون نے زہر سے بھی ہوئی تلوار سے سر پر وار کیا یہ تلوار بھی اسی جگہ لگی جس جگہ جنگ خندق میں عیون عبد ود کی تلوار لگ چکی تھی ضرب کے لگنے ہی آسمان سے آواز آئی اللہ قتل الامیر المؤمنین، آگاہ ہو کہ امیر المؤمنین قتل ہو گئے اور جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہا "قتل ہے کعبہ کے رب کی کہ میں اپنے مفقود میں کامیاب ہو گا۔" جناب امیر کے تلوار کا وار لگنے ہی خون کے فوٹے لے بھوٹ پڑے۔ آپ کو زخمی حالت میں حجاب مسجد سے اٹھا کر صحن مسجد میں لائے خلعت جمع ہوئی سب پوچھتے تھے کہ آپ کس ملعون شقی نے زخمی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا "جلد ہی نہ کرو۔ اسی ملعون نے مجھ کو زخمی کیا ہے جس کو ابھی ابھی مسجد کے دروازے سے بچ کر لائیں گے۔ پھر آپ نے دروازہ کی طرف اشارہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ قبیلہ عبید القین کا ایک شخص عبد الرحمن ابن ملجم کو پکڑے ہوئے لے رہا ہے۔

فقہائیں ہوا زین کو رخ رہی تھیں کہ برادر رسولؐ مار ڈالے گئے علی مرتضیٰ شہید ہو گئے۔ خدا کی قسم سید الاوصیا قتل ہو گئے جس وقت شہزادیوں نے یہ آواز سنی "والتاہ وعلیہا و محمدؐ اذین" کی فریادیں بلند کیں جسٹین سرور یا برہنہ ڈھرتے ہوئے مسجد میں آئے دیکھا امیر المؤمنین ضربت کی شدت سے خاک و خون میں کہ وہیں بدل رہے ہیں، لوگ چاروں طرف جمع ہیں۔ بجائے آہ و نزاری کے زبان پر یہ جملہ

ہے۔ اللہ سے مدد چاہتا ہوں۔ رسول اللہ کی ملت پر ہوں۔ آپ نے قاتل کو دیکھتے ہی لوگوں کو اس کو مارنے سے منع کیا اور اپنے پاس بیٹھ گئے کہہ!۔

قاتل سے جناب امیر کا خطاب

آپ نے قاتل ابن ملجم ملعون کو مخاطب کر کے کہا اے بھائی کیا میں تیرے حق میں برا امیر تھا اس پر قاتل نے سر نہلات اٹھا کہ کہا ہرگز نہیں پھر جناب امیر نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے کہ کس امر کے سبب تو نے ایسا فقد کیا کہ مجھے زخمی اور میرے فرزندوں کو یتیم کیا۔ اے ملعون دیکھ لے میرے نصیب میں شہادت کا مرتبہ آیا تو میرے ہر طرح انجام بخیر ہونے کا ہمتا نہ لے ہے اور میری میری ابدی کامیابی ہے۔

کسے برا میسر شد ایں سعادت!

بر کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت!

• جو فیصلہ خلفائے ثلاثہ کے ادوار میں نہ ہوا، جنگ جمل میں نہ ہوا، صفین کے یل و نہار میں نہ ہوا۔ مگر ابن ملجم کی تلوار نے وہ فیصلہ کر دیا۔

قاتل سے آپ کا برتاؤ!

اسی اثناء میں کچھ لوگ آپ کے لئے دودھ کا پیالہ لے آئے آپ نے کہا کہ پہلے اس کو (قاتل) بلاؤ بعد میں میں پیوں گا۔ ابن ملجم کو قید خانہ میں تھبید یا گیا اور آپ نے حکم دیا کہ اس کو کسی طرح کی تکلیف نہ دینا جب میں وفات پا جاؤں تو جس طرح (ایک وار میں) اس نے مجھے زخمی کیا اور قتل کیا اسی طرح اس کے ساتھ کرنا۔ اپنی وفات تک اپنے قاتل قیدی کا حال دریافت کرتے تھے اور معلوم کرتے تھے کہ اسے کھانا کھلایا یا نہیں۔ اگر جواب نفی میں ہوتا تو فوراً حکم دیتے جاؤ اس کو ابھی کھانا کھلا دو۔! دیکھا آپ نے یہ ہے اسلام کے رہنمائے صادق کی شان!

یہی وہ بزرگ مہدی ہے جس نے رسول کے بعد اسلام حقیقی کی تعلیم دی۔ قاتل سے اچھائی کا برتاؤ صرف آپ ہی کا کام تھا۔ اور آج تک دنیا ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

قاتل امیر المومنین کے بارے میں جناب رسول کی پیشگوئی

ابن ماجہ خود روایت کرتے ہیں کہ میں نے خود جناب رسول خدا کو یہ کہتے سنا ہے کہ "گذشتہ دور میں سب سے بد بخت شخص قدار بن سالف ناقہ صالح کا قاتل تھا اور آئندہ لوگوں میں سب سے زیادہ شقی علی ابن ابی طالب کا قاتل ہوگا۔"

تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۸۹ کے مطابق آپ کی شہادت ۱۹/۱۱ ماہ رمضان بروز چہار شنبہ صبح کو بحالت سجدہ نماز ابن ماجہ ملعون کے ہاتھوں نہروند تلوار سے ضرب لگی اور جمعہ ۲۱/۱۱ ماہ رمضان کو آدھی رات سے کچھ پہلے انتقال فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

"بحان اللہ بکعبہ ولادت مسجد شہادت،، اسی عمر (یعنی ۶۳ سال) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تھا۔"

وجہ شہادت جناب امیر علیہ السلام

صفین کے سازشی فیصلہ حاکمین کے بعد حضرت علی علیہ السلام اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ اب ایک فیصلہ کن حملہ کرنا چاہیے تھا چنانچہ آپ نے تیار ہی شروع کر دی تھی یہاں تک کہ حملہ کی تیاریاں کچھ دن ہی کے اندر بالکل مکمل کر لیں، دس ہزار سپاہیوں کے دستہ کا سردار حضرت امام حسن علیہ السلام کو، دس ہزار کا سردار قیس بن سعد کو اور دس ہزار کا سردار ابوالایوب انصاری کو مقرر کیا۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ فوج کی جو مکمل فہرست تیار ہوئی اس میں چالیس ہزار آندھوہ کار، اہل اسبابی اور آٹھ ہزار مزدور شامل تھے لیکن کوشح کا دن آنے سے پہلے معاویہ نے حضرت

علیہ السلام کا تیار ہی سے خوف زدہ ہو کر انھیں ایک سازش کے ذریعہ اپنے کا زندگ ابن ماجہ اور اس کے ہمراہیوں کے ذریعہ "باب مدینۃ العلم" کو ڈھک دیا۔ ابن ماجہ نے علی کو قتل نہیں کیا بلکہ پوری امت مسلمہ کو قتل کر ڈالا اور اسلامی تاریخ کا دھواں مای بدل ڈالا۔ اور اسلام کے بہت بڑے ستون کو گدایا جس سے اسلام "ڈولنے لگا۔"

وقت آخر آپ کی مسلمانوں سے وصیت!

صبح ہوتے ہوتے اس واقعہ کی خبر تمام شہر میں پھیل گئی لوگ جوق درجوق خلیفہ ہجر کی عیادت کو چلے آ رہے تھے چنانچہ حضرت علیؑ نے ان آنے والوں کو کچھ نصیحتیں کیں جو ذیل میں درج کر رہا ہوں یہ وہ انمول سچول ہلی جن کو آپ ہی کی زبان مبارک ادا کر سکتی ہے۔

(۱) سوائے خدا کے واحد کے اور کسی کی پرستش نہ کرنا۔

(۲) سنت رسول اکرم کے پابند رہنا۔

(۳) اہلبیت نبویؑ کی ہدایت پر عمل کرنا۔

(۴) دنیا سے محبت نہ کرنا۔ اور اس سے ہمیشہ عافیتی چیز سمجھنا۔

(۵) اللہ کی راہ میں اپنے مالوں، نہ بالوں، اور جانوں سے جہاد کرنا اور خدا کی راہ میں مال خرچ کرنا۔

حضرت امام حسن علیہ السلام سے وصیت!

جب لوگوں کو وصیت کر چکے تو یکے بعد دیگرے اپنے بیٹوں یعنی پہلے حضرت امام حسن علیہ السلام سے وصیت کی اس کے بعد امام حسین علیہ السلام سے۔ آپ نے کہا اے میرے بیٹے یہ وہ وصیت ہے جو علی ابن ابی طالب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور صحابی نے کی ہے۔

(۱) پہلی وصیت یہ ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اس کے رسول اور اس کے برگزیدہ اور اس کی تمام مخلوق

میں سب پسندیدہ ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ مردوں کو قبروں سے اٹھانے والا ہے۔ لوگوں سے ان کے اعمال کے متعلق پوچھنے والا ہے اور وہ دلوں کے راز سے واقف ہے۔

(۳) وقت پر نماز پڑھنا۔

(۴) مسیحی لوگوں کو زکوٰۃ دیا کرنا۔

(۵) خوشی اور غصے ہر حال میں انصاف کو ملحوظ رکھنا۔

(۶) ہمسایوں سے اچھا سلوک کرنا۔

(۷) مہمان کی عزت کرنا۔

(۸) تنگدست اور مصیبت زدہ لوگوں پر رحم کرنا۔

(۹) مسکینوں سے محبت کرنا۔ ان ہی کی مجلس میں بیٹھنا اور ان کی

تواضع کرنا یہ بہترین عبادت ہے۔

(۱۰) موت کو یاد رکھنا۔

(۱۱) مصیبتوں کا سامنا کرنا۔

(۱۲) ظاہر اور پوشیدہ میں خدا کا خوف رکھنا۔

(۱۳) اہمیت کے مقامات سے بچنا۔

دہا جب آخرت کا معاملہ سامنے آئے تو اسے پہلے شروع کرنا اور جب دنیا کا معاملہ پیش ہو تو اس میں دیر کرنا یہاں تک کہ اس میں بھلائی کی راہ معلوم ہو جائے۔

(۱۵) بڑا کام بھی کرنا وہ خدا کی رضا کے لئے کرنا۔

(۱۶) یوقوتوں سے لڑائی اور جھگڑا نہ کرنا۔

(۱۷) اپنی معیشت میں میانہ روش اختیار کرنا۔

(۱۸) جب تک کھانے میں صدقہ نہ نکال لو کھانا نہ کھاؤ۔

(۱۹) روزے رکھا کر وہ کہ وہ بدن کی زکوٰۃ ہے۔

(۲۰) دعا زیادہ کیا کرنا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام سے وصیت!

امام حسن علیہ السلام سے وصیت کرنے کے بعد آپ نے پھر حضرت حسین کو اپنے پاس بلایا اور نصیحت و وصیت کے یہ چند اصول موقی ارشاد فرمائے۔ اے میرے بیٹے!

(۱) خدا سے ڈرتے رہنا۔

(۲) دنیا کچھ چاہے کچھ تو اس کو نہ چاہنا اگر دنیا کی کوئی چیز ضائع ہو جائے تو اس پر افسوس نہ کرنا۔

(۳) حقیقات کہنا اور ثواب کی نیت سے عمل کرنا۔

(۴) ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بننا۔

(۵) یتیموں کے متعلق خدا سے ڈرنا۔

(۶) قرآن کے متعلق خدا سے ڈرنا کہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔

(۷) اللہ کی راہ میں اپنے مالوں، زبانوں اور جانوں سے جہاد کرنا۔

اپنے قاتل کیلئے آپ کا ارشاد!

پھر آپ نے فرمایا! میرے قاتل کو قید خانہ میں رکھو اسے اچھا کھانا دو، اس کو پانی پلاؤ۔ اس کا بستر نرم رکھو۔ اگر میں زندہ رہا تو میں خود اپنے حق کا وارث ہوں اور اگر میں مر گیا تو اس کو ایک ہی وار سے ختم کر دینا۔

بنی عبد المطلب سے آپ کا ارشاد!

اے بنی عبد المطلب ایسا نہ ہو کہ تم میرے بعد مسلمانوں کے خون گمرانے لگو، اگر تم کہو کہ تم نے امیر المومنین کو قتل کیا ہے۔ خبر دہ میرے معاوضہ میں میرے قاتل کے سوا اور کسی کو قتل نہ کرنا اور پھر اس کے بعد صرف لا الہ الا اللہ زبان سے ادا کیا اور خاموش ہو گئے!۔

تجربہ و تفسیر

حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین، عبداللہ بن جعفر اور محمد بن حنفیہ نے ملکر آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق گھر کے ایک گوشہ میں جہاں پر لوح نعلی اس جگہ پر لٹا کر غسل دیا گھر کی دہلیز سے کفن اور حنوط ملے۔ فصل الخطاب کے مطابق امیر المومنین نے وہ کا فخر جو سید المرسلین کے بدن مبارک سے بچ گیا تھا اپنے پاس رکھ چھوڑا تھا۔ اور رحلت کے وقت فرمایا کہ اس کو میرے بدن پر ملنا۔ یہ کا فخر بھی آپ کے جسم مبارک پر مل دیا گیا۔ حضرت امام حسن نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور شب ہی کو آپ کی وصیت کی مطابق گھر سے ہنازہ لے کر چلے، تابوت کا اگلا حصہ خود بخود زمین سے اٹھا جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے تھے اور پیچھے کے حصہ کو جناب حسین علیہ السلام نے اپنے کاڑھوں پر اٹھایا یہ مختصر حضرات خاموشی کے ساتھ جناب امیر کے جنازہ کو لے کر نکلے۔ ایک مقام پر پہنچ کر یہ تابوت خود بخود گر گیا اور اگلا حصہ زمین پر آگیا سب لوگوں نے اس ہی مقام پر آپ کی وصیت کے مطابق قبر کھودی تو اس کے اندر سے ایک تابوت سنا کا بنا ہوا نکلا۔ آپ کو اس تابوت میں رکھ کر اس ہی مقام پر دفن کر دیا اور قبر مبارک کو زمین کی طرح ہموار کر دیا تاکہ بنی امیہ اور وہ لوگ جن کے بزرگ جنگ میں آپ کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے انتقامی جذبہ کے تحت آپ کی قبر کے ساتھ کتاخی نہ کریں۔ بروایت ارجح المطالب آپ نے دس ہزار کفایت شدہ کفن کو قتل کیا تھا جس جگہ پر آپ کی قبر مبارک واقع ہے اس جگہ کا نام نجف اشرف ہے۔

ایک معزور یہودی کی فریاد!

جب حسین علیہ السلام مولائے کائنات کو دفن کر کے گھر واپس آئے تھے تو راہ میں ایک عجب واقعہ دیکھنے میں آیا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آ رہی ہے جب یہ اس صدارت گئے تو آنکھوں نے دیکھا کہ ایک عزیز بوڑھا سر کے نیچے ایک پتھر رکھے ہوئے پڑا ہے اور بے چینی

سے رو رہا ہے جہاں اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے نہایت عاجزی سے کہا میں عزیز اور معذور ہوں میرا کوئی مددگار نہیں ہے۔ تیری تیمارداری کون کرے گا میں ایک برس سے اس شہر میں ہوں میرے پاس ایک شخص آتا تھا اور میرے سر پرانے بیٹھ کر پید مہربان کی طرح تیمارداری کرتا تھا۔ کیا تو نے اس شخص کا نام دریافت کیا تھا۔ ہاں پوچھا تھا لیکن اس نے کہا تجھے میرے نام سے کیا کام ہے میں تیری تیمارداری خدا کی خوشنودی کے لئے کرتا ہوں اس کا حلیہ کیا ہے؟ میں کیا بیان کر سکتا ہوں، میں تو اندھا ہوں کوئی نشان نہیں بتا سکتا۔ وہ میرے پاس تین روز سے نہیں آیا اور میری خبر گیری نہیں کی تجھے اس کی گفتگو اور خصلت سے کچھ واقفیت ہے۔ ہاں جب وہ میرے پاس آتا تھا تو ہمیشہ تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ گدیازین و آسمان اس کے ہم آواز ہیں جب میرے پاس بیٹھتا تھا تو کہتا تھا مسکین و عزیز ہے وہ جو مسکین و عزیز کے پاس بیٹھتا ہے۔ تجھے خبر نہیں معلوم کہ وہ کیوں تین روز سے نہیں آیا۔

حسین علیہ السلام کو آپ شبہ نہ تھا کہ کوئی دوسرا بجز ان کے پید نہ بزرگوار کے نہ تھا۔ غم نصیب شاہزادوں نے اس سے کہا اے بد نصیب اسے تلوار زہر آلود ماری گئی۔ اور ہم لوگ اس ہی بزرگ کو دفن کر کے آ رہے ہیں اور تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے بوڑھا یہ سن کر بچھاڑیں کھانے لگا اور قبر پر لے چلنے کے لئے بہت زور دیا حسین علیہ السلام نے اس کی التجا پوری کی اس نے نشان قبر پر آنکھوں سے ٹپٹلا، کلمہ توحید زبان سے ادا کیا۔ رسول خدا کی رسالت اور علی کی ولایت کی گواہی دی پھر قبر پر گم رہا اور مر گیا۔

آپ کی قبر مبارک کو فرسے پانچ میل دور اور بغداد سے ۱۲۰ میل جنوب میں نجف اشرف کے مقام پر واقع ہے۔ مرقدا امیر المومنین کا محل و مقام کا علم آئمہ اہلبیت اور مخصوص افراد کے علاوہ کسی کو نہ تھا اور علم قبر ہوتا بھی نہ کیونکہ جبکہ قبر مبارک ایک دیوانہ ٹیلے پر خاک کے اندر پہنچاں تھی نہ نشان قبر تھا

حضرت امام حسن علیہ السلام کا خطبہ شہادہت علی

کتاب تذکرہ حسینی مرتبہ مولفہ مولوی صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، ناشر کتاب شیخ غلام علی اینڈ سنز صفحہ نمبر ۶۵ اور ۱۰۲ میں اس طرح تحریر ہے۔ "فصول المہمہ میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو امام حسن علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا۔ پہلے تو خدا کی حمد کی اور بزرگوار اپنے نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر فرمایا آج کی رات خدا نے ایک ایسے شخص کو اپنے پاس بلا لیا جس سے نہ گزشتہ لوگ آگے بڑھ سکے نہ آئندہ کے لوگ اس کا مرتبہ پاسکتے ہیں۔ وہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش بدوش بہاد کرتا اور اپنے پیارے خون کو اسلام کا بول بالا کرنے میں پانی کی طرح بہاتا تھا اور پیغمبر صاحب کو اپنی ہمان اور مال خرچ کر کے کفار کی انڈیا سے بجاتا تھا آج وہ شخص دنیا سے اٹھایا گیا جسے رسول خدا نے اپنا جھنڈا (علم) دے کر غنیم کے مقابلے میں بھیجا اور میرٹل اس کے دائیں اور میکائیل بائیں طرف اس کی حفاظت کیا کرتے تھے (یہاں تک پہنچ کر آپ فرط محبت یدہا سے اور تمام لوگ فرط محبت شوق سے زاد و قطار روٹے گئے۔) پھر آپ نے فرمایا لوگو! میں بشیر و نذیر کا بیٹا ہوں۔ میں روشن چہرے کا فرزند ہوں۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں جو خدا کے حکم سے مخلوق کو برحق راہ کی طرف بلاتے تھے میں ان لوگوں کا بیٹا ہوں جن سے خدا نے گندگی دور کر کے خوب ہی پاک اور صاف ستھرا کر دیا میں ان اہلبیت میں سے ہوں جنکی دوستی خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں واجب ٹھہرا دی ہے چنانچہ خدا تعالیٰ فرمائی ہے (ترجمہ) رسول کہدوان لوگوں سے کہیں اجر و رسالت صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے قربت داروں سے محبت کرو۔"

جناب امیر علیہ السلام کی قبر کی دریافت

آپ کی قبر حضرت نوح علیہ السلام کی بنائی ہوئی تھی اس کا عمومی اہل

اس وقت ہوا جب خلیفہ ہارون الرشید عباسی سلمہ میں بڑے اقتدار آنے کے بعد کوفہ کے اطراف میں سینور و شکار کے لئے آیا اس دوران جناب امیر علیہ السلام کی قبر مبارک دریافت ہوئی۔

جناب امیر کی قبر مبارک کی کرامت کو دیکھ کر جاد شاہ وقت حیران رہ گیا!

ایک دن بادشاہ ہارون الرشید عباسی شکار کھیل رہا تھا اسی دوران شکاری کتے یا چیتے ہوا اس کے ساتھ تھے شکار کی غرض سے ایک سہن پہنچوڑ وہ ہرن بھاگتا ہوا اس مقام پر پہنچ گیا جہاں پر قبر مبارک مولائے کائنات تھی اس وقت ہارون نے بڑی کوشش کی کہ یہ شکاری کتے یا چیتے آگے بڑھ کر اس شکار کو کھڑے مگر ان جانوروں نے بالکل قدم نہیں بڑھایا اس بات سے ہارون کو بہت تعجب ہوا۔ اس نے اس بلا کی تحقیق کا حکم دیا کافی تفتیش کے بعد ایک شخص ہارون الرشید کے پاس آ نکلا اور ہارون الرشید سے کہنے لگا اگر میں تجھے تیرے ابن عم علی بن ابی طالب کا مرقد اطہر بتا دوں تو تجھے کیا انعام دے گا۔ ہارون کہنے لگا تجھے بزرگی کے ساتھ بہت کچھ انعام دوں گا وہ کہنے لگا یہی مقام ان کے مرقد کا ہے جہاں ہرن سکون کے ساتھ بے خوف و خطر کھڑا ہے اور شکاری جانوروں کو اس کے پاس جانے کی ہمت نہیں ہے۔ ہارون نے کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا وہ بولا کہ میرا باپ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ اس مقام پر زیارت کے لئے آیا کرتا تھا اور وہ اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ شرف لایا کرتے تھے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام اپنے والد بزرگوار جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی معیت میں یہاں زیارت کرنے آیا کرتے تھے اور جناب امام زین العابدین کو اس کا پورا علم حضرت امام حسین علیہ السلام سے حاصل تھا۔ ہارون الرشید نے اس مقام پر ایک عمارت تعمیر کرنے کا حکم دیا اور اس کے چاروں طرف کٹھنہ لگوا دیا۔ اب کیا تھا لوگ اس مقام کی زیارت

کہنے لگے۔ بڑا شفا چاہے وہ شفا یاب ہوگا!

حسین ابن حجاج بغدادی نے اپنے مداحیہ قصیدے میں کہا ہے کہ
"اے سرزمین بخت میں سفید گنبد کے مالک جو شخص آپ کی قبر کی زیارت کرے اور
شفا چاہے وہ شفا یاب ہوگا۔ جناب علی مرتضیٰ کی قبر حضرت نوح علیہ السلام
نے بنا لی!"

نہرۃ الیاف میں اس طرح منقول ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت نوح پیغمبر
علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ کشتی تیار کرو حضرت نے مقرر شدہ کشتی سے
کشتی تیار کی جب تین تختے باقی بچ رہے تو حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کی
خداوند! میں ان تین لوگوں یعنی سختوں کو کیا کروں جو کشتی بنانے کے بعد باقی
بچ رہے ہیں وحی آئی کہ اے نوح علی نامی میرا ایک دوست آخری زمانہ میں پیدا
ہوگا فلان جگہ کو کھود کر یہ تین تختوں کا تالوت بنا کر اس جگہ رکھ دے اور میں
ہر روز فرشتوں کو اس کی (علی) قبر کی زیارت کرنے کا حکم دوں گا۔
الغرض حضرت نوح علیہ السلام نے اس وحی کے مطابق آپ کی قبر مبارک بنادی
اور اس زمین میں چھپا دیا جب جناب امیر علیہ السلام کا انتقال ہوا تو آپ کو اپنی
وصیت کے مطابق اسی جگہ پر اب بخت اشرف کے نام سے مشہور ہے اور اسی قاعدہ
سے جس کا کہ ارشاد فرمایا تھا حضرت کو اس ہی مقام پر نوح مبارک کے
تالوت میں رکھ کر دفن کر دیا اور نہ زمین قبر کو بالکل ہموار کر دیا۔

قبر مطہر
آپ کی قبر مطہر بخت اشرف میں ہے
اصحاب کے اختلاف سے معلوم
ہوتا ہے کہ آپ کی لغش مطہر کو مدینہ

لے گئے یا مدینہ، جامع یاد دہانہ تھرا مارہ کے قریب دفن ہوئے یا یہ کہ ایک
اونٹ پر رکھ کر چھوڑ دیا گیا اور بڑوں نے (اس کو لے کر دفن کر دیا۔ یہ تمام روایتیں

غلط اور بے بنیاد ہیں کیونکہ حضرت علی کی اولاد سے زیادہ اور کون آپ کی قبر کا پتہ
بتا سکتا تھا اور نسبت دوسروں کے ہر شخص کی اولاد اپنے باپ کی
قبر سے زیادہ واقف ہوتی ہے اور بخت اشرف وہ مقام ہے جہاں آپ کی
اولاد برابر زیارت سے مشرف ہوتی رہی ہے جیسے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام جب عراق تشریف لائے تو بخت اشرف آکر آپ کی قبر مطہر کی
زیارت سے مشرف یاب ہوئے ابوالفرج اصفہانی مقاتل الطالیین میں
لکھتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اپنے پیر بزرگوار کو کہاں
دفن کیا تو فرمایا کہ ہم شب کے وقت حضرت کے بیت اشرف سے جو کوفہ
میں ہے نکلے اور مسجد اشعث ہوتے ہوئے غری کے پہلو (یعنی بخت)
تک پہنچے وہاں آپ کو دفن کیا (بحوالہ کتاب امیر المؤمنین از عالم جلیل
الہدایت علامہ ابن ابی الحدید معتزلی صفحہ نمبر ۱۳۱ و ۱۳۲)

امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی قبر کربلائی!
مومنین حضرات کس طرح قبر علیؑ تک پہنچے!!

جناب امیر علیہ السلام کی قبر کو لوگوں نے کس طرح معلوم کیا اور وہاں
تک کس طرح پہنچے ان واقعات کو میں کتاب کامل الزیارات تحریر الشیخ ابوالقاسم
جعفر بن محمد قزوینی القمی ترجمہ جناب حکیم سید طالب حسین صاحب نقدیق مولانا
محمد مصطفیٰ صاحب جوہر پیشکش جناب بریگیڈیر میر شوکت علی رملال قائد اعظم
غانڈی ملت) والی ریاست نگر گلگٹ ایجنسی پاکستان صفحہ نمبر ۷۴ تا ۷۵
سے نقل کر رہا ہوں۔ (مؤلف)

واقعہ نمبر ۱
مجھ سے میرے والد۔ میرے بھائی علی بن حسین
اور محمد بن حسن رحمہم اللہ سب نے بیان کیا
کہ ان لوگوں نے سعد بن عبد اللہ بن ابی خلف سے انھوں نے احمد بن محمد بن علی

سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے صفوان جمال سے روایت کی۔ صفوان کہتے ہیں کہ میں اور عمار بن عبداللہ بن جنادہ الاندلسی امام جعفر علیہ السلام کی خدمت میں تھے کہ عمار نے امام سے عرض کیا کہ لوگوں کا گمان یہ ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام "رجسہ" میں مدفون ہوئے تو امام نے فرمایا کہ نہیں تو عمار نے پوچھا کہ پھر کہاں مدفون ہوئے تو امام نے فرمایا کہ جب ان کا انتقال ہو چکا تو میں نے جنازہ کو اٹھایا اور کوفہ کی پشت پر نجف کے قریب "عری" سے بائیں اور بجمہ "سے دائیں جانب اور وہیں "ذکوات بیض" میں دفن کیا۔ عمار نے کہا جب کچھ دن گزر گئے تو میں اسی جگہ گیا اور ایک مقام کو خیال کر لیا کہ یہی جگہ ہے تو میں امام کی خدمت میں آیا اور ان سے قصہ بیان کیا تو تین مرتبہ فرمایا کہ تم نے ٹھیک سمجھا، تم نے ٹھیک سمجھا، تم نے ٹھیک سمجھا۔ خاتم پر رحم فرمائے۔

واقعہ نمبر ۲:۔ مجھ سے محمد بن حسن نے بیان کیا ان سے محمد بن حسن الصفار نے ان سے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے حسین خلیل نے ان سے ان کے دادا نے روایت کی کہ میں نے حسین بن صلیات اللہ علیہما سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے امیر المومنین علیہ السلام کو کہاں دفن کیا تو فرمایا کہ ہم جنازہ کو لے کر رات کو نیچے یہاں تک کہ مسجد اشعث پر گزر رہو۔ آگے بڑھے اور نا حیر عری تک پہنچے یعنی وہیں دفن کر دیا یعنی نجف

واقعہ نمبر ۳:۔ مجھ سے میرے مشائخ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ انھوں نے محمد بن یحییٰ سے انھوں نے احمد بن موسیٰ سے انھوں نے ابن ابی عمیر سے انھوں نے قسّم بن محمد سے انھوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے پاس عمر بن یزید آئے اور مجھ سے کہا کہ سوادری پر سوار ہو جاؤ میں ان کے ساتھ سوار ہو گیا ہم چلے یہاں تک کہ حفص کناسی کے مکان پر پہنچے تو عمر نے ان کو گھر سے بلایا اور وہ بھی سوار ہوئے تو ہم سب چلے یہاں تک کہ "عری" میں آئے اور

وہاں ایک قبر پر پہنچے تو عمر نے کہا کہ اترو۔ یہ امیر المومنین علیہ السلام کی قبر ہے تو ہم نے کہا کہ آپ کو کیسے معلوم ہو کہ یہ امیر المومنین علیہ السلام کی قبر ہے تو انھوں نے کہا کہ میں کئی بار امام جعفر علیہ السلام کے ہمراہ جب یہ جناب حیرہ میں تھے آچکا ہوں۔ اور انھوں نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ یہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی قبر ہے۔

واقعہ نمبر ۴:۔ مجھ سے میرے والد اور محمد بن یعقوب نے بیان کیا کہ انھوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے یحییٰ بن زکریا سے انھوں نے یزید بن عمر بن طلحہ سے روایت کی کہ یزید نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے جب وہ حیرہ میں تھے فرمایا کہ کیا تم اس چیز کو نہیں چاہتے جس کا ذکر میں نے تم سے کیا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے کہا یعنی امیر المومنین علیہ السلام کی قبر پر جانا۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت سوار ہوئے اور ان کے صاحبزادے اسمعیل بھی انھیں کے ساتھ تھے اور میں بھی ان لوگوں کے ساتھ سوار ہو کر چلا یہاں تک کہ قویہ سے گزر گئے۔ اور حیرہ اور نجف کے درمیان "ذکوات بیض" کے پاس پہنچے تو حضرت اتر پڑے اور اسمعیل بھی اترے اور میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اتر گیا تو حضرت نے نماز پڑھی۔ اور اسمعیل نے نماز پڑھی اور میں نے بھی نماز پڑھی تو حضرت نے اسمعیل سے فرمایا کہ اٹھو اور ایسے جد حسین علیہ السلام پر سلام کرو۔ تو میں نے کہا کہ میں آپ پر فدا ہوں جاؤں۔ کیا حسین علیہ السلام کو بلا میں نہیں ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا ہاں ہیں۔ لیکن ان کا سر شام میں بے جایا گیا تھا تو میرے ایک غلام نے سر کو کسی طرح حاصل کر لیا اور اس کو جناب امیر علیہ السلام کے پہلو میں دفن کر دیا۔

واقعہ نمبر ۵۔ مجھ سے میرے والد نے اور محمد بن حسن دونوں نے بیان کیا کہ انھوں نے حسن بن مہر بن مہر بن زیاد سے انھوں نے بیان کیا کہ انھوں نے ابراہیم بن عقیل سے انھوں نے حسن بن مہر بن مہر بن زیاد سے انھوں نے ابوالفرج سے انھوں نے ابان بن تغلب سے روایت کی۔ ابان کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ تھا وہ حضرت پشت کو فر سے گزرے تو اتر پڑے اور دو رکعت نماز پڑھی اور پھر قدم آگے بڑھے اور دو رکعت نماز پڑھی اور پھر اس کے بعد کھڑی ہو کر چلے اور آگے گئے اور دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد فرمایا کہ یہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی قبر کی جگہ ہے، ابان نے کہا میں آپ پر فدا ہوں جاؤں وہ دونوں جگہیں کون سی تھیں یہاں آپ نے نماز پڑھی۔ فرمایا کہ وہ ایک جگہ تو اس احمین علیہ السلام کی جگہ ہے اور دوسری قائم علیہ السلام کے مہر کی جگہ ہے۔

واقعہ نمبر ۶۔ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا انھوں نے سعد بن عبد اللہ سے انھوں نے حسن بن موسیٰ الخشاب سے انھوں نے علی بن اسباط سے روایت کی اور انھوں نے فرمایا بیان کیا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم نوحی میں آتے ہو تو تم نے وہاں دو قبریں دیکھی ہوں گی ایک بڑی قبر ہے۔ دوسری چھوٹی تو بڑی قبر امیر المؤمنین علیہ السلام کی ہے اور چھوٹی اس احمین بن علی علیہ السلام ہے۔

واقعہ نمبر ۷۔ اور مجھ سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا انھوں نے محمد بن ابی عبد اللہ الحنفی سے انھوں نے موسیٰ ابن عمران خفی سے انھوں نے حسن بن یزید سے روایت کی۔ حسین کہتے ہیں کہ ہم سے صفوان بن مہران نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث بیان کی کہ وہ حضرت قادیسیہ سے چلے اور میں بھی ان کے ہمراہ قادیسیہ سے تھا یہاں تک کہ وہ نجف میں تشریف لائے تو فرمایا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جس پر ہمارے جد نوح علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے کو محفوظ رکھنا چاہا تھا۔ اور کہا تھا کہ سکاوی نے انہیں نصیب نہ تھی من المماریہ۔ میں پہاڑ پر بیٹھا بے لول کا اور وہ مجھے پانی سے بچائے گا۔ تو خداوند عالم نے اس پہاڑ پر فحی کی تھی کہ کیا وہ تیرا سہارا بنے گا۔ مجھ سے بچے گا تو وہ پہاڑ زمین میں غائب ہو گیا اور اس کے

کئی ٹکڑے ہو کر شام کی طرف منتقل ہو گئے۔

مجھ سے میرے والد نے فرمایا کہ میرے ساتھ جڑھ جڑھ آؤ۔ میں مڑ گیا۔ حضرت چلے رہے یہاں تک کہ غری میں آگئے تو ایک قبر پر ٹھہر گئے اور وہاں آدم علیہ السلام سے ملے کہ ہر ہر نبی پر سلام کا ہدیہ پہنچایا میں بھی ان کے ہمراہ سلام کا ہدیہ پہنچاتا رہا یہاں تک کہ بنی ہاشمی علیہ السلام وہاں کہ سلام پہنچایا اس کے بعد امام قبر پر گئے اور سلام کیا اور انکی آواز نہ گریہ بلند ہوئی اس کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے اور چار رکعت نماز پڑھی اور میں نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی اور پوچھا ہے فرزند رسول کیس کی قبر ہے تو یہ فرمایا کہ یہ میرے جد علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے۔ **واقعہ نمبر ۸۔** مجھ سے محمد بن احمد بن علی بن یعقوب نے بیان کیا کہ انھوں نے علی بن حسن بن علی بن فضل سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حسن بن جهم بن بکیر سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنیجی بن موسیٰ کا اور قبر امیر المؤمنین پر آنے والوں کے لئے ان کے دو ٹکڑے کرنے کا تذکرہ کیا اور سنیجی کہی جب بھی آتے تھے تو اس مقام پر آتے تھے جس کو "تذکرہ" کہتے ہیں وہاں پر وہ طہارت وغیرہ کرتے تھے تو ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی قبر تو اس سے کھوڑا اوپر ہے اور وہ اسی جگہ پر ہے جس کو صفوان بن مہران نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے بتلادیا تھا تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس تذکرہ میں فرمایا کہ جب تم غری یعنی پشت کو فر سے گزرے جاؤ تو اس کو اپنی پشت پر قرار دو۔ اور پشت نجف کی طرف آنا کہ تم کو اور کھوڑا اسادائیں جانب مڑ جاؤ تو جب "ذکر" بیٹھیں تک پہنچے جاؤ تو مڑھو تو اس سے سامنے ہی ہو گا۔ اور وہی امیر المؤمنین کی قبر کی جگہ ہے۔ اور میں بہت دفعہ وہاں گیا ہوں اور میرے اصحاب میں ایسے بھی ہیں جو اس کو صحیح نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ وہ قبر مسجد میں ہے اور بعض اصحاب کہتے ہیں کہ وہ قبر میں ہے تو میں اس کی تردید کرتا ہوں کہ خداوند عالم امیر المؤمنین علیہ السلام کی قبر میں رجو ظالم کی قیام گاہ نہ چکا ہے) قرار نہیں دے گا۔ اور مسجد میں بھی وہ دفن نہیں کئے گئے یہ وہ لوگ

ہیں جو قبر کو چھپا بنا چاہتے ہیں تو اب یہ بتاؤ کہ ہم میں سے کون صحیح کہتا ہے۔ حسن نے کہا کہ آپ ان سب سے صحیح فرماتے ہیں، آپ نے اس کو جعفر بن محمد علیہما السلام کے قول سے اخذ فرمایا ہے۔ حسن کہتے ہیں کہ پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو محمد میں اپنے اصحاب میں سے کسی کو ایسا نہیں پاتا جو تمھارے قول کی طرح کچھ کہے اور تمھاری راہ پر چلے۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں یہ کچھ غلو وند عالم کی طرف سے ہے۔ فرمایا خاندانش یہ اس لئے کہ خداوند عالم حسن کو چاہتا ہے تو فقیہ دین ہے اور وہ خداوند عالم پر ایمان لاتا ہے تو کہہ کہ یہ سب تو فقیہ خدا سے ہے اور میں اس تو فقیہ پر اس کی حمله کرتا ہوں۔

واقص نمبر ۹:- مجھ سے اس حدیث کو محمد بن حسن اور محمد بن احمد بن حسین نے بیان کیا انھوں نے حسن بن علی بن مہر یار سے انھوں نے اپنے والد علی سے انھوں نے حسن بن علی بن فضال سے انھوں نے حسن بن جہیم بن بکیر سے روایت کی حسن کہتے ہیں کہ میں نے اس کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ذکر کیا تھا اس طویل حدیث کو انھوں نے بیان فرمایا۔

واقص نمبر ۱۰:- مجھ سے محمد بن حسن نے اور محمد بن احمد بن حسین نے بیان کیا کہ ان دونوں نے حسن بن علی بن مہر یار سے انھوں نے اپنے والد علی بن مہر یار سے روایت کی۔ علی بن مہر یار کہتے ہیں کہ مجھ سے علی بن احمد بن ایشم نے بیان کیا کہ انھوں نے یونس بن طبیان سے روایت کی یونس کہتے ہیں کہ میں "جمہ" میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا جس زمانہ میں وہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تھے اس شب میں جس میں صبح کی سی پورے چاند کی چاندنی کھلی ہوئی تھی تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا۔

اے یونس تم ان ستاروں کو دیکھتے ہو کہ یہ کتنے خوبصورت ہیں یہ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ستارے آسمان کے سرے والوں کے لئے امان ہیں۔ پھر فرمایا اے یونس تم کو دو کہ پھر اور گدھے پر نہ بن کسی جائے جب وہ زمین کسٹا بھاچکا تو فرمایا اے یونس اپنی سواری کے لئے ان دونوں جانوروں میں سے تم کو پسند کرتے ہو۔ یونس کہتے ہیں کہ مجھے کمان ہوا کہ پھر کی سواری تھرت

کو زیادہ پسند ہے کیونکہ وہ قوی جانور ہے تو میں نے کہہ دیا کہ گدھے کی سواری کو زیادہ پسند کرتا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ تم اسے مجھے دیدیے میں نے کہا بہترین تعمیل حکم کروں گا تو وہ کبھی سواری ہوئے اور میں بھی سواری ہوا اور جب ہم بیرون سے نکلے تو فرمایا کہ اے یونس آگے بڑھو اور حضرت فرماتے گئے کہ داہنے طرف۔ بائیں طرف۔ جب ہم ذکوات تک پہنچے تو فرمایا کہ پھر وہ جگہ ہے۔ میں نے کہا ہاں تو وہ تھوڑا سادہ ہیں گئے اس کے بعد انھوں نے اس جگہ کا قصد کیا جہاں پانی تھا اور چنبہ تھا آپ نے دھنکیا اور ایک لیگ کے ٹیلہ کے قریب گئے اور وہاں آپ نے نماز پڑھی پھر آپ ٹیلہ پر مڑے اور روئے اس کے بعد اس کے نیچے کے ٹیلے پر چھلکے اور ویسٹا ہی کیا اس کے بعد فرمایا کہ اے یونس جس طرح میں نے عمل کیا ہے تم بھی اسی طرح عمل کرو تو میں نے ویسٹا ہی عمل کیا تو جب میں فارغ ہو گیا تو مجھ سے فرمایا کہ اے یونس تم اس جگہ کو جاننے ہو میں نے کہا نہیں تو فرمایا کہ جہاں میں نے نماز پڑھی تھی وہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی قبر ہے اور وہ دوسرا مقام اس حسین بن علی بن ابی طالب علیہما السلام ہے اس لئے کہ ملعون عبید اللہ بن زیاد نے جب حسین علیہ السلام کے سر کو شام بھیجا تھا تو وہ کوفہ میں واپس کر دیا گیا تھا تو اس ملعون نے کہا تھا کہ اس سر کو کوفہ سے باہر نہ دوتا کہ اس سے فتنہ نہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سر کو امیر المؤمنین علیہ السلام کے پاس پہنچایا۔ غنیکہ حسین کا سر جسم کے ساتھ ہے اور حسین کا جسم سر کے ساتھ ہے۔

واقص نمبر ۱۱:- مجھ سے جعفر بن زاذن نے بیان کیا انھوں نے محمد بن حسین بن ابی الخطاب زیارت سے انھوں نے حسن بن محبوب سے انھوں نے اسحق بن جہریر سے انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا کہ جب میں ابوالعباس کے پاس "تیرہ" میں تھا تو شب کو امیر المؤمنین علیہ السلام کی قبر پر آتا تھا اور وہ قبر ناحیہ نجف میں غری النعمان، کی طرف تھی تو میں رات بھر وہاں نماز پڑھا کرتا تھا اور قبل

مُح واپس آجاتا تھا۔

واقعا مکتبہ ۱۲ :- اور محمد بن جعفر زناد سے یہ روایت بھی ہے کہ وہ یہاں انھوں نے محمد بن حسین سے انھوں نے بحال سے انھوں نے صفوان بن مہران سے

انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی۔ صفوان

کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام کی قبر کی جگہ کے متعلق ان سے پوچھا

تو آپ نے فرمایا کہ قبر وہاں ہے جہاں ریت کے ٹیلے ہیں۔ صفوان کہتے ہیں کہ میں وہاں

آیا اور اس کے پاس نماز پڑھی اس کے بعد پھر امام جعفر صادق علیہ السلام کی

خدمت میں سال اُٹھ گیا اور اپنے وہاں جانے اور نماز کے پڑھنے کی ان کو خبر دی

تو فرمایا کہ تم نے صحیح سمجھا تو میں وہاں بیس سال تک نماز پڑھتا رہا۔

واقعا مکتبہ ۱۳ :- مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور انھوں نے سعد

بن عبداللہ سے انھوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے احمد بن محمد بن

ابی نصر سے روایت کی۔ محمد کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا

کہ امیر المومنین علیہ السلام کے قبر کی جگہ کہاں ہے تو فرمایا کہ "عزی" میں میں نے

ان سے عرض کیا کہ میں آپ پر خدا ہو جاؤں بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ "رجبہ"

میں مدفون ہیں تو فرمایا کہ نہیں لیکن بعض اشخاص کہتے ہیں کہ وہ مسجد

میں دفن کئے گئے۔

جائے مدفن مولائے کائنات بخف اشرف علم کاشہ

یہ ریگستان حجاز کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ چھوٹی سی بستی جو ایک بے آب و گیاہ

اور ندرتیلے ٹیلے پر آباد ہے، اس کی گرمیاں انکارے اگلی ہیں اور اس کی سردیاں آج بستی

اور بخا و کا پیغام لے کرتی ہیں۔ اگلے وقتوں میں جب زمان و مکان کی طنائیں چھٹی

ہنہیں تھیں اور جب بجلی کے جالوں نے اس کی فضاؤں میں مادی اجالا نہیں بکھیرا تھا

اس وقت یہی اپنی تین خصوصیات کی وجہ سے عراق کی دوسری بستیوں سے ممتاز تھی

جو کی روٹی، کنوئیں کا پانی اور امیر المومنین کی زیارت !!!

آج جبکہ پوری دنیا کے بدلتے حالات کے ساتھ ساتھ عراق بھی مکمل طور سے بدل

چکا ہے، بخف اشرف کا ان تبدیلیوں کی زد میں آجانا ناگزیر سا تھا۔ اب جو کی روٹیوں

کے عوض قدم قدم پر صاف ستھرے (مطاعم) ریسٹورانوں میں انواع و اقسام کے

کھانے دستیاب ہیں اور کنوئیں کے ستودار نمکین پانی کی جگہ بخف کے گلی کوچوں

میں فرات کے میٹھے پانی کی بائب لائٹوں کا جال بکھا ہوا ہے۔ اسی پچاسی ہزار آدمیوں

پر مشتمل یہ چھوٹا سا شہر اپنے اندر کوئی ایسی خصوصیت نہیں رکھتا جو کسی توجہ اور

الغفات کے لائق ہو لیکن امیر المومنین علیؑ کی زیارت ہی ایک ایسی چیز تھی جسکی

وجہ سے یہ شہر سلاطین کی توجہ کا مرکز قرار پایا۔ اگرچہ ایک مدت تک ماحول کی

ناخوشگوار دہلیز کی وجہ سے امیر المومنین کی قبر نہ ملنے سی نظروں سے پوشیدہ رہی

لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد جب حالات بدلے اور زمانے نے کروٹی تو دوسری

صدی ہجری میں قبر مطہر کا نشان پھر ظاہر ہوا اور لوگ جو ق درجہ اس کی زیارت

کے لئے بخف کی سمت چل کھڑے ہوئے۔ زمانہ گزرتا رہا یہاں تک کہ پانچویں

صدی ہجری کا آغاز ہوا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب شیخ الطائفہ، ابو جعفر طوسیؒ

نے بغداد سے ہجرت کر کے قبر مطہر کے نزدیک سکونت اختیار کی اور عالم اسلام کی عظیم ترین درس گاہ کی بنیاد ڈالی جسے ہم آج محدثہ علمیہ یا جامعہ نجف کے نام سے یاد کرتے ہیں طوسیؒ کا ہجرت کرنا تھا کہ دور و دراز علاقوں کے لوگ علم کی جستجو میں طویل و دشوار گزار راہوں سے قطع مسافت کرتے ہوئے نجف کی سمت بڑھنے لگے تاکہ اپنی علمی پیاس بجھا سکیں اور اپنے علاقوں کو واپس جا کر ان افکار و معارف اسلامی کی نشر و اشاعت کر سکیں۔

نجف ایک علمی ہجرت گاہ ہے، دس صدیوں کی اس طویل مدت میں شمال و جنوب اور مشرق و مغرب سے لاکھوں افراد تھیل علم کی غرض سے یہاں آئے ہر اہل دہسوں کے حلقے قائم ہوئے اور ائینت علماء اور محققین اسلامی افکار میں بحث و تحقیق کرتے رہے ان میں سے ہر دور میں کچھ ایسے وطن واپس جاتے رہے اور کچھ جنگی رگ و پے میں نجف کی خاک کا عشق اس طرح سرایت ہوا کہ وہ اسی خاک کا پیوند ہو گئے۔ نجف کی تنگ و تاریک گلیوں سے لے کر طویل و عریض شاہراہوں تک آپ مقبروں کا ایک سلسلہ دیکھیں گے جن پر حجۃ الاسلام والمسلمین، آیۃ اللہ وغیرہ کے القاب کے ساتھ مرنے والے کا نام لکھا ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کاسی کے فرش کے نیچے ایک چھوٹے سے (زیر زمین) کمرے ایک مرطوب قبر میں سونے والا اپنے وقت کا ایک بڑا عالم تھا اور معاً آپ کی نگاہوں میں اس کی زندگی کا یہ منظر ظہور جائے گا کہ وہ اپنے مقلدین اور شاگردوں کے حلقے میں نماز جماعت یا درس کی غرض سے صحن مقدس کی طرف جا رہا ہے اور تنگ و تاریک بازاروں سے گزرتے ہوئے اس کے معتقدین اس کے پیچھے پیچھے صلوٰۃ پڑھتے ہوئے ساتھ چل رہے ہیں، تاجواری اپنی دوکانوں سے اُتر کر اس کا ہاتھ چوم رہے ہیں اور وہ اطمینان و قناعت کے ساتھ سر جھکائے ہوئے بڑھتا جا رہا ہے۔ آپ ان معتبروں کے کتیبوں کو پڑھ کر یہ بھی اندازہ لگا لیں گے کہ یہ سادے کے سارے علماء عرب یا ایرانی ہی نہیں ہیں بلکہ ان میں روسی بھی ہیں اور افغانی بھی، ان میں تاشقند، بلخ، بخارا اور کابل کے رہنے والے بھی ہیں اور لاہور، لکھنؤ، اور لالہ آباد کے باشندے بھی !

مقبروں کی یہ بہتات دیکھ کر آپ کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو گا کہ شہر مقبروں کا شہر ہے لیکن نہیں ایسا نہیں ہے، یہ شہر مقبروں کا شہر نہیں ہے۔ یہ مدرسوں کا شہر ہے۔

ان گنت مدرسوں کا شہر ایسے مدرسوں کا جن کی چہار دیواری میں انصاری، انخدا اور صفہائی جیسے علماء پرورش پاتے رہے، یہ مدرسے طالب علموں کی سکونت گاہ بھی ہیں اور درس گاہ بھی۔ یوں تو اکثر درس سجدوں اور حرم مطہر کے ارد گرد بنے ہوئے کمروں میں ہوتے ہیں لیکن ہر مدرسہ میں ایک ہال درس و تدریس کے لئے بنایا ہے اس کے علاوہ ہر طالب علم کا کمرہ اپنی جگہ پر ایک مستقل درس گاہ ہوتا ہے وہ اپنے سے چھوٹے طالب علموں کو درس دیتا ہے اور اپنے ہم درہسوں سے گزشتہ اسباق کا مذاکرہ کرتا ہے۔

آئیے آپ کو کچھ مدرسوں سے روشناس کراؤں اور ان کی فضائل سے آپ کو قریب تر کر دین، محلہ عمارہ کی اس تنگ گلی میں واقع یہ مدرسہ خلیلی بزرگ ہے اس کے مؤسس آیۃ اللہ مرزا حسینی خلیل ہیں جو اپنے عہد میں ایران کے عالم اور مشہور سیاستدان تھے، مدرسے کے صحن میں بنا ہوا یہ صحن دو حصوں میں تقسیم ہے، اس کا ایک حصہ صرف و تنو کیلئے مخصوص ہے اور دوسرے میں طالب علم نہاتے ہیں، آج جمعہ کا دن ہے اس لئے مدرسہ میں کافی جہل پہل ہے وہ سائے کمرے کے آگے بیٹھے ہوئے طالب علم تہمت کے رہنے والے ہیں اور کسی علمی موشور پر اپنی مادرِ زبان میں گفت گو کر رہے ہیں، وہ دیکھتے سرخ و سفید دو طالب علم جہانزی سائے کی بڑی بڑی کتابیں کھولے مذاکرے میں مشغول ہیں۔ یہ تہ کی کے دو طالب علم ہیں اور گزشتہ دروس پر بحث کر رہے ہیں اور ادھر کچھ مزدوستانی طلباء ہیں جو دوپہر کے کھانے کے متعلق گفت گو کر رہے ہیں ادھر بائیں طرف مکتبہ کی دیوار سے لگ کر کھڑے ہونے والے طلباء پاکستانی ہیں جو کتابوں کے نیلام سے کتابیں خرید کر لائے ہیں اور ان کا معائنہ کر رہے ہیں۔

آئیے دوسرے مدرسہ کی طرف چلیں یہ مدرسہ بروجرودی بزرگ کا ہے جسے آیۃ اللہ بروجرودی کے حکم سے ۶۰ ہزار دینار کے صرفے سے تعمیر کیا گیا ہے، اس مدرسہ

کے رہنے والے طالب علم بڑے فیشن ایبل اور بہت خوش پوشاک منہ پر ہیں۔ مدرسہ کی نشست پر ایک صنف بستہ بازار ہے اس میں ایک دقیقانوسی مدرسہ ہے جسے مدرسہ سلیم کہاجاتا ہے یہ اپنی قدیم وضع کی وجہ سے نظروں سے اتر چکا ہے لیکن کبھی اپنے دور کا ایک معیاری مدرسہ تھا اس میں سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء میں عراق کے ایک سابق وزیر اعظم اور دو عالم بھی ہیں۔ وہ سامنے جو سڑک جا رہی ہے اس کا نام جادہ کوفہ ہے۔ یہ سڑک عراق کی مرکزی سڑک ہے اور کوفہ سے ہوتی ہوئی بغداد اور بغداد، سامرہ اور موصل تک جاتی ہے اس سڑک پر جو سب سے عظیم الشان عمارت واقع ہے، یہ حقیقتاً نجف کی سب سے خوبصورت اور سب سے عظیم عمارت ہے۔ یہ جامعۃ النجف ہے جسکی تعمیر پچھلاکھ دینار صرف ہوئے ہیں۔ یہ درس گاہ نئی نظام تعلیم کے تحت چلائی جاتی ہے۔

اب ہم آپ کو ان مدرسوں میں پڑھنے والے طالب علموں سے روشناس کراتے ہیں۔ یہ مختلف درجوں کے طالب ہیں اور کچھ ابتدائی درجوں کے طالب ہیں اور کچھ درس خارج (یعنی اعلیٰ تعلیم) کے لیکن آپ ان میں فرق محسوس نہیں کر سکیں گے اس لئے کہ یہ حد سے زیادہ بااخلاق ہوتے ہیں، یہ ایک چھوٹے سے طالب علم کی بھی اتنی ہی عزت کرتے ہیں جتنی ایک درس خارج کے طالب علم کی۔ ابتدائی اور ثانوی درجوں کے طالب ہوں یا درس خارج (اعلیٰ تعلیم) کے کبھی کسی بات کو تحقیق کے بغیر قبول نہیں کرتے۔ یہ نہیں کہ چونکہ درس یہ کہہ رہا ہے اور چونکہ کتاب کے مصنف کی رائے یہ ہے اس لئے یہ صحیح ہے بلکہ انھیں فکر کی پوری آزادی ہے کہ وہ اس بات کو قبول کریں یا رد کریں، مسجد ہندی، مسجد شیخ انصاری اور مسجد طوسی کے چھوٹے چھوٹے درسی حلقوں میں بھی آپ یہ بات باسانی محسوس کر سکیں گے، مثلاً آپ صبح سے ظہر تک اور عصر میں مغرب سے دوپہنے قبل مسجد ہندی میں داخل ہوں تو یہ دیکھ سکتے ہیں کہ داہنی طرف کے گوشے میں درس دیتا ہوا ایک مدرس فقہ میں علامہ حلی کی رائے سے شدید اختلاف کر رہا ہے اور دوسری طرف اپنے شاگردوں کے جھرمٹ میں بیٹھا ہوا ایک دوسرا

مدرس تفقہ زانی کے کسی ادبی اور دہبانی مسئلہ کی غلطیاں بیان کر کے اپنے نظریہ کی وضاحت کر رہا ہے، اس کے علاوہ اکثر ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ مدرس اور طلباء کے درمیان کسی مسئلے میں نظریاتی اختلاف ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں اپنی رائے سے ہٹ کر طلباء کی رائے قبول کر لیتا ہے لیکن یہ بات اس کے علم و وقار کے منافی نہیں ہوتی اس لئے کہ نجف کے اساتذہ اس بات کے عادی ہیں کہ وہ وقار تدیس اور حق و انصاف میں توازن برقرار رکھیں اس سلسلے میں آپ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ طلباء اور مدرسین کا یہ فکر ہی استقلال صرف اس دور میں تشکیل نہیں پاتا وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہوئے صاحب رائے ہو جاتے ہیں بلکہ ابتدائی سے انکے ذہن کی نشوونما اس پہج پر ہوتی ہے کہ وہ اپنے علم کو ذمہ داریوں کا این بناسکیں۔

نجف کے طالب علموں نے سیاست میں کبھی حلقہ نہیں لیا خواہ وہ سیاسی مسائل کیسے ہی محیط کیوں نہ ہوں اس لئے کہ ایک نجفی طالب علم اپنے پاس اتنا وقت نہیں پاتا کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ دوسرے مشاغل بھی جاری رکھے، لیکن گزشتہ دس برس کے اندر عراق جن ہولناک سیاسی انقلابات کا گواہ بنا رہا اور جن اجنبی اثرات کے زیر اثر عراق کی خالص اسلامی ثقافت پر سمندر یار کی ثقافتوں کے دھبے نمایاں ہوتے رہے ان کا اگر آپ بہ نظر غائر مطالعہ کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ نجف کے طالب علم اپنی پوری دیانت کے ساتھ ان حالات سے بزدلانہ مار رہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ہمیشہ ہی سے نجف میں ایسا ہوتا رہا ہے کہ جب بھی ملک و قوم کو صحیح قیادت کی ضرورت ہوتی نجف کے علماء اور طالب علم آگے بڑھ گئے، ترکوں کا حادثہ انقلاب نجف اور انقلاب عراق اس کی واضح ترین مثالیں ہیں جن میں قمر طاس دقلم سے دست درگرمیاں رہنے والے لوگ بندہ دقلم اور جدید اسلحوں سے لیس ہو کر اجنبی طاقتوں سے ٹکر آئے۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جامع نجف اقتصادي طور سے

خود کفیل ہے وہ حکومت کی امدادوں اور عظیم افراد کے عطیات سے نہیں چلتا بلکہ اس کا بار سارے کا سارا دنیا کے چپے چپے میں بسنے والے اہل تجارت کے کاغذوں پر ہے جو اپنا سالانہ خمس اور اس کے علاوہ عطیات بھی بخف ہی کو بھیجتے ہیں اور جن ملکوں سے ایک خط رقم اس سلسلہ میں بخف بھیجی جاتی ہے وہ عراق، پاکستان، افغانستان، خلیج فارس کی آبادیاں، مشرقی افریقہ، برما، سیریا، لبنان وغیرہ ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ مرحوم سید ابوالحسن اصفہانی کے پاس جامعہ کے لئے آنے والی رقم کبھی کبھی چھ لاکھ دینار سے بھی بڑھ جاتی تھی اسی طرح ملک عبداللہ (سابق شاہ اردن) کا قول تھا کہ سید ابوالحسن کے پاس آنے والی رقم بخف حکومتوں کی سالانہ آمدنی سے زیادہ ہے۔

شاہ فیصل کے زمانے کے ایک وزیر اعظم صلح جبر نے اس بات کی بڑی کوشش کی بخف کو حکومت عراق کے ادا شدہ اوقاف کے تحت لے لیا جائے لیکن اس وقت کے بخف کے ذمہ دار افراد نے اس بات کو گوارہ نہیں کیا اور نہ وہ آج تک اسے قبول کرنے پر آمادہ ہیں۔

اب ہم آخر میں آپ کو وہ موضوعات بھی بتا دیں جن کا مطالعہ اور جن کی تعلیم ایک بخفی طالب علم کے لئے ضروری ہے دینیات میں فقہ، اصول فقہ، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، ادب میں سخن، صرف، بلاغت عربی اور لغت، ریاضیات میں حساب اور ہندسہ اور عقلی علوم میں منطق فلسفہ اور علم کلام اس کے علاوہ تجارتی علوم کے کچھ بنیادی مسائل بھی ان میں شامل ہیں اور بخف کا طالب علم ان علوم کے مطالعہ سے بچنے والے اوقات میں معاشیات، سیاسیات، تاریخ وغیرہ کا مطالعہ بھی کرتا ہے۔

(بشکریہ حسرت)

بخف اشرف اور بخف کی وجہ تسمیہ

شیخ صدوق علیہ الرحمہ لعل الشرائع میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بخف ایک عظیم الشان پہاڑ تھا اور یہ وہی پہاڑ تھا کہ جس کو دیکھ کر فرزند نوح علیہ السلام نے کہا تھا میں پہاڑ پر بٹیا ہوں لوں گا جو مجھ کو بانی کے عذاب سے بچا سکتا ہے اس پر خداوند کریم نے اس سے خطاب کیا کہ کیا تجھ میں یہ طاقت ہے کہ میرے عذاب سے بچ جائے یہ خطاب سن کر پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور بہت بار ایک بار مل کی صورت میں تبدیل ہو کر بلاد شام میں منتشر ہو گیا اور پھر اس کی جگہ ایک عظیم الشان دریا موجیں مارنے لگا کہ جس کا نام "نہ" پڑ گیا۔ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے بعد وہ دریا خشک ہو گیا لہذا اس کا نام "نہ جف" یعنی "نہ خشک" ہو گیا اس کے بعد کثرت استعمال کی وجہ سے بخف کہا جانے لگا۔

بخف کی زمین مولائی نے خریدی تھی!

بخف اشرف کی زمین کو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خریدا تھا پھر آئمہ میں حضرت علیؑ نے خرید فرمایا پھر حضرت فرحت العزیز میں ہے کہ عقبہ بن علفہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے خورنق ذخیرہ سے کہ نہ تک کسانوں سے ساری زمین کو چالیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ اس زمین کو خرید رہے ہیں دریا خشک اس میں کوئی فائدہ نہیں لے آئے فرمایا کہ میں نے رسول خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کوفان۔ کوفان اس کا اول سے بل جائے گا۔ اور اس سے کمتر ہزار افراد ایسے محنتور ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے میں نے چاہا کہ وہ میری ملکیت سے محنتور ہوں۔

مرقد اطہر جناب امیر علیہ السلام کی تعمیر کی کہانی

سب سے پہلی تعمیر قریباً رک پر خلیفہ ہارون الرشید عباسی نے ۱۷۰ھ میں کی اس نے سرخ گنبد مرقد کے اوپر تعمیر کیا چاروں طرف چار دروازے لگوائے اور قبر مبارک کی دیواروں کو سفید اینٹوں سے بنوایا (۲) محمد ابن زید حسنی والی طبرستان نے مقصد باللہ عباسی کے دور میں قبر چار دیواری اور قلعہ نامہ وضع تعمیر کیا جس میں شتر طاق تھے۔ مقصد باللہ کا دور حکومت ۲۷۸ھ سے ۲۸۹ھ تک ہے۔

(۳) جب ۳۶۷ھ میں عہد الدولہ فنا خسرو ابن رکن الدولہ برسر اقتدار آیا تو اس نے بھرپور کثیر روضہ کی پر شکوہ عمارت بنوائی دیواروں پر ساج کی کڑی کے تختے جوڑے اور سفید رنگ کا گنبد تعمیر کیا اس تعمیر کے موقع پر فضلاء نے وہیت کی تھی کہ اسے نجف میں حضرت کے جوار میں دفن کیا جائے جب اس کا ۸ رستوال ۳۷۳ھ میں انتقال ہوا تو اسے روضہ اطہر کی غریب جانب دفن کیا گیا۔ (۴) ۵۵۵ھ میں آتشزدگی کا حادثہ رونما ہوا اور عمارت کا بیشتر حصہ منہدم ہو گیا مگر ۵۶۰ھ میں اسے پھر سے تعمیر کر دیا گیا۔

(۵) ۹۱۲ھ میں شاہ اسماعیل صفوی متوفی ۹۳۰ھ نے فیلا دی ضریح بنوائی اور حرم میں طلائی قندیلیں آویزاں کیں۔

(۶) ۱۰۳۷ھ میں شاہ عباس کبیر متوفی نے روضہ اقدس کی تعمیر کی اور صحن کو وسعت دی۔

(۷) ۱۰۴۰ھ میں شاہ صفی صفوی نے ۱۰۵۲ھ میں تعمیر متروک کی اور اس کی تکمیل اس کے بیٹے شاہ عباس ثانی متوفی ۱۰۷۰ھ نے کی۔

(۸) ۱۰۷۱ھ یا ۱۰۷۲ھ میں نادر شاہ افشاری نے فتح ہند کے بعد کاسی کے اینٹوں سے روضہ کی مرمت کی اور گنبد اور میناروں پر سونا چھڑکھایا۔

(۹) ۱۲۰۶ھ میں محمد خاں قاجار نے، ۱۲۳۲ھ میں فتح علی شاہ قاجار نے اور ۱۲۸۸ھ میں ناصر الدین شاہ قاجار نے روضہ کی تعمیر و تزئین میں بڑے بڑے کام کر رکھے۔

(۱۰) ۱۳۷۱ھ میں ملا طاهر سیف الدین رئیس جماعت بواہر نے ایک خوشنما گنگا جمنی (سوئے اور چاندی کے کام کی) ضریح نصب کی۔

(۱۱) اس چودہویں صدی کے نصف آخر میں ایک تاجرانے خالص سونے کے دروازے لگائے۔

(۱۲) اس ہی صدی میں شاہ ایران محمد رضا شاہ پہلوی کی طرف سے مزار پر آئینہ کاری کی گئی اور ان ہی کی طرف سے روضہ کے اندر یہ رہائی بھی آویزاں کرائی گئی۔

گد حرمت آئینہ کاری کردم
کارے نہ سزائے شہر یاری کردم
تا جلوت حق بہ بیتم از طلعت تو
در پیش ریخت آئینہ کاری کردم

حرم اقدس جناب امیر کا حال

حضرت علی علیہ السلام کا روضہ شہر نجف کے وسط میں واقع ہے بیرون حرم چاروں طرف سڑکیں اور بارہوی پائے ہیں روضہ مبارک کا صحن بڑا کشادہ ہے۔ روضہ مبارک کا احاطہ پختہ اور بلند ہے۔ جس میں چاروں طرف آمد و رفت کے لئے عالیشان دروازے ہیں۔ جنکے نام یہ ہیں۔

۱۔ باب الساعات یا در نادہ جانب مغرب۔

۲۔ باب المراد یا باب الفرج جانب مشرق۔

۳۔ باب طوسی یا جانب شمال۔

۴۔ باب قبیلہ (در قبیلہ) بھانوب عزیز -

قبیلہ الخذر کا گنبد طلائی ہے جو بہت دور سے درختوں نظر آتا ہے ارد گرد مینار طلائی ہیں جن میں سے ایک کعبہ کی طرف کسی قدر جھکا ہوا ہے اور دوسرے اقدس کے تمام اندرونی حصوں میں کاسی اور آئینہ بندی اعلیٰ قسم کی ہے۔ اہل ایران نے دوسرے اقدس میں ایسی صنائی کی ہے جس کی لاگت کا اندازہ مشکل ہے۔ در دیوار پر وہ بلورین نقش و نگار بنائے کہ ہر آئینہ کی تراش نگاہ مردم کو غیرہ کہہ دیتی ہے۔ پیشتر کہ کاٹ کر گل بوٹے بنانا ایرانیوں ہی پر موقوف ہے۔ حرم میں برقی قمقمے، جھاڑ، فالو سن لٹک رہے ہیں۔ اور مخفی گوشوں میں چھپے ہوئے رنگ برنگے میوے لائٹ لگی ہوئی ہیں۔ جو وقت پر بخیر و بخیر دمنڈر ہو جاتی ہیں۔

دوسرے اقدس کی دیواروں سے جس میں ہزاروں آئینوں کے ٹکڑے لگے ہوئے ہیں درختی کے وقت کج کیفیت پیدا کرتے ہیں کہیں آبی شعاعیں کہیں سبز لہر کا دریا بہتا ہے۔ حرم مطہر کا ہر پرگہ شان درویشی سنہری کمرے سے تمام شب منور رہتا ہے۔

نادر شاہ بادشاہ نے دوسرے مبارک پر کافی سونا چڑھا یا ہے باہر کے دروازے پر زنجیر طلائی نادر کی لٹک رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ نادر شاہ نے اپنے آپ کو سنگ درگاہ جناب امیر المومنین بنایا تھا۔ حضرت مقدس اندہ فرلادی باہر نفرتی ہے۔ ہندو قبیلہ الخذر بلند ہے اس پر قیمتی مثال کچی لہتی ہے اور تاج شمشیر۔ زہرہ اور سپر لگے ہوئے ہیں۔ ایک سوئے کا بخور دان دکھا ہوا ہے جو شاہ سلطان حسین کی بیٹی نے ہدیہ کیا تھا۔ ایک طلائی تاج مرصع دوسرے کی پھٹت پر ایک قندیل کے اندر دکھا ہے۔ یہ تاج محمد شاہ شہنشاہ ہند کا تھا۔ ہندوستان سے نادر شاہ نے لاکھ لکھا تھا اور ایک تاج زریں فتح علی شاہ قاجار شہنشاہ ایران کا ہے۔ جو حضرت اقدس کے قبیلہ رخ ہندو ق مبارک سے لگا دکھا ہے۔ اس کے علاوہ لاکھوں روپیہ کے جواہرات رکھے ہوئے ہیں۔ آخر میں ایک ایران تابو آقائے شیخ محمد تقی ایرانی نے دس لکھ

توان صرف کہ کے ایک شاندار خالص سونے کا دروازہ جو اپنے طول و عرض میں پہلے چاندی کے دروازے سے تقریباً دو گنا بڑا ہے بڑے بڑے ترک و احستام کے ساتھ لاکھ نصب کر دیا ہے اس بیش قیمت سنہری دروازہ نے حرم اطہر کی شان کو دو بالا کر دیا ہے۔ سونے کی دیواروں اور ان کے درمیان میں سونے کے مینار اور ان کے درمیان میں سونے کا عظیم میوکل قبیلہ دیکھنے سے پورا دوسرے مبارک سونے کا ایک مکان معلوم ہوتا ہے۔ لیکن طلا کاری کی اس شہنشاہ دین و دنیا کے آگے کیا حقیقت جس کی ایک ٹھوکریں سونے اور چاندی کے دریا بہنے لگتے ہیں جب کی کمینہ فتنہ ہندو سونا بنا نا جانتی تھی ہرم کے میناروں سے صبح۔ دوپہر اور شام اللہ اکبر۔ اور علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل کی آواز بلند ہوتی رہتی ہے۔

سر مطہر کی طرف مرقد علوی میں دوسرا رخ ہیں

حضرت اقدس میں سر مطہر کے نزدیک دوسرا رخ ہیں ان سوراخوں کے نزدیک گراں بہا جواہر آویزاں ہیں۔ یہ سوراخ وہ ہیں کہ جس وقت مرہ بن قیس حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے دفن کے بعد اپنے پرانے کینے کی دھڑ سے حضرت اقدس کے ساتھ بے حمیت کرنا چاہتا تھا ان سوراخوں سے آگ کی دھڑ مبارک انگلیاں باہر نکلیں اور شمشیر کی طرح اس شقی اندی کے دور ٹکڑے کر دیئے۔ جب ان دونوں ٹکڑوں کا وزن کیا گیا تو بالکل مساوی نکلے۔ اس سے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ ملعون، جناب امیر علیہ السلام کا قتل کیا ہوا ہے۔

اندرون حرم بہت سے قطعات منقش آویزاں ہیں جن میں یہ لکھی

بھی ہے۔

جاگزی کعبہ دل میں ہے دلائے عہدہ اور پہنچا ہے وہاں کن سوک حیدرہ
راہ مجبور پر چلنے کا یہ کہ تہہ ہے نفی زینت دوش محمد ہوئے پائے حیدرہ

علی کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے

سیارہ دائجسٹ قرآن نمبر حصہ اول صفحہ نمبر ۵۲ اسال طباعت ۱۹۶۹ء میں حکیم زاد علی صاحب اکبر آبادی سے روایت ہے کہ نادر شاہ کے عہد میں (جب نئے سرے سے) حضرت علی علیہ السلام کا روضہ نجف میں تعمیر کیا گیا تو اس کے اوپر سونے کا بیجنہ نصب کرنے کی تجویز ہوئی اس بیجنہ پر کوئی مناسب عبارت کندہ کرنے کا مسئلہ اٹھا عمارت کا منتظم درہ نادرہ کے مفت مرزا مہدی علی خاں کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا کہ کیا لکھا جائے مرزا صاحب نے جواب دیا کہ بادشاہ (نادر شاہ) کی سخت مزاجی کا تمہیں علم ہے لہذا پہلے ان کے پاس جاؤ وہ یہ کام میرے ذمے لگائیں تو غور کروں گا۔ منتظم بادشاہ (نادر شاہ) کے حقیقہ میں پہنچا اور عرض مدعا کیا کہ بیجنہ پر کیا لکھا جائے؟ بادشاہ کی زبان سے بے اختیار یہ آیت صادر ہوئی۔

”حیل اللہ (فوق) اید یہم“

(ترجمہ) ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ!

منتظم عمارت نے یہ قصہ آکر مرزا مہدی علی خاں کو سنایا تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے کہ غیر عالم بادشاہ کے منہ سے ایسی بہترین چیز کافی البتہ ادا ہو ناظر کسی غیبی اثر سے ہے۔ مرزا صاحب نے منتظم سے کہا کہ دیکھو تم چند دن کے بعد پھر اس بارے میں پوچھنا کہ آپ نے کیا فرمایا تھا تو وہ لاعلمی کا اظہار کہ میں گے پنا بیجا ایسا ہی ہوا بعد میں پوچھنے پر بادشاہ کے ذہن میں وہ بات نہ آ سکی اور حکم دیا کہ جاؤ جا کر مرزا مہدی سے دریافت کرو۔ منتظم عمارت نے مرزا صاحب کو بادشاہ کا حکم سننا دیا جناب مرزا مہدی علی خاں نے اس بیجنہ پر یہی آیت لکھا دی۔

ابن ملجم قاتل امیر المومنین علی بن ابیطالب کی قبر اور اس کا انجام

سفرنامہ ابن بطوطہ حصہ اول مترجم رئیس احمد جعفری ندوی ناشر نفیس الیڈیمی کراچی صفحہ ۲۸۰ اور ۲۸۱

”ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں جب کوفہ کا حال لکھتا ہے تو وہاں پر اس مقام کا بھی ذکر کرتا ہے جس مقام پر قاتل جناب امیر علیہ السلام ابن ملجم ملعون کی قبر واقع ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ

”میں نے کوفہ کے قبرستان کے مغربی جانب ایک مقام دیکھا جو سفید زمین پر نہایت سیاہ دھبہ کی طرح تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ الشقی ابن ملجم مردود ملعون کی قبر ہے باشندگان کوفہ ہر سال بہت ساری لکڑیاں لے کر آتے ہیں اور اس کی قبر کے مقام پر رات دن سات سو دن تک جلاتے ہیں“

حضرت علی کے قاتل ابن ملجم کی ایک اور ناپاک حرکت

کتاب لطائف علمیہ صفحہ نمبر ۹ روایت نمبر ۳۱۔ انہ قلم علامہ ابن جوزی بغدادی ناشر کتاب رائٹر نہ بک کلب الیڈینٹ جو نزیادہ لاپورکینٹ مترجم مولانا اشتیاق احمد صاحب نقشبندی تحریر فرماتے ہیں ”حضرت امام حسن علیہ السلام کے بارے میں جناب علامہ ابن جوزی بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے ابو الفان عقیل کے قلم کا یہ واقعہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جب ابن ملجم قاتل امیر المومنین کو گرفتار کر کے

حضرت امام حسن علیہ السلام کے پاس لایا گیا تو اس نے کہا کہ میں ایک بات آپ کے کان میں کہنا چاہتا ہوں تو اس پر جناب حسن علیہ السلام نے اس کی بات سننے سے انکار کر دیا اور اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ اس کا ارادہ میرا کان چھیننا تھا پھر ابن ملجم نے بھی نہ کوں سے کہا و اللہ اکبر حسن کے کان پر میرا قابو چل جاتا تو کان سے اس سے منہ سے پکڑ کر چبا جاتا (لیکن علم امام نے بائبر کر دیا) ابن عقیل لکھتے ہیں کہ اس سید (امام حسن) کی حسن رائے دیکھ کر ایسی حالت میں کہ ان پر ایسی شدید مصیبت نازل ہوئی تھی جو مخلوق کو تو اس یا فتنہ کر دینے والی تھی کس حد تک دقیقہ دس تھی اور ملحون کہ دیکھ کر ایسی حالت میں جب کہ قتل ہونے جا رہا ہے۔ اپنی خفاشت اور ناپاک حرکت سے پھر بھی باز نہیں آ رہا تھا۔ مفاد پرست دنیا علی اور اولاد علی سے کس قدر بغض و کینہ رکھتی تھی۔

بیت المقدس کے ارد گرد بھی پھرتھا اس کے نیچے نئون موہزن تھا!

کتاب بیون الحجرات ترجمہ مولانا شریف صاحب ناشر مکتبہ ساجد ملتان صفحہ ۶۷-۶۸ میں ایک روایت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ امیر المومنین کے انتقال والے دن بیت المقدس کے ارد گرد بھی پھرتھا اس سے لڑن بہرہ رہا تھا۔ قریش کے نسب نامہ میں جو کتاب البدن نے نقل کی ہے اس میں زہری کی زبانی تحریر کیا گیا ہے۔ زہری کا بیان ہے کہ میں بیت المقدس سے آ رہا تھا اور عبدالملک بن مروان نے مجھ سے دریافت کیا کہ زہری جس روز علی بن ابی طالب قتل ہوئے اس روز کون سی علامت پائی جاتی تھی میں نے کہا کہ لوگوں نے اس روز صبح کے وقت بیت المقدس کے جس پتھر کو بھی اٹھایا اسکے نیچے سے تازہ خون بہہ رہا تھا۔ عبدالملک نے کہا اے زہری ہم بھی اس علم سے بے بہرہ نہیں ہیں۔

امیر المومنین کے قاتل ابن ملجم کا انجام

اور نزحات القدس میں ابو القاسم حسن بن محمد المعروف بہ ابن الوفا سے منقول ہے کہ میں ایک روز مسجد کوفہ میں بیٹھا تھا کہ مقام امیر المومنین کے پاس ایک عجیب و غریب مجمع نظر پڑا وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک راہب بنو تصوف کا جوبہ پہنے ہوئے ہے اور نہایت خوش محاورہ اور قوی ہیکل ہے مقام مذکور کے برابر میں بیٹھا ہوا ذکر کر رہا ہے کہ ایک دن میں اپنے خداداد خانہ میں بیٹھا تھا کہ کوئی شخص بھی میرے پاس آجائے سکتا تھا یکایک میں نے دیکھا کہ عقاب کی طرح کا ایک بڑا پرندہ اور پر سے نیچے اترتا اور دریائے کنائس پر ایک پتھر کے اوپر بیٹھا اور جسم انسانی کا جو تھقانی حصہ تھے کمر کے چلا گیا پھر آیا اور پہلے حصہ کے برابر چڑھ کر اٹھ گیا اسی طرح چار دفعہ آیا اور چوتھائی حصہ ہر مرتبہ اٹھ کر چلا گیا یہاں تک کہ پورا جسم انسانی اس پتھر پر چھوڑ کر پرواز کر گیا۔ یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ چاروں ٹکڑے باہم مل کر ایک مکمل انسانی جسم بن گیا وہ بد صورت مرد اٹھ کر اپنی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ پرندہ سمیراں پہونچا اور اپنی چونچ سے اس کی چوتھائی حصہ کاٹ کر اٹھ گیا اسی طرح چار دفعہ کمر کے اس کے بدن کے چوتھائی حصے کوٹے جاتا تھا اور باقی بدن وہیں تڑپا رہ جاتا تھا یہاں تک کہ سارا بدن چار دفعہ میں اٹھ کر لے گیا میں اس واقعہ عجیبہ کو دیکھ کر نہایت متحیر اور متعجب ہوا اور اپنے دل میں نہایت افسوس کرتا تھا کہ کاش جب وہ شخص اٹھ کر کھڑا ہوا تھا اور اس کے اعضا دست اور مکمل ہو چکے تھے اس سے سوال کرتا تو کون ہے اور اس عذاب الیم اور عقاب عظیم کا کیا باعث ہے ناگاہ میں نے دیکھا کہ اسی جانور نے بدستور سابق چوتھائی بدن کوٹے کمر کے نکالا اور چاروں ٹکڑے باہم ملا کر پورا بدن تیار ہو گیا میں جلدی سے اس جسم کے پاس پہونچا اور اس کا

حال دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ میں بدترین اولاد آدم عبد الرحمن ابن بلعم ہوں جس نے رسول آخر الزماں صلعم کے وصی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو شہید کیا ہے۔ اور اسی روز سے اللہ تعالیٰ نے اس پر ندرے کو مجھ پر تحینات کیا ہے اور مجھ کو اس عذاب میں جو تونے دیکھا مبتلا کر رکھا ہے اور ہر روز کئی مرتبہ اس طرح مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے قے میں نکالتا ہے اور جب میں زندہ ہو جاتا ہوں تو پھر مجھ کو اسی ذلت و خواری سے مار ڈالتا ہے۔

حضرت علیؑ کے روضہ مبارک نجف میں اب بھی معجزے

شہرہ آفاق پاریس ادیب مسٹر ڈی۔ ایف کمر کا نے مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۶۲ء کے انگریزی بزمیہ کمرٹ بمبئی کی اشاعت میں بعنوان حضرت علی اعظمؑ کے روضہ نجف میں اب بھی معجزے ہوتے ہیں ایک مقالہ سیر قلم کیا ہے جس کا ترجمہ ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں۔

”۱۹۶۸ء میں میرے گمہ اور مشانہ کا ایک پیچیدہ آپشن ہوا اس آپشن کے بعد ہی جس کے زخم کاٹان ۱۲۔ اچھے لمبا ہے میرے دل میں حضرت علیؑ کے روضہ پر حاضری کی شدید تمنا پیدا ہوئی اس لئے کہ چودہ سال پہلے اسلام کا یہ عظیم رہنما میرے خواب میں آیا تھا۔! وہ میرے خواب میں کیوں آئے تھے یہ مجھ سے نہ پوچھئے۔ مجھے معلوم ہوا کہ علیؑ عراق کے شہر نجف میں جو بغداد سے ۸۰ کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ دفن ہیں بمبئی کے عراقی قونصل جنرل کا مسکن قدسی نقش و نگار سے آراستہ فریچر اور میں ترکی قہوہ پی رہا تھا۔ یہ قہوہ لذیذ تھا لیکن میرے گمہ کے لئے جس سے ابھی ابھی پتھری نکالی گئی تھی مفید نہیں تھا میں نے اسی وقت قونصل جنرل کو سفر عراق کی وجہ بتائی۔ میں عراق جانا چاہتا ہوں مگر صحافی کی حیثیت سے نہیں بلکہ زائر کی حیثیت سے۔ میں مزار علیؑ پر حاضر ہوں

ایناندرانہ عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں۔“ حضرت علیؑ عراقی قونصل جنرل نے متعجب ہو کر کہا لیکن آپ تو مسلمان نہیں ہیں، جی ہاں! میں نے جواب دیا میں مسلمان نہیں ہوں لیکن ۱۹۵۷ء میں سب سے پہلے میرے خواب میں حضرت علیؑ آئے تھے انھوں نے اپنا مبارک چہرہ دیکھا یا تھا، انھوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور انھوں نے مجھے اپنی جانب کھینچا تھا۔ قونصل جنرل نے جو اس نام کی عظمت کا پورا احساس رکھتا تھا میرے چہرے پر نگاہیں گاڑ دیں۔ اس پر خوف اور عظمت کا احساس طاری ہو چکا تھا اور اسی احساس کے تحت اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل رہے تھے ”حضرت علیؑ“ انھوں نے پھر کہا، لیکن آپ مسلمان نہیں ہیں پھر وہ آپ کے خواب میں کیوں تشریف لائے۔؟

میں نے جواب دیا، مجھے نہ پوچھئے کیوں؟ یہ سوال حضرت علیؑ سے کیجئے مجھ سے نہ کیجئے۔ میں پہلی بار حضرت علیؑ کی جن ولادت کے دن نجف پہنچا تھا۔ یہ بڑی تعجب خیز بات تھی کہ اس دن جیسے ہی میں نے حضرت علیؑ کے روضہ میں قدم رکھا ویسے ہی ساری روشنی کے جھاڑ اچانک روشن ہو گئے تھے اور ان کی روشنی سے روضہ کے گنبد میں جوڑے ہوئے ہزاروں آئینے جگمگا اٹھتے تھے۔

فروری ۱۹۶۸ء میں دوبارہ نجف گیا میں نے محسوس کیا کہ اس وقت میری حاضری سے حضرت علیؑ زیادہ خوش نہ تھے۔ ان کے روضہ کے طلائی گنبد کی مرمت ہو رہی تھی یہ وہی زمانہ تھا جب ایک آسٹریلین غنڈہ نے یروشلم کے قدیمی حرم میں مسجد اقصیٰ کو آگ لگانے کی کوشش کی تھی اور اس وقت جبکہ میں نجف کے روضہ اقدس کے ایک کونے میں بیٹھا دعائوں میں مصروف تھا ایک مسلح حفاظتی دستہ میری نگہانی کر رہا تھا۔ بنوب میں ایک سید کے ساتھ روضہ سے باہر صحن میں آیا تو اس وسیع و عریض صحن میں ہم چھن دو آدمی تھے باقی سارا روضہ خالی تھا۔ اب میں نجف کے تیسرے سفر سے واپس آیا ہوں یہ میری تیسری زیارت اپنے صحن و

دلکشی میں سابقہ زیارات کو ماند کر دیتی ہے۔ جیسا کہ نرٹ کے قارئین جانتے ہیں
یہ سال میرے لئے اور اخبار کے لئے کچھ اچھا ثابت نہیں ہوا اسلئے
ان کاموں کے علاوہ جو مجھے مشرق وسطیٰ میں تھے میں اس روضہ اقدس
پر ضرور حاضری دینا چاہتا تھا جس کا مکس اس وقت بھی میری مدد کر رہا
ہے۔ جس وقت ساری دنیا مجھ پر ہز میں غائبہ کرتی ہے! اور اس حضوری
کا نتیجہ یہ ہے کہ میں جسمانی، ذہنی اور روحانی طور پر زیادہ تازہ دم
نظر آتا ہوں۔

اتحاد کی صبح کو سوا سات بجے ہم بمبئی سے بغداد کے لئے روانہ ہوئے
۲۴ گھنٹہ میں وہاں پہنچ گئے دوسرے دن پیر کو ہم کربلا کی راہ سے
بجفت کے لئے روانہ ہوئے۔ میرے ڈرائیور کا خیال تھا کہ میں کربلا کی
زیارت کروں گا جہاں حضرت علی علیہ السلام کے دو سیٹوں یعنی امام حسین
اور حضرت عباسؑ کے مزارات ہیں۔ یہ دونوں کربلا کی جنگ میں شہید
ہوئے تھے میں نے ڈرائیور سے کہا کہ ہم سیدھے بجفت جائیں گے ڈرائیور
نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔ سارے سیاح پہلے کربلا جاتے ہیں پورا
کمرے، میں نے جواب دیا میں سیاح نہیں ہوں۔ ڈرائیور نے مڑ کر
تعجب سے دیکھا۔ میں نے اسے سمجھایا۔ میں نہ مسلمان ہوں اور نہ سیاح
ہوں۔ میں حضرت علیؑ کے حضور میں عقیدت کا سہ جھکا ہوں اسلئے
کہ برسوں پہلے وہ میرے خواب میں آئے تھے گزشتہ سال جب میں
بے حد بیمار تھا تو پورے سال انھوں نے ہی مجھے باقی رکھا۔ دوسرے
میں اسے یہ نکتہ سمجھانا چاہتا تھا کہ بجفت کے روضہ کا اور میرا ایک ذاتی
اور نجی رشتہ ہے جس کا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے، اچھا تو آپ
پہلے بجفت جائیں گے اور پھر کربلا جائیں گے۔ ڈرائیور نے کہا۔!
بات کو سمجھنے والے پر ختم کر دیا ہم کربلا سے گزرے۔ اور باوجود
اس کے کہ میں نے کربلا کے دونوں مزاروں کو بڑے احترام سے ہاتھ جوڑ کر سلام
کیا اور براہ راست بجفت چلے گئے۔ پانچ کلومیٹر کے فاصلہ سے ہی بجفت کے آثار

نمایاں ہو گئے۔

حضرت علی علیہ السلام کے روضہ کا طلائی گنبد ستمبر کی دوپہر میں خوب چمک رہا
تھا اور میں نے دور ہی سے اسے پہچان لیا میرے دل میں ایک اور اضطرابی
کیفیت پیدا ہوئی۔ اور ظاہراً میں یوں سکون بنا رہا۔ "بابا، میں نے عرضی
کی ہیں بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بھر آنے کی اجازت عطا فرمائی۔
میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اور جیسا کہ میرا وردہ میں نے ایک
سو دس مرتبہ حضرت کے نام کا ورد کیا۔ اس سال میں نے فروری سے
کر اب تک یہ نام پانچ لاکھ مرتبہ سے زیادہ لیا ہو گا۔

یہاں پہنچ کر مجھ سے ایک غلطی ہو گئی بمبئی میں عراقی قذافی نے
مجھے بجفت کے گورنر کے نام ایک تعارفی خط دے دیا تھا اس لئے میں نے
سوچا کہ پہلے گورنر سے مل لوں۔ اس کے بعد روضہ پر چلوں۔ چونکہ عراق
گورنمنٹ کے نمائندگان نے بڑے حسن و اخلاق کا مظاہرہ کیا تھا اس لئے
میں نے سوچا کہ یہی کرنا زیادہ مناسب ہو گا۔ لیکن بعد میں مجھے یہ معلوم
ہوا کہ میرے لئے ایسا کرنا غلط تھا۔!

میں کربلا میں نہیں ٹھہرا تو غیر! لیکن حضرت علیؑ کے حضور میں نیاز مندی
کا سرخ کرنے سے قبل عراقی حکومت کے کسی مگر کے پاس خواہ وہ کتنا
ہی بلند مرتبہ ہو، جانا میری غلطی تھی۔

گورنر نے کہا ہوں سے میری ضیافت کی اور ایک حفاظتی دستہ بھی میرے
ساتھ کر دیا لیکن جیسے ہی میں روضہ پر پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ کلید
برطانیہ میرے داخلہ کی ممانعت کر رہی ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ میں صحن میں
تو ٹھہر سکتا ہوں لیکن روضہ کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ مجھے حضوری
سے محروم کر دیا گیا تھا۔!

یہ تو میری غلطی تھی اور میں خود اپنے سوا کسی کو الزام نہیں دے سکتا
جیسے عالم احساس میں یہ نادبی الفاظ سن رہا تھا۔ تم جس کے پاس
میں خود خواب میں آیا تھا تم میرے پاس ہونے کے لئے حکومت کا واسطہ تلاش

کرتے ہو۔

میں نے کوئی پروا نہ نہیں سنی لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ (حضرت علیؓ) مجھ سے یہی جملہ فرما رہے تھے۔ میں نے اپنی غلطی کا احساس کر لیا تھا لیکن اب اس کی تلافی بھی کیا ہو سکتی تھی۔ میں صدر دروازہ کے باہر کھڑا ہو گیا اور مجھے جو ملامت کی گئی تھی اسے میں نے قبول کر لیا میں اپنے کورٹ کی جیب سے وہ کاہ ڈنگالا جس پر میں نے ان لوگوں کے نام لکھ لئے تھے جن کے لئے مجھے دعا کرنی تھی۔ اور وہ چیزیں لکھ لکھی تھیں جن کے لئے کرنا تھی میں صحن میں کھڑا دعائیں کر رہا تھا اور منکلوں عرب عورتیں اور بچے مجھے دیکھ رہے تھے۔ مجھے خود اپنے برابر سے آ رہا تھا میرے ساتھ حفاظتی دستے کو دیکھ کر کچھ سیدر دھند سے باہر آئے وہ میرے متعلق آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک آدمی بار بار اپنے سینے پر ہاتھ رکھتا تھا میرے پوچھنے پر مجھے بتایا گیا کہ وہ مجھ سے یہ کہہ رہا ہے کہ "امام علیؓ"، تمھارے دل میں ہیں۔" سپاہی مجھ سے دور کھڑے تھے انھوں نے مجھے چھوڑ دیا تھا تاکہ میں اطمینان سے دعا کر لوں۔ انھوں نے اندر مہربانی کھانا ضرور کھلایا لیکن وہ مجھے دروضہ کے اندر نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ میں بھی اندر نہیں جانا چاہتا تھا مجھے اپنے ملک میں جیل جانا پڑا تھا لیکن اس سے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی تھی اس کی مثال تو ایسی تھی جیسے زندگی میں ذرا سا خاک جسم پر پڑ جائے۔ لیکن حضرت علیؓ کے دروضہ کے اندر جانے کی اجازت نہ ملنا میرے لئے اندھ تھکلیف دہ تھا۔ یہ تو ایسا ہی تھا جیسے کسی برہمن کو اس کے مقدس مندر میں جلنے سے روک دیا جائے۔ میں نے دعائیں کی اور نہایت رنج اور مایوسی کے عالم میں بغداد والیں ہو گیا انھوں نے ہی (حضرت علیؓ) مجھے شکست قبول کر لینا بھی سیکھا یا تھا اور یہ درس بھی دیا تھا کہ ایک دن انھیں کی بدولت مجھے اچھے دن دیکھنا نصیب ہوں گے۔ برسوں کی محنت کے نتیجہ میں

مجھے یہ اندھی عقیدت حاصل ہوئی تھی لیکن اب میں پریشان تھا اس لئے کہ خود انھوں نے اس تیسری زیارت کے وقت مجھے ٹھکرا دیا تھا آخر مجھ سے کیا غلطی ہوئی؟ میں بسٹر بریٹیا ہی سوچ رہا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ معلوم ہوا کہ حکومت عراق کا ایک نمائندہ مجھے ہٹل کی لابی میں میرا منتظر ہے اس کا یہ کہنا تھا کہ وہ مجھے جانتا ہے لیکن شاید میں اسے نہیں پہچان سکوں گا۔ میں نے اسے اندر اپنے کمرے میں بلا لیا۔ وہ عراقی وزارت اطلاعات کا وہی افسر تھا جو مجھے ۱۹۶۵ء میں پہلی مرتبہ بھٹ لے گیا تھا میں نے اس سے کہا میں نے اپنی نئی کتاب میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ وہ پھر حکومت کی جانب سے آیا تھا تاکہ مجھے بھٹ پہنچا دے۔ اسے بہت تعجب ہوا جب میں نے کہا کہ میں دوبارہ اس سفر کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اس شدید گری میں چھ گھنٹے کا سفر اور پھر آج مجھے دروضہ پر داخلہ کی اجازت بھی نہیں ملی تھی کبھی زندگی میں ایسی مایوسی اور دل شکستگی کا سامنا نہیں ہوا تھا میرا کارنامہ نمائندہ بہت مہربان تھا۔ اس نے کہا وہ میرے لئے خصوصی اجازت نامہ حاصل کر لے گا۔ حکومت کو میری آمد کی اطلاع تھی چنانچہ حکومت نے اسے بھیجا تھا کہ وہ میری خبر گیری کرے اور مجھے بھٹ پہنچا دے لیکن میں اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کر رہا تھا کہ حضرت علیؓ مجھ سے دور دور ہیں کھینچے کھینچے ہیں "تم ڈی۔ ایف کر اگا" جس کے پاس میں خود آیا۔ تم میرے پاس حکومت کے واسطے سے آتے ہو؟ میں نے یہ لفظ تو نہیں سنے لیکن میں نے یہ ڈانٹ یہ تادیب پوری شدت سے محسوس کی۔ میں نے پاس کے عالم میں سر ہلایا اور میں نے افسر اطلاعات سے کہا کہ اب میں دوبارہ بھٹ کی زیارت کے بغیر ہندوستان جانے پر آمادہ ہوں حالانکہ یہ چیز میرے لئے حلال رہے "تکلیف دہ ہوگی۔ منگل کا دن آگیا میں نے طے کر لیا تھا کہ اب میں کچھ نہیں کرونگا میں نے اپنے ہوسٹل سے باہر تک پہنچ نہیں نکالا۔ وزارت خوارجر کا ایک بڑا افسر جس کے نام میرے پاس تعارفی خط تھا مجھ سے ملنے آیا میں اس سے اپنا مایوسی کا ذکر کیا۔ اور وہ مجھ سے بہت متاثر ہوا اس نے مجھے تسکین دیتے ہوئے کہا کہ اگر حضرت علیؓ السلام آپ کو طلب کرتے ہیں تو آپ

اب بھی جائیں گے اس کے الفاظ بالکل صحیح ثابت ہوئے اس لئے کہ ایک عجیب واقعہ کے نتیجے میں دوسرے ہی روز میں بخف جا رہا تھا۔ راستہ میں کمر بلا واقعہ تھی میں نے حسب دستور سر جھکا لیا لیکن وہاں ٹھہرا نہیں دور سے بخف کی روشنیاں نظر آ رہی تھیں ان میں حضرت علی علیہ السلام کے گنبد کی روشنیاں خاص طور پر نمایاں تھیں۔ رات بھی صاف تھی اور سڑک بھی صاف تھی۔ سوا دو گھنٹہ میں بخف پہنچ گیا وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ ساری ٹرکیں موٹروں اور بسوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اور پانچ لاکھ آدمی اس رات میں بخف پہنچ چکے ہیں کیوں مجھے نہیں معلوم! پولیس نے ہماری کار کو اس راستہ سے جو روڑہ کو جاتا تھا ہٹا دیا۔ ہماری موٹر داہنی طرف مڑ گئی۔ لیکن اتنا ہجوم تھا کہ موٹر زیادہ آگے نہیں بڑھ سکی۔ چنانچہ ایک گلی میں ہم نے موٹر چھوڑ دی۔ میں موٹر سے اترا روڑہ کا دروازہ ایک چوتھائی میل کے فاصلہ پر صاف نظر آ رہا تھا۔

میں جس سڑک پر تھا دلیس میرے خیال میں ساری دنیا میں ایک سڑک تھی یہ سڑک وہی ہے جس کا ذکر بائبل میں ہے اور میں نے اسے اس وقت دیکھا تھا جب برسوں پہلے ایک دن کے لئے بیروت سے دمشق گیا تھا اس سڑک کا نام "صراط مستقیم" تھا یہ سڑک بہت مقدس سمجھی جاتی ہے اس لئے کہ بائبل کے بقول اس سڑک پر حضرت عیسیٰ چلے گئے تھے جیسے ہی بخف کی اس سڑک پر روانہ ہوا جو روڑہ کو جاتی تھی مجھ پر احترام تقدس اور خوف کی ملی جلی کیفیت طاری ہو گئی۔ میں صحن میں داخل ہو گیا مگر میں غصیب کا مجمع اور سڑکوں سے زیادہ بھیڑ بھاڑ تھی ایک ایچ زمین نہیں نظر نہیں آتی تھی۔ ہزاروں عورتیں کافی عبا میں اوڑھے اس سمت میں بڑھ رہی تھیں جلد ہر سے روشنی کا سیلاب آ رہا تھا۔ میں نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا اور نہ مڑ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے جا ہاک ایک طرف کنارے ہو جاؤں تاکہ وہ لوگ جو میرے پیچھے آ رہے ہیں آگے بڑھ کر روڑہ تک چلے جائیں میں یہ اس لئے چاہتا تھا کہ مجھے یہ معلوم تھا کہ اس مرتبہ مجھے روڑہ کے اندر حاضر ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ اور مجھے باہر ہی کھڑے

رہنا چاہیے کیونکہ یہ ان کا (حضرت علی علیہ السلام) حکم تھا اس لئے میں بھی اس حکم کی تعمیل کرنا چاہتا تھا لیکن پھر ایک لہلا آیا جس میں زیادہ تر عورتیں تھیں اور انہیں دے کے نتیجے میں پھر کنارے سے ہٹ کے میں اصل مجمع میں پہنچ گیا عین اسی وقت میرے سینے میں درد شروع ہوا میں جان گیا کہ یہ دل کے اس پٹے کا درد ہے جسے پوتا میں میرے ماہر امراض قلب نے کہا تھا کہ وہ مر چکا ہے اور اس کے نتیجے میں اب نہ درد ہو گا اور نہ پٹے میں زندگی پیدا ہوگی۔ میں مجمع میں پسایا جا رہا تھا اور مجھے پسینہ آنا شروع ہو گیا۔ قلب کے دورہ کی نشانیوں کو میں خوب جانتا ہوں اس لئے اب جو کیفیات مجھ پر طاری ہو رہی تھیں ان کے نتیجے میں میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ شاید اب یہیں اور اسی وقت مجھے قلب کا دورہ پھٹنے لپٹنے والا ہے۔

میں یوں سو رہا تھا، مجھے کچھ ہوش نہیں تھا اور دے کے زور میں بڑھتا جا رہا تھا اچانک میرا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا اور میں نے دیکھا کہ میں روڑہ کی سڑکوں تک پہنچ گیا ہوں میرے پاؤں لٹکھڑانے لگے اور میں گھٹنوں کے بل گرنے لگا میں نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اور چاروں طرف نظر ڈالی تاکہ یہ معلوم کروں کہ میں کہاں ہوں؟ معلوم ہوا کہ میں اس جگہ ہوں جہاں جوتے اتارے جاتے ہیں۔ میں کفش بردار کے سامنے تھا اس نے میرے پتیل لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور قبل اس کے کہ میں یہ سوچتا کہ اب کہہ جاؤں مجھے جیسے کسی نے اٹھا کے آگے پہنچا دیا اور میں نے اچانک دیکھا کہ میں روڑہ کے اندر ہوں۔ روڑہ میں نور کا سیلاب تھا۔ روشنی کے وہ جھاڑو ایک مرتبہ صرف میرے لئے روشن کئے گئے تھے پوری تابانی سے جگمگا رہے تھے۔ اور میں نے نور کے اس اطمینان میں حضرت علی علیہ السلام کی مقدس ترین بارگاہ کے اندر کھڑا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ خود مجھے میرے جسم و جان کے ساتھ اٹھا کے روڑہ میں آئے تھے۔ روشنیاں پوری جگمگا رہی تھیں اور گنبد دیواروں

کے آئینے ان روشنیوں کے عکس سے میرے کی طرح چمک رہے تھے اور جس طرح پہلے میرا استقبال کرتے تھے اسی طرح آج بھی مجھے خوش آمدید کہہ رہے تھے میں گہندے کے نیچے پہنچا دیا گیا تھا۔ یہاں بے پناہ مجمع تھا اور لوگ تھانوں میں مصروف تھے۔ میرے لئے کسی طرف جانا ناممکن تھا۔ میں بس فریج کی طرف بڑھ سکتا تھا۔ واپسی کا سوال نہیں تھا۔ ریلے میں ٹھہرنا ممکن نہیں تھا۔ اس لئے میں بھی ریلے کے ساتھ آگے بڑھنے پر مجبور تھا۔

فریج کے ایک جانب کھڑے ہوئے سیٹروں نے میرا استقبال کیا۔ کیا یہ استقبال محض خوش اخلاقی کے مظاہرہ کے طور پر تھا؟ یا انھیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ میں کون ہوں۔ انسان کی یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنی حقیقت سے زیادہ اہمیت دیتا ہے لیکن حضرت علی علیہ السلام کی عمر میں قریب قسائم کی ہوئی فریج کے گرد طواف کرتے وقت میں نے اپنے دل کی گراہیوں میں یہ محسوس کیا کہ دنیا میں اس شخص سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا جس کی بارگاہ میں نہ رات نہ عقیقت پیش کرنے کے لئے لاکھوں آدمی اس روضہ میں جمع ہوئے ہیں۔ میں نے ۶ اپریل ۱۹۵۷ء کی صبح صادق کے وقت خواب میں پہلی بار ان کی زیارت کی تھی۔ اس وقت سے آج تک میں نے جب بھی ان کا نام سنا ہے تو یہ دیکھ لیا ہے کہ ان کا نام بڑے احترام سے لیا جاتا ہے میں تمام مذاہب کے سارے بزرگوں کا احترام کرتا ہوں لیکن جب حضرت علیؑ کا نام لیا جاتا ہے تو میں محسوس کیا ہے کہ ایک سناٹا سا بٹھا جاتا ہے اس لئے کہ اس نام میں دوسرے ناموں سے الگ ایک خاص تاثیر ایک جگہ کا کہ کیفیت پائی جاتی ہے یہ فرق کیا ہے اسے میں آج تک معلوم نہیں کر سکا۔ لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے۔

مجھے یہ فرق زیادہ بین زیادہ واضح طور پر معلوم ہوتا جاتا ہے۔ جیسا کہ سیمیں فریج میں بندھے ہوئے سبز سبز رنگ کے کپڑوں کا عکس ان آئینوں میں انعکاس پذیر سبز رنگ ایسا خوشبودار تھا کہ میں یہ محسوس کرتا تھا جیسے میں میرے اور زہرہ کے شامیانے کے

نیچے طواف کر رہا ہوں۔ ایسا لگتا تھا جیسے میں خواب کی دنیا میں سیر کرناں ہوں۔ میرے آگے ایک عبا پوش سچی تھی جو فریج تک پہنچنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہی تھی۔ اس نے دوسرے کوشش کی لیکن دونوں مرتبہ زور توں کے ریلے کی وجہ سے وہ فریج تک پہنچنے میں ناکام رہی پھر وہ ہاتھ بڑھائے رہی اور آخر کار اس نے فریج کو "جو علی علیہ السلام کا دروازہ" کہلاتی ہے چھو رہی لیا۔ اس کی عبا سر سے گری جا رہی تھی چنانچہ اس نے اپنی عبا کھینچی اور فریج پر جھک گئی میں اس کے پاس سے گزرا تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرا دی اور آگے بڑھ گئی۔ میں جیسے مڑا ویسے فریج تک پہنچ گیا۔ اب میں نے پہلی بار فریج کو چھوا اور ایک ٹھنڈی سانس، اطمینان اور سکون کی سانس لی میری زبان سے کوئی لفظ نہیں نکلا اس لئے کہ اس جذبات آفریں موقع پر وقت گویائی سلب ہو جاتی ہے۔ لیکن مجھے حضرت علی علیہ السلام سے کچھ سمجھنے کی حاجت بھی کیا تھی؟ میں جانتا ہوں کہ میرے دل میں جو کچھ ہے اُسے وہ خوب جانتے ہیں۔ میں زمین آدمیوں کی قطار میں تھیں لیکن جب ہم روضہ کی دوسری سمت پہنچے تو مجمع کم ہو رہا تھا۔ میں روضہ سے باہر چلا والا تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ میرے لئے راستہ صاف کر دیا گیا ہے فریج اقدس تک میرے لئے راستہ کھلا ہوا ہے تاکہ میں فریج تک جاؤں اور بغیر کسی دھکا سے فریج سے اپنا جسم مس کر دوں چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا مجھے نہیں معلوم کہ میں کیا کیا کہتا رہا۔ بس مجھے اس کا ہوش ہے کہ میں فریج کو بیکر طے ہوئے تھا۔ مجھے محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے شانوں سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا ہے جب میں روضہ سے باہر نکلا تو میں دل پر جود باؤ اور شدید درد محسوس کرتا تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ میرے پاؤں کا نپس رہے تھے لیکن میں اب بھی کھڑا رہ سکتا تھا میں آہستہ آہستہ نماز کی صفوں سے گزرتا وہاں پہنچا جہاں جوتے رکھے جاتے ہیں۔ یہاں سے صحن میں آیا اور صحن سے گزرتا ہوا اسی سڑک پر آگیا جو دمشق کی صراطِ مستقیم کے مانند تھی۔

جب میں روضہ کے اندر سے باہر آ رہا تھا تو میں نے یا علیؑ یا علیؑ کی وہ صدائیں سنیں جن سے میں پہلے سے آشنا تھا اس دوران میں نے وہاں لوگوں سے سوال کیا آج لاکھول آدمی یہاں کیوں جمع ہوئے ہیں؟
 جواب ملا "آج شب معراج ہے، جب ہمارے رسول آسمان پر تشریف لے گئے تھے، میں نے سہرہ لادیا۔"

سال کے سارے دنوں میں حضرت علیؑ علیہ السلام مجھے شرف حضور کا عطا کرنے کے لئے مخصوص ایام کا انتخاب فرماتے ہیں پہلی مرتبہ مجھے آپؑ اپنی سالگرہ کے دن طلب فرمایا تھا اور اس مرتبہ شب معراج میں مجھے طہری کا شرف عطا فرمایا گیا۔

قبر مبارک کا دوسرا معجزہ!

(۲) کتاب تذکرہ خاندان خدا از مصطفائی بیگم نامہ کتاب گنج بخش روڈ لاہور صفحہ نمبر ۶۷ یہ کتاب عہد شاہجہانی کے ایک مستند تذکرے کا تلخیص اور ترجمہ ہے اس کے اندر صفحہ ۶۷ پر تحریر ہے

"آنحضرتؐ کی شہادت کے بعد ایک کافر جس کا نام مرہ بن قیس تھا آپؐ کی قبر شریف کو لڑکھڑکیاں نکالنا چاہتا تھا چنانچہ اس ناقص ارادہ سے وہ مرقد مقدس کے پاس گیا اور ہاتھ بڑھایا مگر مزاد مبارک تک ہاتھ پہنچنے سے پہلے دو انگلیاں حرقہ سے نکلیں اور ملعون کے پلیدہ کو اس کے تن ناپاک سے جھٹکا کر دیا۔ اور اس وقت سے آج تک بھرا ایسے برے کام کی جرات نہیں ہوئی۔ یہ سچی — مرنے کے بعد آپؐ کی کرامات!"

قبر کا تیسرا معجزہ حضرت علیؑ علیہ السلام سے عداوت کی سزا

کتاب جبل المقتین فی معجزات بعد دفن امیر المومنین سے ملا محمد تقی خادم نے یہ حکایت نقل کی جس میں یہ سطور ہیں کہ بغداد اور حلقہ کے درمیان ایک بستی ہے جس کا نام جھاویل ہے وہاں ایک شخص روحی جولانے (ابتدائی ایام میں شیعہ بن علیؑ کی مخالفت میں بے حد متعصب تھا وہ کہتا ہے کہ بغداد کی جامع مسجد کا خطیب ہو کہ بہت ہی مشہور و معروف تھا۔ میرے گھر کے نزدیک رہتا تھا اور ہر وقت ہمارا اس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ اگر تو اس غریب میں نجات حاصل کرنا چاہتا ہے اور مجھے بہشت مل جائے تو فلاں طائفہ کا اگر کوئی آدمی مل جائے تو اسے قتل کر دے۔ ایک دن اتفاقاً میں جھاویل سے آ رہا تھا۔ رجم کی تھیلی میرے پاس تھی اور میں گھوڑے پر سوار تھا اور بغداد کی طرف جا رہا تھا اچانک میری نگاہ ایک ایرانی طائفہ پر پڑی۔ اس طائفہ کا ایک بوڑھا آدمی دیکھا جو اپنی سواری سے اترا ہوا تھا اور بوجہ ضعیفی سوار نہ ہو سکتا تھا اور اپنے قافلہ سے جھگڑ گیا تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس کو قتل کر دوں۔ پھر اپنے آپ سے کہا کہ پہلے یہ تو دریافت کر لوں کہ کیا یہ اسی ایرانی قافلہ کا آدمی ہے یا نہیں جب اس کے قریب پہنچا تو اس نے مجھ سے التجا کی کہ میں اسے سواری پر سوار کر دوں۔ میں نے اس سے کہا کہ میں تو محب علیؑ ہوں اس نے کہا میں بھی محب علیؑ ہوں۔ میں نے کہا تو جھوٹ بول رہا ہے میرے اس کہنے پر اس نے بدگونی شروع کر دی اب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ اسی ایرانی قافلہ کا فرد ہے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اس کا گم بیان پکڑ لیا تاکہ اسے قتل کر دوں۔ اس وقت وہ جناب امیر المومنینؑ سے متصل ہوا اور فریاد کی کیا امیر المومنینؑ میری فریاد کو پہنچیں۔ اچانک ایک آدمی نے اس کو میرے منہ پر طمانچہ مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو میری صورت مستحضر ہو چکی تھی منہ پٹھا ہو گیا تھا اور میرے بدن کا عضو ہضم دردمند رہا تھا۔ میں اس طرح بیتاب ہوا کہ نہ تو وہ ایرانی آدمی نظر آیا اور نہ میرا گھوڑا وہاں موجود

تھا میں میراں ہو کر کہ یہ دیکھا کہ رہا تھا اتنے میں ایک آدمی پیدا رہے پیچھے سے آیا۔ اس نے مجھے اٹھا کر بستی میں پہنچا دیا۔ میں نے اس بیماری کا جس قدر علاج کیا مجھے کوئی فائدہ نہ ہوا آخر کار (میں دیکھات کے آدمی جو امیر المؤمنین علیہ السلام کے محب تھے اور اس کے دشمنوں سے بیزاری کرتے تھے) انہوں نے مشورہ دیا کہ بہت تک نجف اشرف جاکر توبہ نہ کرو گے اور ان کے دشمنوں سے بیزاری نہیں کرو گے اس بلا سے تمھاری نجات ممکن نہیں۔ چنانچہ میں نے نذر مانی کہ میں امیر المؤمنین علیہ السلام کا غلام ہو چکا ہوں اس کے بعد میں عازم نجف اشرف ہوا۔

جب میں نجف کی حدود میں پہنچا اور حضرت کے روح القدس پر نظر پڑی تو میرے اعضاء کا درد کم ہو گیا اس وقت میں نے فریاد کی کہ مولانا مجھے اس مصیبت سے آزاد فرمائیں۔ جب میں اٹھا تو درد کا کچھ بھی اتر باقی نہ تھا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو میرا گھوڑا وہاں موجود تھا۔ اور خود حین اسی طرح اس کی کشت پر رکھی ہوئی تھی۔

میں نے آواز دی تو آدمی گھوڑے کو میرے پاس لے آئے۔ اور وہ حین میں رقم والی تھیلی اسی طرح موجود تھی۔ اس رقم میں سے سو قروش نقد دے کر دے۔ مولانا کے روح القدس کی زیارت کی وہاں سے کہ بلائے معلیٰ پھر کاظمین میں پہنچ کر زیارت سے شرف ہوا۔ اور رقم کو ہر زیارت کے موقع پر تقسیم کرنا رہا۔ بالآخر واپس گھر پہنچا۔

لوگوں کو میری آمد کی اطلاع ملی۔ وہ ملنے کے لئے آئے اور وہ خطیب بھی ہوا میں اسے اپنے ہاں ٹھہرایا۔ جب رات ہوئی تو میں نے مکان کے دروازے بند کر کے اپنے نوکروں سے کہا کہ اس کی خوب بٹائی کرو۔ جب بٹائی کے بعد بیہوش ہو گیا تو میں نے اسے اپنے مکان سے اٹھوا کر گلی میں پھینک دیا اس لئے کہ گندے والوں نے اسے اٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا اور اس طرح دشمنی اہلبیت کی اسے سزا مل گئی۔

(ماخوذ از کتب نجات مؤلفہ رحمۃ الاسلام آقا علی اکبر نہادندی)

قبر مبارک جناب امیر علیہ السلام کا چوتھا منجزہ

(۲۱)

یہاں لوگ اور لنگڑے سب ٹھیک ہو جاتے ہیں کتاب مفتاح الحجاب اور ترجمہ ناسر امامیہ کتب خانہ موجی دروازہ لاہور صفحہ نمبر ۱۳۹۔ ابو عبد اللہ محمد بن بطوطہ جو علمائے اہل سنت میں سے ہیں۔ اور بہت بڑے تارخ داں بھی ہیں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں وہ اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ جب میں مکہ معظمہ سے نجف اشرف گیا تو وہاں جناب امیر علیہ السلام کے مقدس اطہر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ

”جناب امیر کی قبر اس شہر نجف میں واقع ہے اور یہاں شیعہ حضرات رہتے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کی قبر مبارک سے کافی کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کی رات میں جیسے وہاں کے رہنے والے بیداری کی رات کہتے ہیں اطراف عراق۔ خراسان۔ روم اور دیگر ایرانی ستروں سے جمع ہو جاتے ہیں۔ اس میں وہ لوگ بھی شامل ہوتے ہیں جو لوگ لنگڑے اور دیگر بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ غنا کی غنا کے بعد حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کی مزار مقدس کے پاس ان مبتلاؤں کو جمع کر دیا جاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی ان کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں اور پھر اقطا کر دیتے رہتے ہیں کہ کب یہ مفلیح لوگ ٹھیک ہو کر اٹھتے ہیں اور دوسرے لوگ جو ان کے گرد جمع ہوتے ہیں وہ یا نماز پڑھنے میں یا قرآن کی تلاوت یا پھر ذکر الہی میں اپنے کو مشغول رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ لوگ ان مفلیح آدمیوں کو دیکھا کرتے ہیں کہ کب ٹھیک ہوتے ہیں۔ جب رات آدمی یاد و تہائی گذر جاتی ہے تو اس وقت یہ تمام

حریف جو چلنے پھرنے سے محروم ہوتے ہیں بالکل تندرست ہو جاتے ہیں اور یہ پڑھتے ہوئے وہاں چل دیتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش جناب امیر علیہ السلام

مومنین حضرت اکیلے ایک صوفی درویش کا ذایا کشف

حضرت علی علیہ السلام کے نام کے بارہ عدد نقش جس سے ہر خاص و عام فیض روحانی حاصل کر سکتا ہے!

یہ نقش تعداد میں ۱۲ ہیں جن کو علم اعداد کے ذریعہ حضرت علی علیہ السلام کے اسم مبارک یعنی لفظ "علی" کا حساب نکال کر دوسرے معتبر ناموں کے حساب اعداد نکال کر ان سے حضرت علی علیہ السلام کے اعداد کو نسبت دے کر مرتب کئے ہیں۔ یہ ایک صوفی درویش کا کشف ہے جو اس کو اہلبیت کے دربار سے عطا ہوا ہے ہر نقش اپنا الگ مقام - خاصیت - فوائد اور کام رکھتا ہے جو آگے چیلکر لکھوں گا۔

یہ نقش اعظم جناب صوفی الحاج عشت علی صاحب جو جیکب لائن میں رہتے ہیں چھکے عطا کئے ہیں جو ان کو ان کے دادا صاحب اشرف علی صاحب مرحوم مرحومہ وائے ساکن فراش خانہ احاطہ حجن صاحب گلی میر ملہری دہلی نے دیئے تھے آپ نے تمام عمر قدم شریف نبی کریم کے دروازے پر بے ہودے حجرے میں قیام کیا اور وہیں وفات پائی۔ آپ کی قبر بھی اُس ہی جگہ تالاب کے بائیں جانب ہے۔ یہ نقش آپ نے چودہ سال یاد اہلی میں لبر کر کے بعد حاصل کئے تھے۔ آپ ہر اُس خاص و عام کا جو پریشان حال ہو تا اور آپ سے رجوع کرتا تھا اس کی ان مقدس نقوشوں کے

ذریعہ داد رسی کرتے تھے جناب صوفی اشرف علی صاحب کے گھرنے والے حنفی العقیدہ مسلمان ہیں ان کے گھرنے کی ہر عورت جوڑی، رنگین کپڑے اور کسی قسم کی خوشی وغیرہ ایام عزای یعنی محرم الحرام میں نہیں کرتے تھے۔ ۱۰ محرم کو ان کے گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا۔ ۱۳ محرم کو یوم ولادت جناب امیر علیہ السلام کی خوشی منائی جاتی تھی کپڑے پہنے جاتے تھے ان کے خاندان کے فرد جناب صوفی عشت علی صاحب بھی یہی سب کچھ کرتے ہیں جو انھوں نے اپنے بزرگوں کو کھرتے دیکھا تھا آپ بڑے محب اہلبیت ہیں ایران - عراق - شام وغیرہ کی زیارت پہلے کر کے گئے پھر اس کے بعد لصفیہ حج کی ادائیگی کی۔ آپ کا کہنا ہے کہ ان نقوشوں کو میں پاکستان میں ۳ سال سے برابر بنی نوز النشان کے فائدے کے لئے استعمال کر رہا ہوں اور ۶ سال پہلے میرے دادا اس سے لوگوں کو فیض روحانی عطا کرتے رہے۔

صوفی صاحب سے جب میری ملاقات ہوئی تو جناب نے کہا کہ آپ ان نقوشوں کو اپنی کتاب "علی علی" میں لکھ کر تمام لوگوں کو بخش دیجئے کیونکہ میرا آخری وقت ہے اور میری کوئی اولاد نہیں ہے جس کو میں یہ بیش بہا خیرینہ عطا کروں۔ ان نقوشوں سے تمام مومنین حضرات پائشی مدد کہہ کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

صوفی عشت علی صاحب ۱۳/۲/۱۴۱۱ھ جیکب لائن کراچی میں مقیم ہیں ان سے اور مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

نقش لکھنے اور استعمال کرنے کا طریقہ

بادنہ جاہلناز پر بیٹھ کر ایک سو دس مرتبہ یا علی اور کنی کہہ کر عقیدت کے ساتھ حمد اور انکی آل پاک پر درود و سلام پڑھ کر پھر ان کو عرق کلاب میں گھول کر پھر حسب ضرورت صاف اور پاک کاغذ پر نقش

لکھ کر تباہ ہوئے طریقہ پر استعمال کیجئے انشاء اللہ آپ کی ہر نیک اور جائز خواہش مولائے علیؑ پورہ کر دیں گے۔

نقشِ اول

مولائے کائنات حضرت علیؑ علیہ السلام کے "علیؑ" کے اعداد ۱۱ کی نسبت

نقش کی خاصیت اور فوائد

۲۰	۳۳	۳۰	۲۷
۳۱	۲۶	۲۱	۳۲
۲۵	۲۸	۳۵	۲۲
۳۴	۲۳	۱۴	۲۹

- (۱) ہر کام میں بفضلِ خدا کامیابی ہوگی۔
- (۲) مشکل آسان ہوگی۔
- (۳) دشمن زبردست ہوگا مغربی تو نہ ہوگی
- میں بدل جائے گی۔
- (۴) مسافرت میں ہو تو گھر خیریت سے واپس آئے گا۔

(۵) اگر جسم میں سوچن یا درم ہو تو ۱۰ مرتبہ یا علیؑ یا علیؑ کہہ کر اس کے اندر دم کر دیجئے۔ انشاء اللہ آرام ہو جائے گا۔ اس نقش کو موسمِ جامہ کر کے بازو یا گلے میں پہنے۔

نقشِ دوم

حضرت علیؑ علیہ السلام کے نام "علیؑ" کے اعداد ۱۱ کی مناسبت جناب کی ولادت سے!

نقش کی خاصیت اور فوائد!

۱۳	۵۴	۲۳	۲۰
۲۴	۱۹	۱۴	۵۳
۱۸	۳۱	۵۶	۱۵
۵۵	۱۶	۱۷	۲۲

- (۱) اگر حاملہ عورت کو زعفران سے لکھ کر اس کا پانی پلا دیا جائے تو نیک اور صالح اولاد ہوگی اور وقتِ ولید آسانی ہوگی۔
- (۲) اگر شادی کی خواہش ہو تو اس نقش کو

لکھ کر اپنے پاس رکھے تو نیک و خوب صورت عورت ملے گی۔
(۳) کاروبار میں ترقی اور گھر میں خیر و برکت ہوگی اگر اس کو لکھ کر گھر اور دوکان میں لگائیں۔ (۴) اس نقش کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کوئی شخص عقیدت کے ساتھ پورا پورا ایک سوڑس مرتبہ صاف و پاک کاغذ پر زعفران سے لکھ کر آٹے کی ایک سوڑس گولیاں بنائے اور محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہ السلام پر درود و سلام پڑھتے ہوئے اس کو دریا میں ڈال دے یہ عمل ۲۱ دن تک کرے انشاء اللہ ۲۱ دن کے اندر اس کو مولائے علیؑ کی زیارت نصیب ہوگی۔ دورانِ عمل جھوٹ بولنے اور برائی کرنے سے پرہیز کرے۔

نقشِ سوم

حضرت علیؑ علیہ السلام کے نام "علیؑ" کے اعداد کی مناسبت جناب کی وفات اور شہدِ محراب سے

۲۸	۲۷	۳۴	۲۱
۳۳	۲۲	۲۷	۲۸
۲۳	۳۶	۲۵	۲۶
۲۶	۲۵	۲۵	۳۵

اس نقش کو لکھ کر اپنے پاس رکھنے والے کی جان و مال کی حفاظت بفضلِ خدا ہوگی وہ تمام آفات و ناگہانی مصیبت سے بچا رہے گا۔ (۲) مرنے والے کی قبر میں لکھ کر اس نقش کو رکھ دیا جائے تو مرنے والا عذابِ قبر سے نجات پائے گا (۳) زراعت کی ترقی کے لئے اس نقش کو لکھ کر اس کا

پانی کھیت میں ڈال دے۔ انشاء اللہ فضلِ بہت اچھی ہوگی اور اس کی حفا اللہ ایک خود کمرے گا (۴) وقتِ مرگ اس نقش کو دھو کر اس کا پانی مردے کے منہ میں ڈال دے اللہ تعالیٰ اس بندے کو لہجہ رحمت سے بخش دے گا۔

نقش چہارم

حضرت علی علیہ السلام کے نام "علی" کے اعداد ۱۰ کی مناسبت
پنجتن پاک - بارہ امام اور چودہ معصومین علیہ السلام سے

۴۹۹

نقش کی خاصیت اور فوائد

۱۴	۱۲	۴۹	۵
۴۹	۵	۱۴	۱۲
۵	۴۹	۱۲	۱۴
۱۲	۱۴	۵	۴۹

(۱) اس نقش کو لکھ کر یا س رکھنے والے
شخص سے اس کا حکم یا انیسہ نہی اختیار
کرے گا (۲) زبان بندہ کی کے لئے بہت
مفید ہے جائزہ شکل میں (۳) مقدمہ میں
کامیابی ہوگی لبتہ طیکہ حق پر ہوگا (۴) ارض
کو پانی میں دھو کر بلا میں بہت آسیر ہے۔

(۵) اگر کوئی شخص لایہ نہ ہو جائے اور ڈھونڈنے کے باوجود اس کا پتہ نہ چلتا
ہو تو اس نقش کو لکھ کر اور نقش کے نیچے اس شخص کا نام لکھ کر جس کو
بلا نا مقصود ہے انا کے پیڑ میں یا حالت مجبوری کسی پیڑ میں باندھ دو
انشاء اللہ وہ شخص ضرور آجائے گا۔

نقش پنجم

حضرت علی علیہ السلام کے نام علی کے اعداد ۱۰ کی مناسبت
شہادت خیزندہ عالی مقام سے!

۴۹۹

نقش کی خاصیت اور فوائد

۳۰	۲۰	۵۰	۱۰
۵۰	۱۰	۳۰	۲۰
۱۰	۵۰	۲۰	۳۰
۲۰	۳۰	۱۰	۵۰

(۱) اس نقش کو صومغرب کے درمیان
لکھ کر پھر اس کے نیچے حضرت عباس علیہ السلام کا نام
یا عباس المہدی لکھ کر شریعت یا دودھ

میں کھول کر بچوں کو بلا دیا جائے تو بارش اگر نہیں ہوتی ہوگی لہذا اللہ پاک
کے حکم سے بارش ہونے لگے گی۔

(۲) اگر کچے بہت روتے ہوں تو اس نقش اعظم کو لکھ کر پھر اس کے
نیچے حضرت علی اصغر علیہ السلام کا نام لکھ کر کچے کے گلے میں ڈال دو
انشاء اللہ بچے کا رو تائب نہ ہو جائے گا۔

نقش ششم

حضرت علی علیہ السلام کے نام علی کے اعداد ۱۰ کی مناسبت
جناب کی ولادت اور شب معراج سے!

۴۹۹

نقش کی خاصیت اور فوائد

۲۶	۲۱	۵۰	۱۳
۵۰	۱۳	۲۶	۲۱
۱۳	۵۰	۲۱	۲۶
۲۱	۲۶	۱۳	۵۰

(۱) اگر عورت متزوج جانے سے تیرہ دن
برابر اس نقش کو پانی یا دودھ میں کھول
کر بلا دیا جائے تو اولاد اللہ تعالیٰ کے فضل
نیک اور صالح ہوگی (۲) نافرمان بیوی
نا فرمان بچہ - نوکر یا غلام کو دھو کر
پلانے سے وفادار اور فرمان بردار ہوگا
(۳) اگر کوئی چیز پوری ہو گئی ہو یا کھو گئی

ہو تو اس نقش کو لکھ کر سر پرانے رکھ کر سو جائے انشاء اللہ خواب میں
حال معلوم ہو جائے گا۔ (۴) بیمار کو تین دن پلانے سے اللہ کے حکم سے شفا ہوگی۔

نقش ہفتم

حضرت علی علیہ السلام کے نام علی کے اعداد ۱۰ سے مناسبت
اللہ پاک کے نام سے!

نقش کے فوائد اور خاصیت (۱) اگر آسب زندہ ہو تو
اس نقش کو کپڑے کے اوپر لکھ کر اس کی دھونی آسب زندہ کو دی جائے

انشاء اللہ شفا پائے گا۔

۹۸۶
۱۱۰

۱۷	۲۰	۶۴	۹
۶۳	۱۰	۱۶	۲۱
۱۱	۶۶	۱۸	۱۵
۱۹	۱۴	۱۲	۶۵

(۲) مریض مری یا غشی آنے والے یا سوکھ کی بیماری والے کو ادھر بتائے ہوئے طریقہ سے لکھ کر گلاب کے پانی میں دھو کر پلائے تو انشاء اللہ شفا پائے گا۔

(۳) عورت بچے اور بچہ سی کا دودھ کم ہو تو اس کو اس ہی طرح لکھ کر پانی میں دھو کر پلانے سے دودھ کی کمی دور ہو جائے گی اور خداوند کریم کے حکم سے کافی دودھ ہوگا۔

نقش ہشتم

حضرت علی علیہ السلام کے نام علی کے اعداد ۱۱۰ سے مناسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے

۹۸۶
۱۱۰

۶	۳	۸۱	۱۲
۸۰	۱۴	۳	۴
۱۴	۸۳	۱	۲
۲	۱	۱۵	۸۲

(۱) صبح کی نماز پڑھنے کے بعد پہلے ۹۲ مرتبہ یا اللہ کہے پھر یا رسول اللہ کہتے پھر یا علی کہے اور اس نقش کو بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق لکھتے۔ پھر ظہر اور عصر کی نماز کے پڑھنے کے بعد بارہ مرتبہ یا اللہ یا رسول اللہ یا علی کہے اس نقش کو اپنے پاس رکھتے تو اللہ کے حکم سے عزت پائے گا۔ دشمن زیر ہوں گے مرتبہ عطا ہوگا۔

نقش نہم

حضرت علی علیہ السلام کے نام "علی" کے اعداد ۱۱۰ کی مناسبت جناب کی وفات سے !

۹۸۶
۱۱۰

۲۸	۳۱	۳۰	۲۱
۲۹	۱۲	۲۷	۳۲
۲۳	۳۲	۲۹	۲۶
۳۰	۲۵	۲۴	۳۱

نقش کی خاصیت اور فوائد

(۱) اس نقش کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جس کے پاس ہوگا وہ شخص گناہوں سے باز رہے گا اور خیالات بد سے محفوظ رہے گا نیک اور صالح خیالات اس کے ذہن میں بہ درخش پائیں گے۔ ۲۱، ۲۲ دن تک روزانہ لکھ کر اپنے کی کوئی بنا کر دیر یا سمندر میں ڈالے

لو جو مراد رکھتا ہوگا وہ پورے ہوگا۔ غیب سے ہونے والے گناہ (۳) نقش کو دودھ یا پانی میں دھو کر پلانے سے بچے پڑھنے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں ذہن بڑھائی کی طرف لگنے لگتا ہے اور بچہ عالم بنتا ہے۔

نقش دہم

حضرت علی علیہ السلام کے نام علی کے اعداد کی مناسبت پختن پاک سے !

۹۸۶
۱۱۰

۱۲	۱۵	۷۸	۵
۷۷	۶	۱۱	۱۶
۷	۸۰	۱۳	۱۰
۱۴	۹	۸	۷۹

نقش کے خواص اور فائدے

(۱) جو کوئی شخص فقر فاقہ سے رنجیدہ ہو گھر میں لکھ کر کسی جگہ لگا دے انشاء اللہ پریشانی سے نجات پائے گا۔ (۲) کاروبار کی جگہ پر رکھنے سے برکت ہوگی مفلسی دور ہوگی تو نیکوئی آئے گی روزی میں برکت ہوگی۔

اگر کھمک پاس رکھے تو ہر بلا و ناگہانی سے محفوظ رہے گا۔ (۵) قرضہ نہ ہو تو قرضہ سے بچاتے گی (۶) دشمن نہ یہ ہوں گے (۷) حاکم مہربان ہوگا۔

نقش نمبر ۱۱

حضرت علی علیہ السلام کے نام "علی" کے

اعداد کی مناسبت بارہ انا کے

۷۸۶
۱۱۰

نقش کے خواص اور فائدے

۱۲	۲۱	۳۰	۲۷
۳۱	۲۶	۱۳	۲۰
۲۵	۲۸	۲۳	۱۲
۲۲	۱۵	۲۲	۲۹

۱) یہ نقش ہر مہر میں اکیسیر نظم ہے اور

ہر مصیبت میں مشکل کشائی کرتا ہے۔

۲) چاندی پر کندہ کر کے پاس رکھے تو

دشمن بفرج پائے گا۔ حاکم مہربان

ہوں گے۔ ہر آفات سے محفوظ رہے گا۔

۳) خلق میں عزت اور وقار حاصل ہوگا۔

۴) مشکلات دیریناں دور ہوں گی۔

۵) نور خدا سے پر نور ہوگا۔ ہر شخص کو چاندی پر لکھو اگر اس نقش

کو اپنے پاس رکھنا چاہیے۔

نقش نمبر ۱۲

حضرت علی علیہ السلام کے نام "علی" کے

اعداد ۱۱۰ کی مناسبت چودہ معصومین سے!

نقش کی خاصیت اور فائدے :- (۱) اس نقش کو کھمک اپنے پاس رکھے تو سفر میں ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رہے گا۔

۷۸۶
۱۱۰

(۲) سوتے میں ڈر لگتا ہو تو ڈر جاتا ہے گا۔

(۳) ظالم کے ظلم، بلا ناگہانی اور

طوفان سے محفوظ رہے گا۔

(۴) اگر کوئی شخص دماغی توازن

اور کسی اثر میں مبتلا ہو تو اس

نقش کو پانی میں دھو کر پلانے سے

الذیاک شفا دے گا اور اپنا

فصل کرے گا۔ !!!

۱۲	۵	۲۷	۲۰
۲۸	۲۳	۱۵	۲
۲۲	۲۵	۷	۱۶
۶	۱۷	۲۷	۲۶

موت کے علاوہ تمام بیماریوں کا نام علی سے علاج

بحوالہ کتاب "آپ کا کیا حال ہے" از عبدالکریم مشتاق۔ اس کتاب میں

جناب عبدالکریم مشتاق صاحب نے ایک عظیم نسخہ تحریر کیا ہے جس کو

میں مسلمانان عالم کے فائدے کے لئے تحریر کر رہا ہوں۔

هو الشفاء

باطھارت واعتقاد کے ساتھ لاہوری نمک کی چٹکی لیجئے مصنفہ پر تن

میں رکھئے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھئے پھر گیارہ مرتبہ اللہم

صل علی محمد وآل محمد پڑھئے اور پھر ۱۱ مرتبہ یا علی پڑھئے اور پھر

گیارہ مرتبہ درود اللہم صل علی محمد آل محمد پڑھ کر اس نمک پر دم

کر دیجئے پھر مریض کو کھلا دیجئے۔ موت کے علاوہ تمام مہر میں کا علاج

ہے۔ انشاء اللہ مشکل کٹنا و عالم کے نام کی قوت کا زندہ بنوے قراہم

ہوگا۔ یہ عمل گیارہ دن تک برابر کرنا ہے۔

مناجات زعفر بن رحمۃ اللہ علیہ

یہ ایک مخصوص اور کامیاب مناجات ہے جس کو حضرت زعفر بن رحمۃ اللہ علیہ پڑھا کرتے تھے اگر پریشانی حال اس مناجات کو پڑھے انشاء اللہ اس کی پریشانی دور ہوگی اور مرد مولا کے کائنات کے دربار سے پوری ہوگی۔

ترکیب عمل

۱۳۵۔ وقت اس مناجات کو رات کے ڈیڑھ بجے کے بعد تین روز تک ایک وقت اور ایک وقت اور ایک مقام پر تنہائی اور نیک ارادے کے ساتھ اول و آخر امرتہ حمد و آل محمد پر درود پڑھ کر شروع کرے۔ انشاء اللہ کامیابی ہی کامیابی ہے۔

مناجات

يَا وَلِيَّ النَّاسِ يَا وَلِيَّ اللَّهِ اغْنِنِي
يَا قَسَّةَ عَيْنٍ اسدِ اللَّهِ اغْنِنِي
قَدْ جُئْتُكَ اِلَى بَابِكَ لِلَّهِ اغْنِنِي
ارْحَمِ لِنَبِيِّ لِيَدِ اللَّهِ اغْنِنِي

مَنْ كَانَ سِوَاكَ مِلْكُ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ
لَا وَاللَّيْلِ اَغْنِيكَ يَا حَضْرَتِ عَبَّاسِ

دشمن کو فنا کرنے کا کامیاب عمل!

یہ بڑا کامیاب عمل ہے۔ جس کو سرکار صدر العلماء و عامل روحانی علامہ سید محمد ذکی الہ بھٹاوی صاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا اور مجھ کو اجازت مرحمت فرمائی کہ میں اس کو اپنی کتاب میں شائع کر کے مومنین حضرات کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع دوں۔ یہ آپ کے گھرانے کا مہر و رونی عمل ہے جس سے آپ کے آباء و اجداد مختلف مواقع پر فائدہ غیبی اٹھا چکے ہیں۔ اس عمل کو شروع کرنے سے پہلے آپ کو عمل کی شرط:- ایماندار رہیے یہ طے کرنا ہوگا کہ آپ حق پر ہیں اور آپ کا دشمن ناحق۔ کوئی کوشش میل ملاپ کی نہیں ہے ہر ترکیب صلح و صفائی کی بے کار ہو چکی ہے۔ دشمن نے عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے۔ اس وقت اس عمل کو کرنا چاہیے۔

ترکیب عمل:- بارہو بارہ اور ایک بجے دن کے دوران دھوپ کے اندر ایک تیا چاقو سیدھے ہاتھ میں لے کر ایک سفید کاغذ پر دشمن کی شکل بقور کر کے اول و آخر ۱۱ مرتبہ محمد و آل محمد پر درود بھیج کر مصر و ثانی پر جب زن کا لفظ آئے تو چاقو کو تھوڑے کیلے کے مقام پر (کاغذ پر) مارنے یہ عمل دس دن تک ہر روز ۱۱ مرتبہ کرے۔ (۱۱ مرتبہ یہ شعر پڑھے:-)

دعا ہے عمل

ضرے کہ نہ دی برہم کر مرہ بن قیس یا صاحب اسرار
یکبار دگر برہم کر دشمن من "نہن" یا حیدر کہار

حضرت علیؑ کی زندگی کا نصب العین

”اُن کے افکار، گفتار اور کردار میں سُلَامِی (سُلامی) نظر آتا ہے۔“
(علامہ مفتی سید نصیر اللہ جتوئی)

آج اس وسیع کائنات عقل و لُغی کو مطمئن کرنے کے لئے ہمیں تحریک اسلام کی منزل پر منزل رہبری کا اندر بردہ مطالعہ کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ وہ اسلام جو اللہ کی نگاہ میں ”دین محبوب“ اور دین مصطفیٰ، تھا جس کی بُنیاد عدل و انصاف اور تقویٰ پر رکھی وہ کیوں اپنے نقاطِ اہلیہ سے دور اور ”مردود اللہ“ سے متجاہد دکھائی دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں اسکی افادیت اور تاثیر ختم ہو گئی اور اس کے مخرات متیریں اور نتائج کفر و شکواری سے

علامہ مفتی سید نصیر اللہ جتوئی

اُمّتِ محمدیہ پر ہو گئی اور وہ قدم جو کس مسنِ املکی (کس کا ملک ہے) بجا رہی تھی اب خدا کے منِ مالکی (میرا کونسا ملک ہے) بلند کئے ہوئے ہے۔ بڑے غم سے کہتے تھے کہ قیصر و کسریٰ کا تاج ہمارا ہی کھو کر میں ہے اب تباؤ و کلامِ سلطنتوں کا مرثیہ غمِ کس کے قدموں پر ہے وہ جو اب سے خارج لیتے تھے تباؤ و کس کا فرِ قوم سے قرضہ نہیں لیتے، وہ جو قیصر کو کلب کہتے تھے اب تباؤ و قیصر یاد رکھے آگے دم نہیں ملائے۔ کہاں گیادہ طنطنہ کہاں گیادہ ہم ہم، کہاں تھی وہ حرکتِ سر پر ہر دم، کہاں تھی وہ سطوتِ کج کلہی؟ تو توڑا تھی دامنِ عقل اور محرومانِ علم حیح اٹھیں گے کہ ہم میں وہ اسلام نہیں۔ وہ اسلاف کی عظمتیں نہیں



جائے ولادت مولائے کائنات (خانہ کعبہ)



مسجد کوفہ (مقام ضربت)

ہیں یہیں تو کیا مردان، عبدالمالک، ولید، یزید، ہارون و مامون اسلام کے
مجسّم تھے؟ یہ ملکیت کی پیداوار یہ خانہ کعبہ کو جلائے والے، مدینہ کی ہجرت
تباہ کرنے والے، قرآن پر تیر برس آنے والے قرونِ اولیٰ کے مسلمان نہ تھے مسلمانوں
کے نمائندے نہ تھے جاتے تھے فتوحات ان کے دور میں نہ ہو رہی تھیں۔ پھر ان کا
وہ کونسا نہ ہو تو تقویٰ للہیت اور اخلاص تھا جس نے ان کو فتوحات حاصل
کیں اور اللہ کی نعمتوں کی گھٹائیں ان پر جھوم جھوم کر آئیں اور دھڑ دھڑ کر
برسیں تو کیا یہ ان کی خوش حالی، فتوحات اور کامیابیاں اس لئے تھیں کہ وہ اللہ کے
محبوب بندے اور نیکو کام مسلمان تھے۔ اگر الیسا نہیں ہے اور بہتیتاً ایسا نہیں ہے
تو پھر اس جاہلانہ تحریک کا مسلسل ادعا کہ ہماری مانتی میں شہرت و عظمت، فتح کامرانی
ہمارے مذہب کی حقانیت اور عقیدہ کی صداقت کی وجہ سے، کس قدر غلط بات
اور غلط اسرار ہے۔ مگر اس تاویک اور مذہب اندھیرے میں ایک چراغ روشن
انسانیت کے افق اعلیٰ پر جلوہ فگن تھا اس میں نہ مہم و مصیبت تھی نہ قبلیہ
نہ نژاد وہ حق و انصاف عدل و داد، صدق و اخلاص، تقویٰ اور ورع، دین
و شریعت پر ہر بات کہ تا وہ نام کے مسلمانوں کی چہار دیواری میں گھرے ہوئے
پوراغ کی طرح نہ تھا بلکہ ارہن و سماء کی وسعتوں پر چھائے ہوئے آفتاب کی
طرح تھا وہ فیض و افادیت کا دجلہ نہ تھا جو صرف ایک سرزمین کے سیراب
کرتا ہے وہ ساقی نہ تھا جس کا فیض مذہب و ملت سے حد بندوں
سے بلند ہرگز نہ لب کے لئے حاضر تھا۔ اس کی ذات نے ذکر و فکر کے جو
چراغ جلائے آج بھی کائنات اس سے روشن ہے۔ اس کو دیکھو اس کو سمجھو
اس کو ٹیپہ ہو اور اس کے راستے پر چلو کہ اسی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہے اس میں
اسلام کی حیات ہے۔ اسی میں مذہب کی وسعتیں جو اقوام ملل سے آگے
بنی آدم کے تخیل میں ڈھلتی ہیں یہی وہ ہے جو عوام اور حکومت کے درمیان
اس یل صراط کو عبور کرتا سکھاتا ہے جس پر چلنے سے بڑے بڑے سدا دیوں
کے پاؤں کپٹ گئے۔ آؤ کچھ دیر کے لئے ہم اس پر فریب دُنیا سے نکل کر اس
حقیقت پسند شخصیت کے سامنے کھڑے ہوں جس کے ایک ہاتھ میں عدل کی ترازو

ہے اور دوسرے ہاتھ میں تقویٰ کا سو بروج اور تمام عالم اسلامی اس کے
زیر سایہ اطمینان کی سانس لے رہا ہے۔ جو اس نے کہا اس کو دیکھو پھر کہنے والے
کو دیکھو کیا تم نے آزادی پر اس سے بہتر جملہ سنا ہے۔ اللہ نے تم کو آزاد پیدا
کیا لہذا تم لوگوں کے غلام کیوں بننے ہو؟ اور عوام کے احترام کے یا مہم میں
یہ حقیقت پسندانہ قول دیکھا کہ "اور تم وہ راستہ اختیار کرو جسے عوام کی اکثریت
پسند کرتی ہو کیونکہ عوام کی ناراضگی خواص کی ناراضگی کو بے اثر بنا دیتی ہے
اور اگر عوام ناراض ہوں تو خواص کی ناراضگی کوئی وقعت نہیں رکھتی ہے
یہ خواص و مصالحین حاکم کے اچھے حالات میں اپنی فرمائشوں اور تقاضوں
کی وجہ سے اس بے چارے پر بارگراں بنے رہتے ہیں اور جب حاکم کے حالات
خیراب ہوں تو فوراً کھسک جاتے ہیں حاکم کے انصاف پر ہر ہم ہوتے ہیں
مانگتے ہیں تو جیچر ہو جاتے ہیں عطا پر شکر نہیں کرتے نہ ملنے پر غم نہ نہیں
کھنتے اور یاد رکھو کہ دین کا مشقون مسلمانوں کی طاقت یہی عوام ہوتے ہیں۔
اور کیا آپ نے رائی کے رعایا سے رابطے پر اس سے بہتر کوئی مقولہ دیکھا
ہے کہ "رعایا کے دل حکمرانوں کے خزانے ہوتے ہیں" اب اس خزانے میں حکمران
عدل کے سکے رکھیں یا ظلم کے پتھر، جو رکھیں گے وہی پائیں گے۔
اور یہ انشا کہ اگر حکومت کے حق کا قیام اور باطل کا انہدام مقصود
نہ ہو تو یہ پالیسی سے بھی کمتر ہے اور یہ فرمان کہ حکومت کا مطلب یہ نہیں
کہ مال جمع کرنا اور کسی سے اپنا کینہ نکالنا۔ حکومت کا مقصد صرف یہ ہے کہ
باطل مردہ اور حق زندہ ہو۔ اور یہ کہ ذلیل میری نظر میں عزت والا ہے۔
یہاں تک کہ میں اس کا حق اس کو دے دوں اور عزت والا کمزور نہ ہے۔
یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کر لوں۔

امیر المومنین علی بن ابی طالب کی شخصیت

اخلاق و کردار کا فادہ نمونہ اور عظمت و بزرگی کا
دلکش مرقع ہے!

علامہ طالب جوہری

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام
کی شخصیت اخلاق و کردار کا وہ نادر نمونہ
اور عظمت اور بزرگی کا وہ دلکش مرقع
ہے کہ

تفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کمتر از این دل می کشد که بیا اینجا است
اسی لئے بولنے والوں کی زبانیں ادا کرنے
والوں کے قلم کی مدد و نشانہ کے حق ادا کرنے
سے قاصر اور آپ کی عظمت و منزلت
بیان کرنے سے عاجز ہیں یہ وہ منزل

ہے جہاں کیفیت ہوتی ہے کہ

ناقد ہر بگیاں ہے اسے کیا کہیے

علامہ طالب جوہری

خانہ نگشت بندہ اب ہے اسے کیا کہیے

یہ مترق و کمال، یہ عزت و بزرگی یہ جاہ و جلال، یہ حسن و جمال، یہ کردار
کی بلندی، یہ اخلاق کی خوبیوں پر ایک شخصیت میں کیسے جمع ہو گئیں۔

یکیز نگرم کہ ایک ہی شخص سبک وقت رجل کرار ویز فرار کی منزل پر بھی
ہوا اور ساتھ ہی ساتھ باب مدینۃ العلم کا درجہ بھی رکھتا ہو۔ میدان میں ہر
بلدوش اور تیغ بکف ہو اور منبر پر حکمت بزمیاں۔ وہ عالم ہو مگر باعمل متجارع
ہو مگر عادل، حاکم ہو مگر درجہ عبودیت کی ذمہ داریوں سے آگاہ!

امیر المومنین علی ابن ابی طالب کی اس تفصیل و عظمت کا سراغ لگاتے کے لئے
ہم کسی اور طرف نظر کرنے کے بجائے خود آپ ہی کے اقوال و خطبات پر توجہ کریں تو
ہمیں یہ معلوم کرنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب
نے اپنی عظمت کا لہذا تہنیت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کہ بتایا ہے حقیقت
امریہ ہے کہ پروردگار عالم نے ذات گرامی ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو خلق عظیم کی اس معراج پر فائز کیا جہاں حکم ہوا کہ لقمہ کان لکسم فی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب جس نے سرانح مینر سے جتنا کسب کر لیا
اس کی شخصیت اسی قدر روشن اور منور ہو گئی۔ علی ابن ابی طالب علیہ السلام
بدرجہ اس قربت فطری کے جو آپ کو اللہ کے رسول سے تھی تہنیت رسول کی نعمت سے
فیضیاب ہونے کے سبب زیادہ اہل تھے چنانچہ منہج البلاغۃ کے ایک خطبے میں
ارشاد فرماتے ہیں۔

تم جانے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب کی عورت داری
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے میرا مقام ان کے نزدیک کیا تھا میں کچھ ہی
تھا کہ رسول نے مجھے گود میں لے لیا تھا، اپنے سینے سے چمٹا لے رکھتے تھے بستر
میں اپنے پہلو میں جگہ دیتے تھے اپنے جسم مبارک کو مجھ سے مس کرتے تھے اور
اپنی خوشبو مجھے سنگھلاتے تھے پہلے آپ کسی چیز کو چھاتے پھر ہاتھ بنا کر میرے
منہ میں دیتے تھے۔ انھوں نے نہ تو میری کسی بات میں جھوٹ کا شائبہ پایا
اور نہ میرے کسی کام میں بغرض و کمزوری دیکھی۔ اللہ نے آپ کی دودھ پڑائی
کے وقت ہی سے فرشتوں میں سے ایک عظیم المرتبت ملک (روح القدس)
کو آپ کے ساتھ لگا دیا تھا جو انھیں شب و روز ہر گھنٹہ اور
پاکیز و سیرتوں کی راہ پر لے جاتا تھا اور میں ان کے پیچھے یوں لگا رہتا تھا
جیسے اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے آپ ہر روز میرے لئے اخلاق حسنہ کے پرچم
بلند کرتے اور مجھے ان کی پیروی کا حکم دیتے تھے اور ہر سال غار حرا میں چلے
حرفہ قیام فرماتے تھے۔ اور وہاں میرے علاوہ انھیں کوئی اور نہیں دیکھتا
تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب خداوند کے علاوہ

کسی گھر میں اسلام نہ تھا اور میں ان کا تیسرا تھا۔ میں وحی و رسالت کا لڑکہ دیکھتا تھا اور نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا۔

وحی و رسالت کے لڑکے اور نبوت کی خوشبو کا مرکز اور منبع وہ ذات قدسی صفات تھی جو اول مخلوق اور آخر مبعوث ہے جس نے باطل کی آگ میں حق کے پھول بھلائے۔ شمشک کے سمندہ میں لڑکھیل کا راستہ بنایا اور سسکتی دم لڑائی اخلاقی قدروں کو انجائزہ عمل سے جلایا، وہ اللہ کا محبوب اس کا بندہ اور رسول ہے۔

بروزانہ بھی پھر اس بھی خوشبو بھی پھول بھی

بندہ بھی ہے خود کا خدا کا رسول بھی

مُن جانے ہی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں عبدا اور معبود کے درمیان صرف ایک کمان کا فاصلہ رہ جاتا ہے بلکہ اس سے بھی کچھ کم۔ وہ رسالت اور نبوت کی اس منزل پر فائز ہے جہاں اس کے بعد کسی نبی یا رسول کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی کیونکہ اس کے ذریعہ دین کی تکمیل اور نعمت کا تمام پہنچا۔ وہ صادق اور امین جس کی صداقت اور امانت کے معترف وہ لوگ بھی ہیں جو اس کی جان کے دشمن تھے اور وہ رحمتہ اللعالمین جس نے اخلاق و کردار کا یہ معیار دنیا کو دیا کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو خود اپنے لئے پسند نہ کرے تاہم۔ وہ مکرم اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا اور اس نے اخلاق حسنہ کو ان بلند یوں تک پہنچا دیا جہاں پہنچتے ہوئے تخیل کے پر چلتے تھے وہ ایک ایسا شہر علم ہے جہاں اعمال صالحہ کی ایک دنیا آباد ہے جگہ جگہ تقویٰ کے پھول کھلے ہیں روش و روش محبت کی خوشبو مہک رہی ہے جہاں ہر طرف لڑکھیل کا تمدن جلوہ فرما ہے، عدل و انصاف کی حکمرانی ہے۔ یہ ایک ایسا شہر علم ہے جو تمدن کے لئے ایک مثال اور انسانی فلاح کے لئے ایک دلیل ہے رسول کی ذات عالمین کے لئے رحمت ہے۔ مطلب یہ ہے ہر روز اور ہر زمانے میں زندگی اپنی رہنمائی کے لئے اسی ذات مقدس صلعم

کی طرف دیکھئے۔ زندگی ایک رنگارنگ اور متنوع حقیقت ہے اس لئے رسول اللہ کی سیرت میں تنوع اور ہمہ گیری میں ایک ایسی جامعیت ہے جس کی مثال شہر سے دی گئی ہے جس طرح شہر متمدن زندگی کے ارتقا میں سنگ میل ہے اسی طرح ذات گمراہی پیغمبر و اہل بیت اور داعیان شرافت کے لئے ہر روز اور ہر عہد میں رہنمائی کرتی رہے گی۔

عبث در معنی من گزشت مولای روزی ہر سو
غنی مولایہ این معنی کہ پیغمبر بود مولای!

مشاہیر اسلام کی نظر میں واقعہ غدیر یعنی جشن میل دن مولا علیؑ کی حاکمیت کا اللہ کی طرف سے اعلان

عید غدیر خم وہ مبارک سعید دن ہے جس روز
اہل ایمان روزِ جانی مسرتوں سے بھر اندوز ہوتے ہیں۔ شکر یہ کی نمازیں ادا
کرتے ہیں، دعا میں پڑھتے ہیں، برادر ایمانی گلے سے ملے ہیں، ایک دوسرے
کو مبارکباد دیتے ہیں۔ غرض ایک ہمہ گیر خوشی سے لطف اندوز ہوتے ہیں
کیونکہ یہی وہ دن ہے جس روز دین اسلام کو حضرت اقدس الہی نے اپنی
خوشنودی و تکمیل کا پروانہ مرحمت کیا ارشاد ہوا۔ "الیوم اکملت لکم
دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً"
یہی وہ ہمایوں دن ہے جس روز آیت مذکورہ کے نزول سے قبل امتِ محمدیہ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ نے امت مرحومہ کی نجات کا وہ انتظام

فرمایا جس پر کاربند رہنے والا کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا یعنی روزِ روشن میں
سر میدان ہزاروں کے مجمع میں اور بعد نماز ظہر "حجۃ" کے مقام پر غدیر
کے میدان میں مرد و زن، جوان و پیر، مکی مدنی، مہاجر و انصاری، عرب
عجم، کالے گورے کے سامنے ارشاد فرمایا۔ من کنت موکلاً فہذا
اعلیٰ موکلاً۔ حضور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا جس
میں مولا ہوں اس کے یہ علی بھی مولا ہیں۔ اس اہم واقعہ کی مسرت اہل ایمان
کہ ہونا ہی چاہیے تھی اور ہوتی ہے۔ یہ حدیث شریف شیعوں کے نزدیک
ہی معتبر نہیں بلکہ بین الاسلامی حکمیت سے ثابت ہے مسلمانوں کے
ہر فرقے نے اس کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اہل علم نے ضخیم تصانیف اس
موضوع پر اپنی یادگار جھوٹیں ہیں۔ کچھ ناواقف لوگ کہتے ہیں یہ حدیث
شیعوں کے گھڑی بات ہے اس لئے آئینے دیکھیں اس مبارک حدیث
کو کس کس خوش قسمت نے روایت کیا ہے۔

اسامی صحابہ و تابعین و اہل بیت علیہم السلام

ابن عقبہ کتاب الموالاة میں لکھتے ہیں کہ یہ اسماء آن حضرات کے ہیں جنہوں
نے حدیث غدیر کو روایت کیا۔

- (۱) حضرت ابو بکر صدیقؓ (۲) حضرت عمر فاروقؓ (۳) حضرت عثمان غنیؓ
- (۴) حضرت علی مرتضیٰؓ (۵) حضرت طلحہؓ (۶) حضرت زبیرؓ (۷) حضرت عبدالرحمنؓ
- (۸) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (۹) حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ (۱۰)
- حضرت امام حسن علیہ السلام (۱۱) حضرت امام حسین علیہ السلام (۱۲) حضرت عبداللہؓ
- عباسؓ (۱۳) حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ (۱۴) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
- (۱۵) حضرت عمار بن یاسرؓ (۱۶) حضرت ابوذر غفاریؓ (۱۷) حضرت سلمانؓ
- فارسیؓ (۱۸) حضرت سعید بن مسعودؓ (۱۹) حضرت ختمہ بن ثابتؓ انصاریؓ
- (۲۰) حضرت ابوالیوب انصاریؓ (۲۱) حضرت ہبیل بن حنیفؓ (۲۲) حضرت عثمان بن حنیفؓ

(۲۳) حضرت خلیفہ بن ایمان (۲۳) حضرت عبداللہ بن عمر (۲۵) حضرت بلال عاذب
 انصاری (۲۶) حضرت رفاعہ بن رافع انصاری (۲۷) حضرت سمرہ بن جندب
 (۲۸) حضرت سلمہ بن لکدع (۲۹) حضرت زید بن ثابت انصاری (۳۰) حضرت
 ابولیلی انصاری (۳۱) حضرت ابو قتادہ انصاری (۳۲) حضرت سہیل بن سعد
 انصاری (۳۳) حضرت عدی بن حاتم طائی (۳۴) حضرت ثابت بن یزید بن دویہ
 (۳۵) حضرت کعب بن عجرہ انصاری (۳۶) حضرت ابو الہشتم بن بہتان انصاری
 بدری (۳۷) حضرت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص زہری (۳۸) حضرت مقداد بن عمر
 کنزی (۳۹) حضرت عمر بن ابی سلمہ (۴۰) حضرت عبداللہ بن السید محرومی۔
 (۴۱) حضرت عمران بن حصین خثعمی (۴۲) حضرت یزید بن الحصیب السلمی
 (۴۳) حضرت ابو سعید خدری (۴۴) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری (۴۵) حضرت
 جبریل بن عبداللہ سجلی (۴۶) حضرت زید بن ارقم انصاری (۴۷) حضرت غلیفہ
 بن اسید (۴۸) حضرت عمر بن الجحی (۴۹) حضرت زید بن عاصم انصاری (۵۰)
 حضرت مالک بن الحیرت (۵۱) حضرت ابوسلمان عاصم بن حمزہ (۵۲) عبد اللہ
 بن ثابت انصاری (۵۳) حضرت حبشی بن جنادہ سلوی (۵۴) حضرت قنبرہ
 الاسیدی (۵۵) حضرت عبید اللہ بن عاذب انصاری (۵۶) حضرت عمر بن
 حمزہ (۵۷) حضرت عبداللہ بن ابی ادی السلمی (۵۸) حضرت زید بن شہر اہیل
 انصاری (۵۹) حضرت عبید اللہ لشیر غانوی (۶۰) حضرت نعمان بن عجلان
 انصاری (۶۱) حضرت عبدالرحمن بن نعیم دیمی (۶۲) حضرت ابو الجراح خادم
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۶۳) حضرت ابو فضالہ انصاری (۶۴) حضرت عطیہ
 بشر مازی (۶۵) حضرت عامر بن ابی لیلی غفاری (۶۶) حضرت ابو الطفیل عامر
 بن دائلہ کنانی (۶۷) حضرت عبدالرحمن بن عبدالرب انصاری (۶۸) حضرت
 حسان بن ثابت انصاری (۶۹) حضرت سعد بن جنادہ غنوی (۷۰) حضرت
 عامر بن عمیر غنوی (۷۱) حضرت عبد اللہ بن یامیل (۷۲) حضرت جبہ بن جویہ غنوی
 (۷۳) حضرت عقیقہ بن عامر حمیری (۷۴) حضرت ابو ذؤیب شاعری (۷۵) حضرت ابو نجر
 غنوی (۷۶) حضرت ابو حنیفہ دہب۔ بن عبداللہ (۷۷) حضرت ابو امامہ باہلی۔

(۷۸) حضرت عامر بن حمزہ (۷۹) حضرت جندب سفیان بجلی (۸۰) حضرت اسامہ
 بن عمارہ بجلی (۸۱) حضرت حنظل بن حبیب (۸۲) حضرت قیس بن ثابت انصاری
 (۸۳) حضرت عبدالرحمن بن مذحج (۸۴) حضرت حبیب بن بدیل خزاعی (۸۵)
 حضرت انس بن مالک انصاری (۸۶) حضرت ابو ہریرہ (۸۷) حضرت جیلہ
 بن عمر انصاری (۸۸) حضرت ابو ہریرہ (۸۹) حضرت ابو رافع موی
 رسول اللہ (۹۰) حضرت ابو عمر بن عمر بن حصین انصاری (۹۱) حضرت ناجیہ
 بن عمر خزاعی۔ (۹۲) حضرت یعلیٰ بن حمرہ لثقی (۹۳) حضرت سعید بن سعد بن
 عبادہ انصاری (۹۴) حضرت ابوسریحہ انصاری (۹۵) حضرت فاطمہ بنت
 رسول اللہ (۹۶) ام المومنین حضرت عائشہ (۹۷) ام المومنین حضرت ام سلمہ
 (۹۸) حضرت ام ہانی بنت ابی طالب (۹۹) حضرت فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب
 (۱۰۰) حضرت اسماء بنت عمیس (۱۰۱) حضرت ابو زینب بنت عوف انصاری
 رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ان کے علاوہ شہد ذکر بن عقدۃ ثمانیہ و عشق بن
 رجلا من الصحابة و لم یذکر اسماء هم
 یہاں عقده نے اٹھائیس اصحابیوں کا اور ذکر کیا۔
 کیا بن کا نام نہیں لکھا۔

اسامی ائمہ محدثین مجربین حدیث غدیر

اس حدیث کو مجرب بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و ہر طبقہ کے محدثین
 کی جماعت کثیر نے روایت کیا ہے جن کے اسماء درج ذیل ہیں۔
 (۱) محمد بن اسحق صاحب السیرۃ (مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۱۹)
 (۲) یوسف اسرائیل بن یونس السبیعی (خصائص نسائی ص ۱)
 (۳) قاضی شریک بن عبد اللہ (خصائص نسائی ص ۱) (۴) محمد بن جعفر بن
 معروف بہ عندہ (ترمذی جلد ۵ ص ۵۲) (۵) دیکھ بن الجراح (ابن ماجہ ص ۱)

(٩١) عبد الله بن نعيم بن ابي (من كتاب احمد جلد ٨٧) (٩٢) عبد الله بن ابي
 بن بهام صحناني (مناقب خوارزمي ص ٩٠) (٩٣) حسين بن مروزي (قول
 المستحسن ص ٩٠) (٩٤) ابو نعيم فصل بن دكين كوفي مستدرک جلد ٣
 ص ١١ (٩٥) عقاب بن مسلم صفار (خواص الامه ص ١١) (٩٦) سعيد بن منصور
 غير اساني (كنز العمال جلد ٦ ص ١٢) (٩٧) علي بن حكيم الاودي (قول المستحسن
 ص ٢٠) (٩٨) علي بن محمد طنافسي (ابن ماجه ص ١٢) (٩٩) عبد بن محمد بن
 ابي شيبة العبي (قول المستحسن ص ٣٠) (١٠٠) عبيد الله بن عمر قتادة يري
 (قول المستحسن ص ٥٠) (١٠١) اسحاق بن ابراهيم حنظلي معروف به بن راسه به
 كنز العمال جلد ٦ ص ١٠ (١٠٢) عثمان بن محمد بن ابي الحسن بن ابي شيبة -
 (قول المستحسن ص ٢٠) (١٠٣) قتيبة بن سعيد سلفي (نصا لشئ ص ١٩) (١٠٤)
 امام احمد بن حنبل (مسند جلد ٤ ص ٨٧) (١٠٥) هارون بن عبد الله ابو موسى
 الجال (قول المستحسن ص ٢٠) (١٠٦) محمد بن بشير عدي (ترمذي جلد ٢ ص ٥٢)
 (١٠٧) ابو موسى بن محمد المشني عدي (ابن ابي ص ٣٣) (١٠٨) اسمعيل بن عبد الله
 اصفهاني الملقب بسمرية بن محمد المشني (قول المستحسن ص ٣٠) (١٠٩) محمد بن
 يحيى زبلي (ابن ابي ص ٢٥) (١١٠) محمد بن يزيد بن ماهر قرديني صاحب سنن
 (ابن ماجه ص ٢٠) (١١١) ابن ابي قتيبة عبد الله بن مسلم دينوري (كتاب الامه
 والسياسة جلد ٢ ص ٩) (١١٢) محمد بن عيسى بن سورة الترمذي صاحب
 السنن (ترمذي) تنزيه جلد ٢ ص ٢٨ (١١٣) ابن ابي عاصم احمد بن عمر شيباني
 كنز العمال جلد ٦ ص ٢٠ (١١٤) ذكرى بن يحيى السجزي الخياط (نسائي ص ٢٠)
 (١١٥) عبد الله بن امام احمد بن حنبل (كنز العمال جلد ٦ ص ٢٠) (١١٦) احمد بن عمر
 ابن عبد الخالق البزار (كنز العمال جلد ٤ ص ٢٠) (١١٧) محمد بن شعيب نسائي
 صاحب السنن (نصا لشئ نسائي ص ٢٩) (١١٨) حسن بن سفيان (مناقب خوارزمي
 ص ١٢) (١١٩) محمد بن جبريط يري (كنز العمال جلد ٦ ص ٣٠) (١٢٠) ابو القاسم
 عبد الله بن محمد لفي (رياض النفره جلد ٤ ص ١٩) (١٢١) محمد بن علي حسين
 بن بشر ابو عبد الله الزايد الحكيم (ترمذي) (قول المستحسن ص ٢٠) (١٢٢) احمد بن محمد

طحاوي (قول المستحسن ص ٣٨) (١٢٣) ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربه القرطبي (عقد الفريد
 جلد ٣ ص ٢٦) (١٢٤) حسين بن اسمعيل المحاملي (كنز العمال) جلد ٤ ص ١٥ (١٢٥)
 ابو العباس محمد بن محمد معروف به ابن عقده (قول المستحسن ص ٢٠) (١٢٦) علي بن
 احمد السجزي (مسند رك جلد ٣ ص ١٠) (١٢٧) محمد بن حبان بسقي (قول المستحسن
 ص ٣٠) (١٢٨) سليمان بن احمد طبراني (كنز العمال جلد ٦ ص ١٢) (١٢٩) احمد بن جعفر
 القطيعي (مسند رك جلد ٣ ص ١١) (١٣٠) علي بن عمر هار قطني (قول المستحسن
 ص ٢٠) (١٣١) محمد بن عبد الرحمن المتخلص النسيبي (رياض النفره جلد ٤ ص ١٩)
 (١٣٢) ابو عبد الله الحاكم صاحب مستدرک مستدرک ص ١٠ (١٣٣) احمد بن موسى
 بن مردويه اصفهاني (نيل الايلاء ص ٢٠) (١٣٤) ابو نعيم احمد بن عبد الله اصفهاني
 كنز العمال جلد ٦ ص ١٥ (١٣٥) ابن السمان اسمعيل بن علي زنجويه (ابن ابي ريشان)
 النفره جلد ٢ ص ١٠) (١٣٦) احمد بن حسين بسقي (مناقب خوارزمي ص ١١)
 (١٣٧) ابن عبد البر يوسف بن عبد الله نميري قرطبي (استيعاب جلد ٢ ص ٥٣)
 (١٣٨) احمد بن علي المعروف به خطيب بغدادي (كنز العمال جلد ٤ ص ١٥) (١٣٩)
 ابو الحسن علي احمد واهدي (مطالب السؤل ص ١٢) (١٤٠) احمد بن محمد بن ابراهيم
 تعلبي (خواص الامه ص ١٩) (١٤١) علي بن محمد جلالي معروف ابن المخاض -
 (نبايع المودة ص ٣٠) (١٤٢) علي بن الحسين بن علي (كنز العمال جلد ٦
 ص ٢٠) (١٤٣) ابو منصور شهر دار بن شيويه ديملي (مناقب خوارزمي ص ١١)
 (١٤٤) احمد بن محمد عاصمي (زين القتي قلبي ص ٢٠) (١٤٥) ابو الميزيد بن موفق بن احمد معروف
 به الخطيب خوارزمي (مناقب خوارزمي ص ١١) (١٤٦) علامه فخر الدين الرازي صاحب
 تفسير كبير (معارج المصطفى ص ١٥) (١٤٧) ابو السعادت مبادكة بن محمد
 معروف به ابن اثير حمزي (جامع الاصول جلد ٢ ص ١١) (١٤٨) ابو الحسن
 علي بن محمد معروف به ابن اثير حمزي (اسد الغاية جلد ٤ ص ٢٠) (١٤٩)
 محمد بن عبد الواحد مقلبي جبنلي (كنز العمال جلد ٦ ص ١٥) (١٥٠) محمد بن
 طحانيني شافعي (مطالب السؤل ص ١٢) (١٥١) ابو المنصور يوسف بن قرق علي
 سبط ابن الجوزي (تذكرة خواص الامه ص ١٠) (١٥٢) محمد بن يوسف بسقي

شافعی کفایتہ الطالب قلمی - (۶۸) ابو جعفر محمد بن احمد بن عبد اللہ طبری
 (ریاض جلد ۲ صفحہ ۱۶۹) ابو یحییٰ بن محمد حموی (نیایح المودۃ صفحہ ۱۹)
 (۷۰) شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن زہبی (تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ صفحہ ۲۲۵)
 (۷۱) نظام المرح نیشاپوری صاحب تفسیر رد المحتار المصطفیٰ صفحہ ۱۲
 (۷۲) ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب (مشکوٰۃ بشریف صفحہ ۵۵) (۷۳) محمد
 بن یوسف زرنندی (نیایح المودۃ صفحہ ۳۷) (۷۴) عبد اللہ بن اسعد یحیی شافعی
 (مرآۃ الجنان جلد ۱ صفحہ ۵۵) اسماعیل بن عمر دمشقی معروف بن کثیر صاحب
 تاریخ (قول المستحسن صفحہ ۲۱) علی بن شہاب الیمدانی (موردۃ القرطبی الممولہ
 نیایح المودۃ صفحہ ۲۲۹) (۷۵) محمد بن محمد معروف بخوارزمی (افضل الخطاب
 قلمی باب ۶۵ نیایح المودۃ صفحہ ۱۰۸) افضل الخطاب (۷۶) محمد بن محمد شمس الدین
 جزری صاحب حصن حصین (قول المستحسن صفحہ ۲۱۳) (۷۷) احمد بن علی معروف
 بہ ابن حجر عسقلانی (التہذیب التہذیب جلد ۳ صفحہ ۳۳۳) (۷۸) ابو الدین علی بن
 محمد معروف بہ ابن الصبار مالکی (فصول المہمہ صفحہ ۱۱۹) (۷۹) محمد بن احمد عینی حنفی
 شارح بخاری (معدۃ القاری معروف بہ عینی جلد ۷ صفحہ ۶۳) (۸۰) حسین بن
 معین الدین یزدی ہندی (فتاوح قلمی) (۸۱) ابو الدین علی بن عبد اللہ بن یحییٰ
 شافعی صاحب تجرید الفقہ (نیایح المودۃ صفحہ ۳۷) (۸۲) عبد اللہ بن ابی بکر
 معروف بہ جلال الدین سیوطی (جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۵۷) (۸۳) جرج الجوامع و تاج
 الخلفاء و غیرہ (۸۴) خطا اللہ بن فضل اللہ سفیر ازی معروف بہ جمال الدین
 محدث (الربعین و روضۃ الاحباب جلد ۳ صفحہ ۳۳۳) (۸۵) احمد بن محمد معروف
 بہ ابن حجر عسقلانی (صداق حرقہ صفحہ ۵۵) (۸۶) علی متقی بن حاتم الدین کنز العمال
 جلد ۲ صفحہ ۸۸۳) (۸۷) شیخ محمد صالح کشتفی (مناقب مرتضوی صفحہ ۶۷) (۸۸)
 ملا علی قادری ہروی (مرقاۃ بشریف مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۵۰) (۸۹) محمد بن عبد اللہ
 منادی (کنوز الحقائق ممولہ نیایح المودۃ صفحہ ۱۸) و فیض القدر جلد ۲ صفحہ ۴۲۲ -
 (۹۰) محمد بن محمد بن علی شیخانی قادری مدنی (اصراط السوی قلمی) (۹۱) احمد
 بن الفضل باکثر قلمی (وسیلۃ المال قلمی) (۹۲) شیخ عبد الحق محدث دہلوی -

(۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) محمد بن عبد الرسول مدنی (رسالۃ الاشاعر قلمی)
 (۹۷) حاتم الدین بن محمد یازید سہارنپوری صاحب مرافق الرافض (موردۃ القرطبی
 صفحہ ۹۶) مرزا محمد محمد خاں بدخشاہی (تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ صفحہ ۲۲۵) (۹۸) شاہ ولی اللہ
 محدث دہلوی (ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۸۱) (۹۹) محمد بن اسماعیل بن صلاح
 الامیر کمانی صفحانی (روضۃ ندیہ صفحہ ۶۷) (۱۰۰) محمد بن علی الصبان (اسعاف الزین
 صفحہ ۱۵۲) (۱۰۱) مولوی رشید الدین خاں (الفتاح لطافۃ المقال قلمی) (۱۰۲) ملا محمد
 مبین فرنگی محلی (وسیلۃ النجات صفحہ ۱۳) (۱۰۳) سید صدر الدین احمد
 رواج المصطفیٰ (۱۰۴) شیخ سلیمان حنفی بلخی قندوزی (نیایح المودۃ
 صفحہ ۳۳) (۱۰۵) مولوی ولی اللہ فرنگی محلی (مرآۃ المؤمنین و تنبیہ الغافلین
 صفحہ ۵۵) (۱۰۶) مولوی شاہ نقی علی قلندر علی کاکوروی (روضۃ الازہر صفحہ ۳۸)
 (۱۰۷) مولوی شاہ حسن بخش علی کاکوروی (تفریح الاذکیا جلد ۲ صفحہ ۳۸)
 (۱۰۸) مولوی حسن الزمان ترمذی حیدر آبادی (قول المستحسن صفحہ ۲۰۸)
 مولوی حافظ شاہ علی الزکریا قلندر علی کاکوروی (شہادت نامہ صفحہ ۱۰۹)
 مولوی حکیم مظہر الحق قندیزی شمس التواریخ جلد ۵ صفحہ ۵۵) (۱۱۰) حافظ عبد الرحمن
 پنجابی (المرفعی صفحہ ۵۵) و غیرہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین - آئمہ محدثین مرقومہ
 بالا حضرات کے حالات سے کتب اکابر قوم جملا ہیں -
 ناظرین محترم اب آپ پر اس حدیث کی اہمیت روشن ہو گئی ہوگی -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خطبہ سلسلۃ الزہب ! خطبہ غدیر بزبان جناب امیر علیہ السلام

یہ ایسا عظیم الشان نایاب گرانقدر خزانہ علم و معرفت گنجینہ رشید و ہدایت خطبہ مبارکہ ہے جو معصومینؑ کے دلوں میں ادلیا و دوزخا خطبہ اودیا کے سینوں میں محفوظ رہ کر جیل بعد جیل منتقل ہوتا رہا صنف قرطاس پر بہت بعد میں آپا کتابوں کی زینت بہت بعد میں بننا زور کتابت سے بہت بعد میں آراستہ ہوا یہ صرف مخصوص عین کے حلقوں میں فروسی صحبتوں میں جتنی محفلوں میں بہشتی دوستوں میں جام کوثر کی طرح گردش کرتا رہا۔
پیمانہ ایمان بن کر سب کو جا بختا رہا ہر کہہ و نہ کی زبان و قلم سماعت بھٹا سے ہو کر دان دامن کشاں رہا پھر محفل قابل مورد صالح دیکھ کر پہلے پہل صاحب کشف و کرامات سید السادات عالم باکمال صاحب اقبال مؤلف کے ہاتھوں نقاب رخ الٹ کر حکیم ناز سے نکھر کر جلوہ گاہ عام پر آیا۔
جامع النجیہ البلاغہ منار الہدی علامہ سید رضی علیہ الرحمۃ کی علمی آنکھیں پر تجسس نگاہیں یقیناً اس کو ڈھونڈھتی رہیں اور خطبات حضرت امیرؑ کے بحرہ خاں ناپید گناہ میں اس طرح گہرا ہر آبدار کے لئے عذہ اسی کہتی رہیں۔
اہل راز اسے اپنے سینوں میں چھپائے دل سے لگاؤ سے تیا احصاء آہستہ آہستہ ہوئے جان سے بڑھ کر حفاظت کرتے رہے علما اس کو سننے کی امیدیں لئے ہمہ تن گوش بن گئے عرفاء اس کی لذت اٹھانے کے لئے

محکمہ پیش ہو گئے ادبا، اس کو دیکھنے کے لئے مزایا چشم بن گئے بالآخر مصلحت امامت نے تقاضہ کیا اور زمانہ امام کاظم علیہ السلام میں انکشاف قبر امیرؑ کی طرح عہد امام رضاؑ میں انکشاف خطبہ امیرؑ ہوا اور اس کو سب سے پہلے ثانی علیؑ امام فاضل نے اپنے سن رسیدہ عمر و بزرگ صحابی قیاض بن محمد طوسیؑ کی موجودگی میں اپنے تخلص دوستوں کے جم غفیر و شیخ غریب میں سنایا۔ قیاض نے اس پورے واقعہ کو نوے سال کی عمر میں شہر طوس میں ۲۵۹ھ میں سعید بن ہارون الروزی سے بیان کیا۔ ہارون قیاض کہتے ہیں کہ میں در دولت امام رضا علیہ السلام پر روز غدیر حاضر ہوا تمام خالص و تخلص و مخصوص اصحاب کا خانہ اقدس میں اجتماع تھا۔ سب کو طعام غدیر کی دعوت تھی مولانا کے ساتھ سب کے سب روزہ دار تھے افطار کے لئے سب حاضر تھے کیا کہنا اس بے تکلف پاک و پاکیزہ ضیافت کا مقدس دن طیب و طاہر گھر طیب و طاہر دسترخوان طیب و طاہر طعام صاحب تطہیر میزبان حلقہ بگوشان تطہیر مہمان ایسی دعوت تو چشم فلک و حور ملک نے بھی نہ دیکھی تھی یہ صرف دعوت ہی نہ تھی بلکہ آیت جنت اس سخاوت نعمت پر کھج آئی تھی رب العالمین خود بھی اس دعوت میں میزبان تھا قدرت و لائق بخش دسترخوان تھی اس غذا کا ہر لقمہ درجات ایمان و حقائق عرفان کا ضامن تھا تقویت روح ایقان کا سبب تھا حقیقت قرآن کے مشاہدہ کا موجب تھا جنت کا اس گھر سے کیا تقابل اس طعام کا جنت سے کیا موازنہ آج تو کلتش غدیری کی مکمل بہا میں وارث لفظ بسم اللہ کے گھر میں سمٹ آئی تھیں عجیب منظر ہے جانشین غدیری مولانا ہے غدیر کا جمع ہے، غدیری دسترخوان ہے غدیر کا میزبان ہے غدیری مہمان ہے ہم مشربان غدیر جمع ہیں کسی کا امتیاز نہیں ہے۔ سب رنگ غدیر ہیں رنگے ہوئے عطر غدیر میں لبے ہوئے

ہیں۔ طعام مادی کی دعوت کے پہلے مولانا نے طعام روحانی کا ماندہ رحمت چھایا ہے آج غذا وہ ہو جس کا ذائقہ زبان آشنانہ ہو خطبہ وہ ہو جس کا لطف گوش آشنانہ ہو مولانا نے حکم دیا تمام حاضرین میں فردا فردا ہر صحابی کے گھرانے کے خیال و اطفال کے لئے کبھی غدیری خاصہ جائے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ غدیری کی تحفہ بھی ہو غدیری خلعت بھی ہو غدیری جوڑے بھی بھیجے جائیں سب کو غدیری انگوٹھیاں بھی نام بنام لقمہ ہوں کوئی محروم نہ رہے حتیٰ کہ پاپوش و غلیں تک کی کمی نہ رہے تکمیل خلعت غدیری میں کوئی کسر نہ رہے آج تنہا مومنین ہی سرشار نہ ہوں بلکہ مومنات بھی فیضیاب ہوں گویا غدیری انعام گھر بیٹھے ملتا ہے بشرطیکہ خالص ایمان ہو۔ مانے خوشی کے سب کے رنگ رخ بدل گئے رنگ محفل بدل گیا رنگ ماحول بدل گیا رنگ سادہ و سبک بدل گیا آج نرالا دن آگیا ہر طرف یوری قصائے کائنات ہیں زمین سے آسمان تک خوشی و مسرت چھا گئی ہو اے سخن عالم بھر خیز و بھر پیز و بھر پیز ہو گئی گل غدیری کی خوشبو مہکی خزاں بہاروں میں جا چھپی جامہ نو بہل کر آ رہی ہے۔ گل غدیر کھلنے لگا نسیم گل دوش ہو پراڑنے لگی برکتیں خانہ امام کے صدقہ ہونے لگی رحمتیں طواف کرنے لگیں سب انتظامات کے بعد ایک مرتبہ حضرت امام رضاؑ رونق افروزہ بزم غدیری ہوئے وارث لسان اللہ نے زبان عصمت کو گردش دہی لعل لب امامت واہوئے دہن اقدس سے آواز بلند ہوئی حدیثی ابی سنان میرے بابا حضرت کاظم علیہ السلام نے مجھ سے بیان فرمایا ان سے میرے دادا حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا ان سے میرے جد حضرت محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا ان سے میرے جد حضرت حسین بن علی علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک سال غدر واد و جمعہ دونوں عیدیں جمع ہو گئیں گویا یہ عیدوں کا قرون السعدین تھا امیر کائنات طوع آفتاب کے ہٹنے کے بعد دولت سرا سے برآمد ہوئے خطیب منبر

سورنی فراز مسجد کوفہ کے منبر پر رونق افروز ہوا لسان اللہ نے ہجر قدرت میں خطبہ شروع فرمایا تو فصاحت بلائیں لینے لگی معنی و بیان طواف کرنے لگی محاسن کلام قدم پوس ہوئے لگے اس خطبہ مبارکہ کی یہ خصوصیت رہی کہ مولانا نے حمد الہی و ثناء باری کے وہ درشتاوار برسائے ایسے جو اہر آب دار لٹائے کہ عالم کائنات انگشت بندہاں ہو گیا بحر معرفت علوی و دریائے علوم رحید سری یوں موبہ زن و متلاطم ہوا کہ ادبائے عرب کے سفینے ڈوب گئے خطبائے عراق کے بیڑے غرق ہو گئے ہوئے علم الہی کے تیز و تند چھوٹوں سے یونانی فلسفہ و حکمت کے چراغ گل ہو گئے کاخ معرفت یونان میں اندھیرا چھا گیا اور ایوان دین اسلام میں لالہ وال اچالا ہو گیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

ہذا یوم عظیم الشان فیہ وقع الفرج ورفعت الدراج و
یہ بہت عظیم الشان روز ہے جس کے دامن میں آسودگی لپٹی ہوئی ہے رفعت کے رینے
وضاحت الحجاج وھو یوم الايضاح والافضاح عن المقام الصراح
اس میں نصیب ہو چکے ہیں اور خدا کی تجتیس اس میں روشن ہو چکی ہیں یہ خلا کی بات
ویوم کمال الدین ویوم العهد المصہود ویوم الشاہد والمستشہود
کے واضح کرنے کا دن ہے یہ محل صراحت سے طلوع حقیقت کا دن ہے یہ روز کمال دین
ویوم بنیان الحقوق عن النفاق والیحود ویوم البیان عن حقائق
ہے یہ روز عید بھی ہے اور جس کا ہدیہ کیا وہ روز بھی یہ گواہی دینے والا اور گواہی
الایمان ویوم دحر الشیطان ویوم البیہان ہذا یوم الفصیل
دیا ہوا روز ہے۔ یہ لفاق و انکار کی گدہوں کو کھلنے والا دن ہے یہ حقائق
الذی کنتہم لوعدون ہذا یوم الملاء الاعلی الذی انتم عنہ
ایمان بیان کرنے کا دن ہے یہ شیطان کو کچلنے کا دن ہے یہ حق کے ثابت ہونے کا دن ہے

معروضوں ہذا ایوم الارشاد و ایوم محنت العباد و ایوم
 یہ اسی فیصلے کا دن ہے جس کا تم سے وعدہ تھا یہ ملا، اعلیٰ (ملائکہ) کا دن ہے جس
 الدلیل علی الذوان ہذا ایوم ابداء خفایا اہل الصدور و مصورات
 تم لوگ روگردان ہو یہ ارشاد و ہدایت کا دن ہے یہ بندوں کی آزمائش کا دن ہے یہ سیرانی
 الامور ہذا ایوم البصیر علی اہل الخسوف ہذا ایوم شہادت ہذا
 کا راستہ بتلانے کا دن ہے یہ سیلوں کے راز کو فاش کرنے کا دن ہے یہ چھپی ہوئی باتوں کو
 ایوم ان سرلیں ہذا ایوم یوشح ہذا ایوم شمعون ہذا ایوم امن
 ظاہر کرنے کا دن ہے یہ خفیہ صلیں کے لئے نص مرتج کرنے کا دن ہے یہ حضرت شہید
 اما من ہذا ایوم اظہار المصون من الملتون ہذا ایوم املا
 روحی آدم کا دن ہے یہ ادریس (رحمی نبی) کا دن ہے حضرت یوشع کی روحی کا دن ہے
 المرسل اور قلم یزل علیہ السلام لفظ ہذا ایوم فراقتہ اللہ والقوۃ
 یہ شیخون کی عیسیٰ کا دن ہے جہنم سے امن و امان کا دن ہے یہ گوشہ دل میں محفوظ خوشیوں کے اظہار کا دن
 واسمحو الہ و اطیعوہ و احذروا المکسر ولا
 ہے یہ پوشیدہ حقیقتوں کے انکشاف کا دن ہے اسی طرح مولانا مسل یہ دن الیادون ایسا افتخار
 ولا امتحان عوہ و فتنوہ اصحابہ و لا توار
 غدیر بیان فرماتے رہے پھر آگے ارشاد ہوا کہ خلیفہ کا حاضر و ناظر جاننا اس قدر تے رہو اس کی آواز
 بولو و تقر بوالہی اللہ بمو حید
 یہ کان دھو اس اٹا گزرا ہذا اس کے سامنے چلے بازی بھانے ترانے سے ڈرو اس کو دھوکہ دینے کی
 وطاعة من امرک ان تطیعوہ ولا
 لا حاصل کو شش نہ کرو اپنے ضمیر کو ٹٹولتے رہو جو دفعہ ہی میں مبتلا نہ ہو تم کو توحید کے وسیلہ اور جو
 تمستکو العصر الکوافر ولا یجانی حکم الخ
 طاعت خدا کا حکم دے اس کے وسیلہ سے تقرب الہی حاصل کرو وہم سے خوشان

فتضلوا عن سبیل المرشدان بما تبلیح اولئک الذین قبلوا
 کفر کے ساتھ رہنا ضبط نہ رکھو دیکھو کہ کئی گناہ تم کو راہ ہدایت سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہو۔
 و اضلوا قال اللہ تعالیٰ من قاضی فی طائفۃ کسبہم جالذ مری کتابہ
 ان لوگوں کی بھڑائی کے باعث جو خوشگراہ اور گمراہ کرنے والے ہوں خدا قرآن میں ایک کافر
 اذا طعننا سادتنا و کبرائنا فاضلوا فی السبیل ربنا استھم ضعیفین
 گمراہ کے آدمی کی بات نقل فرماتے ہیں بطور خدمت کہ ہر روز قیامت اس کا کہنا ہوگا
 من العذاب والعنہم لعنا کبیرا وقال اللہ تعالیٰ واذ بیت حرا جوت
 کہ ہم نے اپنے ہم داروں اور بزرگوں کی اطاعت کی تھی مگر انھوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔
 فی الناس فیقول القضاة الذین استکبروا اذا کنا لکم تبعا
 اے ہمارے پروردگار تو ان کو میرے عذاب کا مزہ چکھا اور ان پر بہت بڑی
 فھل انھم مغنون عنا من عذاب اللہ من شئ قالوا لوھل اذا
 لعنت کر دوسری جگہ ارشاد ہے کہ تم آتش جہنم میں ایک دوسرے سے جھگڑا
 اللہ لھدینکم افشروا الاستکبار ما ہو تروہ الطاعة
 کر دو گے اور بے جا رہے کر دو لوگ بڑے بڑے جیگا درپوں سے کہیں گے کہ دنیا میں
 ملن امر اللہ بطاعۃ والترفع عنہ من ذلوا الی متابعتہ
 تو ہم تمھارے ہی پیرو تھے کیا تم آج ہم کو عذاب خدا سے کسی طرح بچا لو گے تو وہ جواب
 والقس ان ینطق من ہذا من کثیر ان حدیثہ متدبر و رجوع و عظم
 دیں گے کہ اگر تم خود ہدایت یافتہ ہو تے تو اے لوگو! کیا تم جاننے ہو کہ اس آیت میں استکبار
 واعلموا ایھا المؤمنون ان اللہ عن وجل قتل اللہ یحب
 کے کیا معنی ہیں یہ اس ترک اطاعت کا نام ہے جن کی فرماں برداری کو اللہ نے تم پر واجب
 الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کا تقیم بنیان مبرصوص
 کیا تھا مگر تم نے نہ مانا اور اس نافرمانی کا نام ہے جن کے ہمراہ چلنے کو اللہ نے لازم قرار دیا تھا
 اقدس و ما سبیل اللہ و من سبیلہ و من صراط اللہ و من
 مگر نہ چلے قرآن میں اس قسم کا تذکرہ بکثرت ہے کاش تم غور و فکر کرنے والا اس بات میں تدبر

طریقہ اجناس اطا اللہ الذی من لا یسلکہ
سے کام لے تینہ نصیحت سمجھ لے اہل ایمان خدایہ کہ وہ ان لوگوں کو دوست
بطاعت اللہ فیہ ہوی جبہ الی النار
دوست رکھتے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر جہاد کرتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلیدی ہوئی
اناسبیلہ الذی نصیبی للابتاع
ہوئی دیوانہ اپنی ہیں کیا ستم میں معلوم ہے کہ سبیل خدا کیا ہے اور اس سے
بعد نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ انا
مراد کون ہے ہر اطا خدا کون ہے؟ براہ حق کون ہے؟ یاد رکھو! میں صراط خدا ہیں جو میرے راستے پر
تسم النار انا حجة اللہ علی الفجار
مطیع خدا نہ بنے چلے وہ جہنم میں اتر گیا میں سبیل خدا ہوں مجھ کو اللہ نے ختم المرسلین کے بعد
انا نور الاناس فانتم بہرامن رقتہ
کے بعد پیروی کرنے والوں کے لئے نصیب فرمایا ہے میں قسم جنت و نار ہوں

الخلفۃ الخ
فاجہدوں پر خلیفہ حجت ہوں میں نور و کائنات ہوں اب بھی وقت ہے خواب غفلت سے بیدار ہوجاؤ

افسوس کہ یہ پورا خطبہ سینکڑوں کتابوں میں ڈھونڈھنے کے باوجود دستیاب
نہ ہو سکا اس شکل میں مولانا سے مدد کا طالب ہوں۔

مترجم از قلم تحفۃ الاسلام سرکار ضیاء العلوم مولانا الشیخ ضیاء الحق صاحب قبلہ
مجتہد العصر امیر جامعہ علوم حیدری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط
خطبہ مولقہ علویہ
(بغیر الف)

حضرت علی علیہ السلام کا ایک عجیب خطبہ

امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے اس ادبی معجزہ
کو بہ نظر استعجاب دیکھنے والے ایک اور زاویہ سے اس کا مطالعہ کریں۔
قبل بعثت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب دنیا میں دو چیز میں
کمال پر تھیں ایک شیخائت اور دوسری فصاحت و بلاغت، مگر اللہ کریم
کے بارے میں جزئیہ العرب پر لسنے والے دوسری اقوام عالم کو عجم یعنی
گوشت کا سمجھتے تھے۔ علم الکلام ایران کے عبور کی بہترین دلیل وہ واقعہ
ہے۔ جہاں سورۃ الکواثر کے آئینہ میں لکھنے والے نے عاجز آکر ماہر
الکلام البشیر لکھ دیا تھا۔ اسی سے اس کی زبان دانی کا پتہ چلتا ہے
کہ وہ کلام خالق و کلام مخلوق کے فرق کو سمجھتا تھا۔

مفسر و کائنات صلعم کو بھی انبیاء سے ماسبق کی طرح اس
زمانہ کے کمالات کے مقابل معجزات خالق اکبر کی جانب سے عطا ہوئے
تھے اور ان معجزات میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ذات گرامی
بذات خود ایک معجزہ ہے۔ دنیا والے حضرت کے رزمیہ کارناموں کو
معجزہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن حضرت علی علیہ السلام کے رزمیہ
کارنامے بھی ایک سلسلہ معجزات ہیں جن میں سے ایک یہ خطبہ

موسومہ بہ خطبہ مؤلف یعنی بغیر الف کا خطبہ !

اس خطبہ میں کسی قسم کے استعجاب کی ضرورت نہیں کہ الف اس میں استعمال نہیں ہوا۔ یہ خطیب کی خوبی ہے جس کے سامنے الفاظ و حروف سامنے دست بستہ کھڑے رہتے تھے جس کو چاہتے استعمال کرتے اور جس کو چاہتے چھوڑ دیتے تھے۔ اگر اسی خطبہ میں وہ دیگر ایسے ہی حروف بھی کو بھی ترک فرما دیتے جو الف کے بعد کلام کے لئے اس قدر ضروری ہیں تب بھی مقام حیرت نہ تھا بلکہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی نظر اپنے کسی ادنیٰ خادم پر ہو جاتی اور اس کو آپ حکم فرما دیتے تو اس میں یہ فیلا حیت و قابلیت پیدا ہو جاتی کہ وہ اس قسم کے ادنیٰ معجزات دنیا میں چھوڑ جاتا۔

یہ خطبہ "بیچ البلاغہ" میں شامل نہیں ہے جس کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ ۸۸۰ء میں ابو الحسن بن محمد بن الحسن الخلال نے اپنے استاد احمد بن محمد بن عمران سے یہ خطبہ ان سے ان کے گھر بیٹنا مطالبہ المسؤل میں لکھا ہے کہ ایک روز رسول اکرمؐ اور بیٹے اصحاب ایک مقام پر جمع تھے اور بحث شروع ہوئی کہ حروف کبھی میں کہتے اس حرف ایسا ہے جس کے بغیر کوئی جملہ پورا نہیں ہو سکتا اور الفاظ میں جس کا سب سے زیادہ استعمال ہو سب نے اتفاق کیا کہ "الف" کے بغیر کلام کرنا ناممکن ہے۔ اس محفل میں حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے یہ سنتے ہی آپ نے رسول اکرمؐ سے ایجازت لے کر فی البدیہہ یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ میں اس عظیم خطبہ کا اندازہ دو ترجمہ بھی اس ہی انداز میں پیش کر رہا ہوں جس کو جناب السید آغا شہر لکھنؤ صاحب نے بڑی عقیدت اور جفا فانی سے اس انداز سے ترجمہ کیا کہ الف استعمال ہوا اُمید کرتا ہوں آپ اس قدر فرمائیں گے جن کتابوں میں اس خطبہ کا ذکر ہے وہ یہ ہیں :- "جمع البزائم" (سیدی) کفایت الطالب - محمد بن مسلم شافعی - کشف القم - وغیرہ -

خطبہ مؤلفہ

حمد معبود

حَسَدْتُ حَمْدَكَ وَعَظَمْتُ مَنَ عَظَمَتِ

میں نے بکثرت حمد معبود کی ہے نیز بزرگی کثیر معبود کی ہے

مَنْتَهُ وَسَبَقْتُ سَحْمَتَهُ عَقِبَهُ وَتَمَّتْ كَلِمَتُهُ

جس کی محنت مخلوق پر بھیجتا ہے رحمت کو عقبہ سبقت میں جس کی ہر لفظ پوری ہو کر ہی کن فیکون

وَقَدْزَتْ مَسْئَلَتُهُ وَبَلَّغَتْ قَضِيَّتُهُ حُدُثُ حَمْدُ مُقَرَّرِ

جس کی مسئلہ تمام ہو کر رہی جس کے حکم کی تعمیل ہوتی رہی میں دیکھ ہی رہا کہ کبھی طرح مدح کی ہے

بِرُؤُوسِهِ مَتَّخِطٌ لِعُبُودِهِ مَتَنَقِّلٌ مِّنْ خَطِيئَتِهِ

جو مقرر رہا پرورش ربی ہے غلام سرنگوں بندگی ہے گنہ معبود سے پرہیز کنندہ

مُعَازِفٌ بِتَوْحِيدِهِ مُؤَمِّلٌ مِّنْ رَبِّهِ مَغْفِرٌ تَجَنَّبَهُ

و معترف توحید ہے جو تمنا مغفرت رب ہے کہ مخلص نصیب ہو۔

يَوْمَ لَيْتَغَلُّ عَنْ قَضِيَّتِهِ وَبَنِيَهُ وَتَسْتَعِينُهُ وَتَسْأَلُ تَشْدِيدَهُ

جس روز کہ ہر فرد کو قبر میں عزیزوں سے فراق ملے ہوگی ہم رب جلیل سے مدد

وَلَسْتَ تَهْدِيهِ وَتُؤَمِّنُ بِهِ وَتَنُوكِلُ عَلَيْهِ شَهْدَاتِ

طلب شد طلب ہدی طلب ہیں ہم مومن توحید میں نیز رب ہی پر ہم کو توکل ہے میں ایسے ہی تصدیق

لَهُ تَشْهَدُ مُحَرَّرٌ مُؤَقَّنٌ وَرَبُّهُ مُؤَمَّنٌ مُتَّقِنٌ

کنندہ توجید رانی ہوں جیسے وہ بندہ جو شرک سے محفوظ یقین سے ملائکہ مقبول میں رب بھی ہے

وَوَحْدَانَةٌ تُوَحِّدُ عَبْدًا مَذْمُونًا لَيْسَ لَهُ شَرٌّ يَأْتِي

میں ویسے ہی تقدیق کنندہ توجید ہوں جسے وہ بندہ جسے مکمل یقین ہو کہ نہ کسی غیر کی ملک

فِي مَلِكِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ دُونٌ فِي صُنْعِهِ جَلَّ عَنْ مُشْتَبَاهٍ

رہی میں شرکت ہے نہ صفت و عمل میں کوئی نصیر رب ہے وہ ہستی جلیل

وَدَرِيْرٌ وَعَوِيْنٌ وَمُعِيْنٌ وَنَظِيْرٌ عِلْمُهُ فَسَاوِيٌّ وَنَظَرُ

مشیر و وزیر و معاون و مثل و نظیر سے بہت بلند ہے وہ علم عظیم ہے مگر نہ پرہیز

مُخْبِرٌ وَمَلِكٌ فَفَقَهُرٌ وَعَصِيٌّ فَفَضْلٌ وَحَكَمٌ فَفَدَالٌ

بیک نظر خیر ہر شے ہے پورے ملک پر تسلط غلبہ ہے جب بیکار معیت ہوئی دیگر کردی

لَمْ يُزَلْ وَلَمْ يَزَلْ وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ قَبْلُ

حکم رب عین عدل ہے وہ ہمیشہ سے ہے نیز ہمیشہ کے لئے موجود مثل رب کوئی نہیں ہے وہ

كُلِّ شَيْءٍ وَلَيْدٌ كُلِّ شَيْءٍ رَبٌّ مُتَقَرَّبٌ دَائِبٌ رَتَبٌ

ہستی جلیل ہر شے سے قبل ہے نیز ہر شے کے بعد وہ رب عزت میں منفرد ہے

مُتَمَكِّنٌ بِقُوَّتِهِ مُتَقَدِّسٌ بِعِزِّهِ مُتَكَبِّرٌ بِسَمُوِّهِ لَيْسَ

کل مخلوق پر بقوت خود متصرف، مقدس و عظیم و بلند ترین ہے بلندی و عظمت پر

يَسُدُّ رُكُوهَ بَصَائِرٍ وَلَيْسَ بِمُحِيطٍ بِهٖ نَظَرٌ قَوِيٌّ مَنِيعٌ

متکبر ہر حق ہے کوئی بصر رب تک نہیں پہنچ سکتی نہ کوئی نظر محیط رب ہو سکتی ہے

رَأَوْفٌ رَّحِيمٌ عَجَزَ مَنْ وَصَفَهُ مَنْ يَصِفُهُ وَصُلَّ عَنْ تَوَرُّدِهِ

وہ قوی ہے بلند ہے، رؤف ہے، رحیم ہے ہر تعریف کنندہ رب منظر کر رہا ہے نہ کسی سے

مَنْ تَعَرَّضَ لَهُ تَرَبُّبٌ قَبْعَانٌ وَلَيْدٌ فَقَبْعَانٌ يَحْبِبُ وَغَوَاةٌ

ہوئی نہ ہو سکے گی وہ شخص کلمہ معرفت سے بزدلی معرفت وہ قریب ہے پھر بھی دور سے نیز دور ہونے

مَنْ يَكْدُ عَوَاةً وَيَكْدُ رُقَاةً وَيَكْبُوْهُ ذَوُّ لَطْفٍ خَفِيٍّ وَبَطْشٍ

پر بھی نہ رگ سے قریب تر وہ ہر مدد طلب کے لئے لیک گوئندہ ہے، رزق دہندہ ہے

قَوِيٌّ وَرَحْمَةٌ مُوسِعَةٌ وَعُقُوبَةٌ مُوْجِبَةٌ

منعم ہے غرض ہے لطف و کرم اب پوشیدہ ہے حملہ غضب قوی و رحمت وسیع تعزیر سخت

رَحْمَةٌ بِحَنَّةٍ عَرِيفَةٌ سَوِيْقَةٌ وَعُقُوبَةٌ بِرَّهِ حَجِيْمَةٌ

تکلیف دہ رحمت معبود پوڑی پھکی سپر حفظ سے نیز عقوبت لڑتی

هَمْدُ وَدَعٌ مُؤَثَّقَةٌ -

دور خ ہے جو طویل و یقینی ہے !

نعت رسول

شَهِدْتُ بِبَعَثِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ

میں دل سے تقدیق کنندہ بعثت محمد یہ ہوں جو بندہ معبود بھی ہے رسول بھی

وَصَفِيَّةٌ وَذَنْبِيَّةٌ وَخَلِيَّةٌ وَحَبِيْبَةٌ صُلِّيَ رُبُّهُ

برگزیدہ بھی ہے نبی بھی ہے خلیل بھی ہے پھر سب کے بعد حبیب بھی ہے -

وعظ و نید

وَصَيِّتُكُمْ جَمِيعًا مَنْ حَضَرَ فِي بُوعَيْتِي سَرَّ بِكُمْ
 اُس میں نے تم سب لوگوں کی طرف سے جو موجود ہیں حکم ربی کی وصیت کر دی
 وَكَرَّتُكُمْ مُسْتَدَةً بِنِيَاكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِرْهَبِي
 نیز تم کو تم سب کے نبی کی سنت بھرتے تلقین کر دی پس تم لزوم خوف رب کرو
 لَسْتُ لَكُمْ قُلُوبَكُمْ وَخَشْيَةَ تَنْدُرِي مُوَعَكُم
 کہ تم کو سکون قلب میسر ہو وہ خوف رب کرو کہ تم سب کی چشم نہ کر دے۔
 وَلَقِيْتَهُ تَجْنِيَكُمْ لَوْمَةً يَكْذِبُكُمْ يَوْمَ تَبْلُغُ
 وہ تقویٰ کرو کہ تمہیں مخلصی دے حشر کے دن جب کہ تم میں کمی عقل و
 كُمْ يَوْمَ لِقَائِهِ مِنْ تَقْطُلُ وَزَنْ
 فہم ظہور پذیر ہو، یہ وہی دن ہے کہ جس شخص کی نیکی وزن میں ہو جو بوجھل
 حَسَنَتِهِ وَخَفِيفَ وَزْنٍ سَيَكُنْ مِنْهُ وَلَيْتَكُنْ مَسْأَلُكُمْ
 ہوگی اور بدی وزن میں جو ہلکی ہوگی تو خستہ شرب نصیب ہوگی تو بہتر
 وَتَسْأَلُكُمْ مَسْأَلَةً ذَلِيلًا وَخَشَوُوعًا وَشُكْرًا وَخَشَوُوعًا وَتَوْبَةً
 یہ ہے کہ لوگوں کی مصلحت سے کچھ پیڑی قسم کی طلب مقصد کی غرض صرف عجز و خضوع ہو شکریہ
 وَتَزُوجُ وَتَنْدُرِي مُوَعَكُم
 خستہ ہو تو بہ و ترک معصیت ہو، شرمندگی و رجوع بحتی ہو۔

عَلَيْهِ صَلَوةٌ تَخَفُّهُ وَتَزَلُّفُهُ
 رب قدرنے جس پر وہ رحمت کثیر بھیجی جو سب خصوصیت نبوت ہے وجہ
 وَلَعَلَّيْهِ وَقَرَّتْ بَهْ وَتَنْدُرِي بَعْدَهُ فِي خَيْرٍ
 نزدیک و رفعت ہوئی حتیٰ کہ زمین و آسمان و قلوب مخصوص ہوئی بہترین و تین جہود نے جسکی
 عَصَا وَحِينَ فَخْفَرًا وَكَفَرًا رَحْمَةً لَعَبِيدِهِ
 بعثت کی جسے مورخین دور فتور و کفر کہتے ہیں یہ بعثت بندوں کیلئے عین رحمت ہے
 وَمِنْهُ لَمْ يَزِدْ حَتْمًا بِهْ نُبُوَّتُهُ وَوَفَّحَ بِهِ
 بلکہ سبب رحمت مزید حق نے جس پر نبوت ختم کر دی نیز دلیل التوحید روشن
 جَحْشَةً فَوْعَظَ وَنَفَحَ وَجَلَّحَ وَكَدَحَ
 کر دی پس رسول نے وعظ و پند کی جلد و جہد بلیغ کی وہ ہر
 رَأَوْفٌ بِكُلِّ مَوْءُومٍ رَحِيمٌ رَهْنِي رَحْمَتِي
 مومن کے لئے رؤف و رحیم ہے پسندیدہ حق ہے حبیب ہے مہربان
 عَلَيْهِ رَحْمَةً وَسَلَامًا وَبَرَكَاتَةً وَتَسْلِيمًا
 رسول پر رحمت و تسلیم و برکت و شکریم ہو!
 مِنْ رَأْيِ غَفُورٍ رَحِيمٍ قَرِيبٍ مُجِيبٍ
 رب غفور و رحیم کی طرف سے جو قریب بندہ ہے نیز مستعد مدد!
 وَتَزُوجُ وَتَنْدُرِي مُوَعَكُم

ختم عمر، موت، دفن و کفن !

وَلِيُغْنِيَهُمْ مِنْكُمْ كُلٌّ مَغْنَتًا بِمَحَبَّتِهِ قَبْلُ
 پس دیکھو تم میں سے ہر شخص صحت کو قبل مرنے قیمت سمجھو
 سَقْبَهُ وَشَبَابَهُ قَبْلُ هَرَمِهِ وَكِبَرَهُ وَ
 نوعمری کو قبل ضعیفی و پیری فرصت و عیش و بے فکری کی
 فُرْصَتَهُ وَسَعَتَهُ وَفَرَحَتَهُ قَبْلُ شَقْلِهِ
 کی قبل مشغولیت و بے نگرانی کی قبل فقر و
 وَغِيَرَتِهِ قَبْلُ فَقْرِهِ وَحَضَارَتِهِ قَبْلُ سَفَرِهِ
 وطن میں رہنے کی قبل سفر و دوری کے نہ میں قبل
 مِنْ قَبْلِ يَهْرَمَ وَيَكْبُرَ وَيَمْرُضَ وَلِيُقِمَ
 کہ بیمار و ضعیف ہو مریض و سقیم ہو، طبیب
 وَيُمْلَأَ طَبِيبُهُ وَلِيُقِرَّ عَنْهُ حَبِيبُهُ وَ
 ملول کہ دے زبردست بے رنجی کرنے لگیں
 يَنْقَطِعُ عُمُرُهُ وَيَتَغَيَّرُ عَقْلُهُ قَبْلُ
 عمر قطع ہو نیز عقل رخصت ہو زین قبل کہ
 تَوَلَّاهُمْ هُوَ مَوْهُونٌ وَجِسْمُهُ مَمْنُوعٌ
 لوگ کہنے لگیں کہ وہ تو کمزور و نیر دہلے ہو کے رہ گئے

قَبْلُ نَزَعِ شَدِيدٍ وَحُضُورِ كُلِّ قَرِيبٍ
 زین قبل کہ وقت نزع پہنچے نزدیک دور کے سب عزیز و سرسبز
 وَلَبِيسٍ قَبْلُ شُحْلٍ مِنْ بَصَائِرِهِ وَطُمُوحِ نَظَرِهِ
 جمع ہوں مریض ہر شخص کو نظر بند کر کے گھور گھور کے
 وَرَشْحِ جَبَلِ لَبَنِهِ وَعَطْفِ عَرْسِ يَنِيَّتِهِ
 دیکھنے لگے جہلیں موت کے سینہ میں ڈوبی ہو یلنی کچ ہو
 وَشُكُونِ حَبِينِهِ وَحَدِيثِ لَفْسِهِ وَ
 صورت گلوگیر ہو بول بند ہو گھر گھر می
 حَضَرِ مَدِّهِ وَبُكَايِ عَرُوسِهِ وَيُتِمُّ
 ختم ہو گریہ زوجہ ہو فرزند کے لئے موت
 مِنْهُ لَوْلَا ذَلِكَ وَلَقَرَّاقٌ عَنْهُ لَعْدُوهُ
 پدر سے یتیمی ہو مرگ مرحوم سے دشمن کی دشمنی
 وَحَدِّ لِقَائِهِ وَقَبْضِ وَخْهَبِ سَمْعِهِ وَ
 دوست کی دوستی سب برطرف ہو پھر قبض روح ہو چکے سمع و بصر
 بَصَائِرِهِ وَكَفَّتْ دَمْدَمُ وَجْهِهِ وَجَبْرُ دُ
 ختم ہو چکیں پھر میت کپڑے سے ڈھنک چکے، تختہ پر رکھی گئی ہو قبلہ
 وَعُوسَى وَغَسَّاسٍ وَنَشْرَفَ وَرَبَّحَى
 ہو، برہنہ ہو خوب پھیر پلٹ ہو خوب غسل ہو جسم مردہ کی نمی پونچھی

وَبَسِطَ وَهَيْسَی وَنَشَارَ عَلَیْهِ
 گئی ہو پھر کپڑے سے ڈھکی ہو فرش پر رکھی ہو پھر تیری جہیز و تکھن ہو پھر میت پر کفن
 کَفَنَهُ وَسَدَّ مَرْئَهُ ذَقْنَهُ وَقَبَّصَ وَغَلَّصَ
 پھیل چکے جس کی ٹھڈی تک بندش ہو چکے قیص زین جسم ہو چکے
 وَغَلَّصَ وَدُبَّعَ وَسَدَّ وَجَّعَ فَوْقَ
 بگڑی بندھ چکے رخصتی تسلیم ہو چکے نفس سپرد صندوق
 سَرَّیْرَهُ وَصَلَّیْ عَلَیْهِ وَلَقِّلَ مِنْ دَوْبَرِ
 ہو چکے صلوٰۃ میت ختم ہو چکے پھر پُر رونق گھروں سے
 مَرَّ خُرْفَةٍ وَتَقَوَّیْرَ مُشْتَبَدَةٍ وَجَحْمِ
 مقبوط محلوں نفیس کمروں سے منتقل ہو چکے پھر
 مَلَجْدَةٍ وَحَقِیْلَ فِی ضَرْبِ مَلْحُوْرٍ
 میت بنی دی ہوئی قبر تنگ و خنجر
 وَضِیْقِ مَرْمُورٍ جِلْدِیْنِ مَتَصَوِّرِ
 میں رکھ دی گئی ہو جو خشت سے جڑی ہو
 مُسَقِّفِ نَجَامُورٍ وَهَيْسَی وَعَلَّیْهِ عَقْرَهُ
 جس کی چھت پتھر سے بنی ہو پھر تختوں وغیرہ سے ڈھک چکے ہر
 وَحُسْنِیْ عَلَیْهِ مَدْرَهُ وَتَحَقَّقَ حَذْرَهُ
 طرف مٹی سے بھر چکے، لیکن حفظ میت ہو چکے

وَلَسَّتْیْ خَلْبَهُ وَرَجَعَ عَنْهُ وَلِیْلَهُ وَنَدِیْمَهُ
 جس کی کسی کو کچھ خبر نہ رہے پھر (خن للہ) کہتے ہوئے دوست و
 وَلِیْبُیْبَهُ وَتَبَدَّلَ بِهِ قَرِیْبُهُ وَحَبِیْبُهُ
 ہمیشہ عزیز بلیں، اوم میں یوں بدلیں کہ جیسے کبھی کے دوست و عزیز پہنچے تھے۔

حشر و نشر

فَهُوَ حَشْرُ قَبْرِ وَرَهِیْنُ قَفْرِ لَیْسَی فِی
 مختصر یہ کہ میت لقمہ قبر ہو چکے، رہین دشت ہو چکے جسم مردہ میں
 جِسْمُهُ دُورَ قَبْرِہِ وَلَیْسَی صَدِیْدُہِ عَلَی
 قبر کے کپڑے نہ یکنے لگیں، پیپ داغ سے پھل پھل کے سینہ و
 عَمْدُہِ وَخَرَّہِ لَیْسَی شَرْبُہِ لَحْمُہِ وَنِیْسَی
 گردن پر پہنے لگے، قبر کی مٹی گوشت کو گھس گھس کے ختم کر دے
 وَیَرَّ عَظْمُہِ حَتَّی یُؤْمِرَ حَشْرُہِ وَنَشْرُہِ
 ہڈی ہڈی کو کھل کر کے بوسیدہ کر دے حتیٰ کہ یوم حشر و نشر
 لَیْسَی مِنْ قَبْرِہِ وَتَفْخَ فِی صَوْبِہِ وَیَدِیْ عَلَی
 پہنچے کہ مردہ قبر سے نکلے صوبہ حشر پھلے حشر و نشر
 لَحْشَارُہِ وَنَسْوَ دَرِہِ شَحْرَ لَعْنَتِ
 کے لئے طلب ہو پھر قبر میں منتقل

قَبُولٌ وَحَصِّلَتْ سَرِيرَةُ صَدْرِهِ
 ہوں صدر نشین پیغمبروں کے لئے تخت بچھیں
 وَجَعَلَ كُلُّ نَبِيٍّ صَدِيقًا وَشَهِيدًا وَنَظِيرًا
 پھر ہر نبی، صدیق، شہید، خطیب تخت نشین ہو
 وَلَيْسَتْ تُعَدُّ لِلْفَضْلِ وَقَدْ يَرُوبَعِدُ بِهِ الْبَصِيرُ
 فیصلہ قطعی کے لئے رتبہ قدیر مستعد ہو جو بندے
 خَبِيرٌ فَيَقْضِي قَضَايَا فِي مَوْقِفِهِ مَقْبُولٌ
 کے لئے بصیر و خبر ہے پس مقدمہ مجرم کی تکمیل جس جگہ ہو گا وہ
 وَمَشْهُدٌ جَلِيلٌ بَيْنَ يَدَيْ مَلِكٍ
 سخت پر ہول و بڑا رعب ہوگی یعنی شہنشاہ ملک عظیم
 عَظِيمٌ بِكُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ عَلَيْهِ
 کے حضور میں جس کو ہر صغیر و کبیر کے عمل
 حَيْثُ تَنْزِيلُ الْجَمْعَةِ عَرَقَةٌ وَكِحْفَارٌ
 کی خوب خبر ہے، یہ وہ گھڑی ہوگی کہ چہرہ مجرم پسینہ میں تر
 قَلَقُهُ عَابَرَتْهُ عَابَرَةُ غَيْرِ مَرْحُومَةٍ
 بے چینی گھیرے ہوگی متروعتہ مستحق رحم نہ ہوگی
 وَهَارُ خَشْيَةٍ غَايَرُ مَسْمُوعَةٍ وَحِجَّتُهُ غَايَرُ
 چیخ غیر مسموع، دلیل غیر مقبول

مَقْبُولٌ تَنْتَشَرُ صَحِيفَتُهُ وَتُبَيِّنُ بِحَرِيدَتِهِ
 ہوگی صحیفہ عمل منتشر فردہم کھلی ہوگی کہ ہشتم مجرم
 حَيْثُ نَظَرُ فِي سُوءِ عَمَلِهِ وَشَهِدَتْ
 گزشتہ بد عملی کو خود نظر سے دیکھ لے گی خود چشم
 عَيْنُهُ بِنَظَرِهِ وَيَدُّهُ بِيَطْنَتِهِ
 تصدیق نظر بد کہے گی کف دوست بطریق ممنوع بڑھنے
 وَرَأْسُهُ بِخَطْوَتِهِ وَفَرْجُهُ بِإِمْسَاكِهِ
 کی قدم بقصد گڑ بڑھنے کی، عضول بطریق ممنوع مس ہونے کی
 وَيُهَدِّدُ بِمُنْكَرٍ وَكَثِيرٍ وَكَثِيفٍ
 تصدیق کرے گی منکر نکیر مجرم بد شدہ و تہدید کرے گی

عَنْ حَبِيبِ الْبَصِيرِ

گزشتہ دیکھی ہوئی بد عملی کی بدوہ درسی ہوگی !

عقوبتِ دوزخ

قَسَلَسَلُ جِيدُهُ وَغُلْغُلُ مَلَكُوتِهِ يَدْرُكُهُ
 پھر مسلط فرشتے جی کہہ دن پکڑے کف بستہ زنجیر کے

وَسَبَقَتْ لَيْسَ الْحَبُّ وَحْدَهُ قَبْرُ دَجَهَتِهِمْ

خود پیش پیش صرف ملزم کو ہی کھینچتے ہوئے بڑھیں گے پھر

بِكُؤَيْبٍ وَشِدَّةٍ فَظَلَّ يَأْتِيهِ فِي حَيْمِهِ

جہنم میں بہ سختی و شدت جھونکے ہی دہل کے لپس دوزخ کی سختی ہونے

وَلَيْسَتْ شِدَّةٌ مِنْ حَيْمِهِ لِيَتَوَيَّ وَجْهَهُ

لگے گی گرم گرم عرق نہ قوم کے گھونٹ پینے پڑیں گے شکل مجرم جھلسی ہوئی

وَلَيْسَ لِحْجُلْدِهِ وَتَفَارُتِ زَيْنَتِهِ بِمَقْصَحِ

چمڑ کی کھینچی ہوئی زینت کی جگہ لپے کے گرد سے نہ دو کو ب ہوگی

مِنْ حَرِّ يَدِ يَوْمٍ يَجْلُدُ بَعْدَ تَهْجِيهِ

ہوگی، جلنے کے بعد پھر سے مجرم کی نئی

جِلْدٌ جَدِيدٌ لَيْسَتْ غِيْثٌ وَغَيْرُ غِيْثٍ عَنْهُ

جلد نکلے گی، بہر مد مجرم کی چمچ ہوگی لیکن جہنم کے

خَزَنَةِ جَهَنَّمَ فَيَسْتَصْرِخُ وَلَمْ يُجِبْ

متعین فرشتے تمہیں پھیر لیں گے، دوزخی کے خروش و شرمندگی کی

فَدُمُ حَيْثُ لَمْ يَنْفَعَهُ نَدَامُهُ لَقَوْا

طرف کوئی توجہ نہ ہوگی کیونکہ غیب کی شرمندگی بے سود ہوگی ہم

بَرِيَّتٌ قَدِ امْرَأَتٌ شَرٌّ مِّنْ مَّصِيرٍ وَ

رَبِّ قَدِيرٌ ہر شرمندہ خطرہ روز محشر سے پتہ طلب ہیں

لَسَعْدُهُ عَفْوٌ مِّنْ رَّضَىٰ عَنْهُ مَغْفِرًا

ہم معبود سے ویسی ہی عفو کے متمنی ہیں جو ہر بندہ برگزیدہ کو دی گئی

مَنْ قَبِلَ مِنْهُ فَكَلُوا وَلِيٍّ مَّسْئَلَتِي

وہ مغفرت جو ہر بندہ مقبول کو ملی بس وہی میری عرض قبول کنندہ

مَسْئَلَتِي

و مقصد دہندہ ہے

نوشخری بہنت

فَمَنْ زَحَرَ عَنْ لَقْدَرِيبِ رَبِّهِ جَعَلَ فِي

غضیب کہ جس کو عقوبت رب سے دوری رہی جنت میں

جَنَّةٍ تَقَرُّ بِهِ وَخَلْدٌ فِي قُصُورٍ مُّشِيدَةٍ

نعمت لقریب نصیب ہوگی، خلد کے مضبوط محل ہمیشہ کیلئے

وَمُلْكٌ حُورٍ عَيْنٍ وَحَفْدَةٍ وَطَيْفٌ

مکمل ہوں گے، وسیع چشم حوریں مع ہنسم و خدم مملوک ہوں گی

عَلَيْهِ بَكُورٌ وَسُكُنٌ حَظِيرَةٍ قَدِيرٌ

یہ سب مجھے ظہور کے کٹورے لئے گرد گھولیں گی کہ (نوش کر) جنت

فِي فِرْدَوْسٍ وَّلَقَلِّبَ فِي لَعْنَةٍ وَ سَقَى مِنْ
فِرْدَوْسٍ مِّنْ مَّسْكَنٍ وَ مَنَزَلٍ هُوَ لَافِي مِثْلٍ كَرِيمٍ لِّئَلَّا
تَسْتَبِيحُوا وَ تَشْرَبُوا مِنْ سَلْسَبِيلٍ قَدْ مَنَّ ج
مَلِئَ لَافِي تَشْنِجٍ شَرِبَتْ تَنِيمٌ سَ لَافِي
بِزْ مَجْبِيلٍ خَتَمَ لِمَسْكِ وَ عَابِيرٍ
كَ كَهِيحِي هُوَ لَافِي مِثْلٍ كَرِيمٍ لِّئَلَّا
تَسْتَبِيحُوا وَ تَشْرَبُوا مِنْ سَلْسَبِيلٍ قَدْ مَنَّ ج

مُسْتَدِيرٌ لِّلْمَلِكِ مُسْتَشْعِرٌ لِّلْمَلِكِ
جِسْ بِرْ مُشْكٍ وَ عَبِيرٍ كَرِيمٍ لِّئَلَّا
تَسْتَبِيحُوا وَ تَشْرَبُوا مِنْ سَلْسَبِيلٍ قَدْ مَنَّ ج
كَ لَافِي تَشْنِجٍ شَرِبَتْ تَنِيمٌ سَ لَافِي
بِزْ مَجْبِيلٍ خَتَمَ لِمَسْكِ وَ عَابِيرٍ

ہوگی قسم قسم کی مٹے ٹھہر پینے کو ملے گی، جنت کے ہرے بھرے گلشن میں مے
نوش کو ملے پھوٹی دے بے ثقی محسوس ہوگی !

نتیجہ

هَذِهِ نَزْلَةُ مَنْ خَشِيَ رَبَّهُ
یہ تحفہ ہے خوفِ رب سے ترسندہ کے لئے جس نے

وَحَذَرَ لَفْسِهِ وَ تَلَّكَ عَقُوبَةُ مَنْ عَصَى
لَفْسٍ كُوْنُفِ زِدَ لَهْفِ كُوْنُفِ كُوْنُفِ كُوْنُفِ
مَنْشَرُهُ وَ سَوَّلَتْ لَفْسُهُ مَعْقِدَتُهُ
عَقُوبَةُ مَجْرُمٍ هَبْ جِسْ لَافِي تَشْنِجٍ شَرِبَتْ تَنِيمٌ
فَهُوَ قَوْلٌ فَصْلٌ وَ حُكْمٌ عَدْلٌ
لَافِي تَشْنِجٍ شَرِبَتْ تَنِيمٌ سَ لَافِي
بِزْ مَجْبِيلٍ خَتَمَ لِمَسْكِ وَ عَابِيرٍ
كَ كَهِيحِي هُوَ لَافِي مِثْلٍ كَرِيمٍ لِّئَلَّا
تَسْتَبِيحُوا وَ تَشْرَبُوا مِنْ سَلْسَبِيلٍ قَدْ مَنَّ ج

عَدْلٌ ہے غفیکہ جنت و دوزخ کے قصوں کی خبر دے دی گئی تلیقن
مِنْ حَکِیْمٍ مَجْجِدٍ نَزَلَ بِهِ رُوحٌ
وَعَظْمٌ کَرِیْمٌ جَبْرُوتِ عَکِیْمٍ وَ جَبْرُوتِ عَکِیْمٍ
قَدْ مَنَّ مَجْرُمٍ هَبْ جِسْ لَافِي تَشْنِجٍ شَرِبَتْ تَنِيمٌ
فَهُوَ قَوْلٌ فَصْلٌ وَ حُكْمٌ عَدْلٌ
لَافِي تَشْنِجٍ شَرِبَتْ تَنِيمٌ سَ لَافِي
بِزْ مَجْبِيلٍ خَتَمَ لِمَسْكِ وَ عَابِيرٍ
كَ كَهِيحِي هُوَ لَافِي مِثْلٍ كَرِيمٍ لِّئَلَّا
تَسْتَبِيحُوا وَ تَشْرَبُوا مِنْ سَلْسَبِيلٍ قَدْ مَنَّ ج

مَنْفَرَّ مَكْرًا مَوْتًا بَرَزَ وَ عَذَابًا
 بَرَزَ نَبِيِّنَ فِي صَلَوةٍ بَهِيحِي بِسْ فِي رِبْ عَلِيمٍ وَ حَكِيمٍ
 بِرَبِّ عَلِيمٍ حَكِيمٍ مَبْنً شَرِّ
 بِتَ طَلَبُ هُوَلُ كَ عَدُوِّ لَعِينٍ وَ رَجِيمٍ كِي
 عَدُوِّ لَعِينٍ رَجِيمٍ جِيْمٍ يَتَضَرَّعُ
 شَيْطَانُتْ سَ مَحْفُوظَ رَكْهِ (مُخْتَصَرِيَه كَ)
 مِنْكُمْ مُتَضَرَّعُكُمْ وَ
 تَمُّ فِي سَ هَرِ شَخْصٍ حَاضِرٍ مَعْبُودٍ فِي
 يَبْتَهِلُ مُبْتَهِدُكُمْ وَ
 كَرِهَ وَ عَجَزَ كَرِهَ، عَفْوُ طَلَبِ وَ رَحْمَتِ طَلَبِ هُو (الْعَدُو)
 لِيَسْتَغْفِرُ رَبُّ كُلِّ مُوَلُوجٍ فِي
 طَلَبِ مَغْفِرَتِ كَرِهَ رَبُّ قَدِيرٍ سَ جَوْمِيرِي نِيَزَمُ سَبْ كِي
 وَ لَكُمْ
 مُتَقَبِّلُ لَوْنِ كَيْلِ پَر وَ رَشَن كَنْدَرِ هَ

مِلَّتِ جَعْفَرِيہ کی دینی کتابوں کی کتابت

کیلئے پتہ یاد رکھئے :- سید محمد یوسف رهنوی متصل ملت بک ڈپو
 آخری بس اسٹاپ ۱۴/۸ مکان نمبر ۲۰۱ اورنگی کراچی ۷۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دُنیا کا ایک عظیم خطبہ دُنیا کے عظیم النسان کی نَبائی
 اس پورے خطبہ کا ترجمہ کوئی انسان نہیں کر سکا اور نہ کر سکیگا

یہ خطبہ خطبۃ البیان کے نام سے مشہور ہے دنیا میں آج تک کوئی انسان
 اس خطبہ کا پورا ترجمہ کسی زبان میں نہیں کر سکا ہے اس کتاب میں بھی خطبہ
 کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے جس کو جناب سلطان العلماء مولوی سید غلام حسین
 رضا آقا مجتہد نے کیا ہے جس کو میں آپ کی تالیف کردہ کتاب رنج الاسرار
 صفحہ نمبر ۱۱۳ سے ۱۳۲) سے پیش کر رہا ہوں۔

اس خطبہ کے ترجمہ کے سلسلہ میں میں نے بڑی کوششیں کیں پاکستان
 کے بڑے بڑے مجتہد اور عالم سے دریافت کیا پھر جناب موسیٰ رهنوی صاحب
 بخاریانی سفارتخانہ میں ملازم ہیں عربی، اردو، فارسی زبانوں میں کافی
 مہارت رکھتے ہیں ان کی معرفت ایران کے بڑے سے بڑے اہل علم سے
 رابطہ قائم کیا لیکن کسی نے کسی بحث جواب نہیں دیا پھر جناب حجت الاسلام
 علامہ طالب ابوہری صاحب قبلہ مجتہد العصر نے اپنی کوششوں سے جرمنی
 امریکہ وغیرہ کی تمام مشہور لائبریریوں سے اس سلسلہ میں خط و کتابت
 کی جو اسلامی کتب پر تحقیقات کر رہے ہیں۔ ان سب لوگوں نے اپنی کم علمی
 کا اقرار کیا اور اس کا ترجمہ کرنے سے مجبور رہی کا اظہار کیا۔ اس سلسلہ میں
 کوشش اور جدوجہد کا پورا پورا بیکارڈ علامہ موسیٰ رهنوی کے پاس محفوظ ہے
 اس عظیم خطبہ کا تعلق زمانہ کے ساتھ ساتھ ہے اور قیامت تک
 رہے گا کیونکہ جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان کے معنی زمانہ کے لحاظ
 سے سمجھ میں نہیں آئیں گے۔ اصلی خطبہ کے پڑھنے سے پہلے آپ معرفت
 امام پڑھئے پھر اس خطبہ کا مقدمہ حدیث طاری سے سمجھئے اور اس کے بعد

خطبہ البیان آپ کی سمجھ میں آئے گا۔ (دستی)

امام مدبر الامور

”مدبر عالم میں تمام افعال جو منظر ان خدا سے ظاہر ہوتے ہیں وہ سب خدا کی طرف منسوب ہیں مثلاً بندہ کو مارنا خدا کا کام ہے مگر روح کے قبض کرنے کا کام ملک الموت سے عمل میں آتا ہے درحقیقت قضا جہادی ہو کر ولی الامر کو حکم پہنچتا ہے اور ولی الامر ملک الموت کے سپرد کرتا ہے۔ پھر ملک الموت اپنے بے شمار ماتحتین میں سے کسی ایک کو حکم دیتا ہے اور وہ روح قبض کر لیتا ہے مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ فرشتہ نے مارا سب یہی کہتے ہیں کہ خدا نے مارا۔“

ایک غیر مسلم سائل نے بھرت امیر المومنین سے سوال کیا کہ خدا ایک جگہ فرماتا ہے کہ ”اللہ یوفی الالف سن“ یعنی خدا قبض روح کرتا ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے کہ ”یتو ما کم ملک الموت“ یعنی ملک الموت تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور ایک جگہ فرماتا ہے کہ ”ننوتھم الملا عملتہ“ یعنی فرشتے قبض روح کرتے ہیں اور ایک مقام پر فرماتا ہے کہ توفتہ ساسکتا۔ یعنی ہمارے رسولوں نے ان کی روح قبض کی۔ اس پر اس میں صحیح بات کوئی ہے اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن میں کچھ نقص ہے کہ ایک جگہ کچھ بات لکھی ہے اور دوسری جگہ کچھ اور۔“

حضرت نے فرمایا کہ خدائے پاک اس سے بڑا رگ دہر تر ہے کہ ان امور میں خود تصرف فرمائے اور ایسے چھوٹے امور انجام دے اس کے فرشتوں اور رسولوں کا فعل دراصل اسی کا فعل ہے کیونکہ وہ سب اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ پس اللہ نے اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان فرق نہیں سے رسول و سفیر منتخب کر لئے ہیں اور ان ہی کی شان میں فرماتا ہے کہ

اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلاً ومن الناس، یعنی اللہ فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے اپنے سفیر و رسول منتخب کر لیتا ہے پس ان روح کے قبض کرنے والے فرشتوں کا فعل ملک الموت کا فعل اور ملک الموت کا فعل خدا کا فعل ہوا۔ (الصافی والاحتجاج)

خدا جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے لذت دیتا ہے، روکتا ہے اور سزا دیتا ہے اس کے امتا کا فعل اسی کا فعل ہے۔ ان ہی کے لئے ارشاد فرماتا ہے کہ ”وہ نہیں چاہتے جب تک کہ خدا نہ چاہے۔“

(الصفاۃ والاحیاء) پس ولی امر کا یہ فرمانا بالکل واجب ہے کہ ”انا الاول (یعنی میں ہی اول مخلوق ہوں)۔ انا الآخر (میں ہی آخر ہوں کیونکہ وجہ اللہ ہوں)۔ وانا الظاہر وانا الباطن وانا المحیی وانا الممیت وانا الموت الممیت (یعنی میں ظاہر بھی ہوں اور باطن بھی اور میں ہی مارنے اور جلانے والا ہوں) (اس لئے کہ ولی امور ہوں) اور ملک الموت کو مارنے والا بھی میں ہی ہوں۔“

اسی طرح کے مزید ارشادات جو خطبہ التطبیخ، خطبہ بیان نیہ اور خطبہ افتتاحیہ وغیرہ میں مذکور ہیں غلو نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے اس لئے کہ یہی مقام خدا کی خلافت مطلقہ کا ہے اور خلیفہ مطلق خدا کے جمیع صفات کا لہذا منظر ہوتا ہے۔ لہذا لازمی ہے کہ ہر امر الہی اسی سے ظاہر ہو اور اس کی ولایت کے تحت صادر ہو اسی لئے دنیا و مافیہا اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ید اللہ کہلایا۔ پوری کائنات اس کے پیش نظر ہے اس لئے عین اللہ کہلایا۔ اور حسب ارشاد نبوی لسان اللہ اور مشیت اللہ کہلاتا ہے۔

مقدمہ خطبہ النبی حدیث طارق

طارق ابن شہاب نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین امام کی تعریف فرمائیے
چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ (ترجمہ ملاحظہ فرمائیے)

”اے طارق! امام کلمۃ اللہ تحت اللہ، وجہ اللہ، نذر خدا، حجاب اللہ
اور آیت اللہ ہوتا ہے اس کو خدا منتخب کرتا اور جو کچھ (اوصاف و کمالات)
چاہتا ہے اس کو عطا کرتا ہے اور تمام حقوق پر اس کی اطاعت کو واجب
کرتا ہے پس وہ تمام آسمانوں اور زمین پر اس کا ولی ہے سر خدا نے اس بات
پر ایسے تمام بندوں سے عہد لیا ہے جس نے اس پر سبقت لی اس نے خدا کے
خوش سے کفر کیا پس وہ امام (جو چاہتا ہے کہ تاپے اور وہ حبیب ہی کہتا ہے
جب کہ خدا کسی بات کو چاہتا ہے اس کے بازو پر) ”وَمَمَّتْ كُلُّ شَيْءٍ
سِوَاكَ حُجْرًا وَدَعْدًا لَا يَعْنِي مَكْمَلٌ هُوَا كَلِمَةً، رب جو صدق اور عدل
ہے اچھا رہتا ہے پس وہی صدق اور عدل ہے اور اس کے لئے زمین
سے آسمان تک ایک نذر کا ستون نصب کیا جاتا ہے جس میں وہ بندوں
کے اعمال کو دیکھتا ہے وہ لباس ہئیت و جلال سے ملبوس رہتا ہے وہ دل
کی بات جانتا ہے اور غیب پر مطلع رہتا ہے وہ متصرف علی الاطلاق ہوتا
ہے وہ مشرق تا مغرب تمام اشیاء کو دیکھتا ہے عالم ملک اور ملکوت
کی کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں اور اس کی ولایت میں اس کو
جانوروں کی بولی عطا کی جاتی ہے۔

پس یہی وہ (امام) ہے جس کو اللہ نے اپنے وحی کے لئے منتخب
کیا اور امیر غیب کے لئے پسند فرمایا اور ایسے کلام سے اس کی تائید
کی اور اس کو اپنی حکمت تلقین کی اور اس کے قلب کو اپنی مشیت کی جگہ

قراردیا اس کے لئے سلطنت کی منادی کر دی۔ اور اس کو اور فی الامرین اکرم
اس کی اطاعت کا حکم دیا کیونکہ امامت میراث انبیاء اور درجہ اوصیاء
خلافت خدا اور خلافت رسولان خدا ہے۔

پس یہی صاحب عصمت و ولایت اور سلطنت و ہدایت ہے کیونکہ وہ
ضرور بالضرور دین کی تکمیل کرنے والا ہے۔ اور بندوں کے اعمال کی کسوٹی
ہے امام (خدا کا قصد رکھنے والوں کے لئے دلیل راہ ہے اور ہدایت پانے
والوں کے لئے منارہ نذر اور سالکین کے لئے سبیل راہ اور راہ قرین کے
قلب بدل چکے والا آفتاب ہے۔ اس کی ولایت سبب نجات ہے اس کی اطاعت
زندگی میں فرض گمراہی گئی ہے اور مرنے کے بعد وہی نذر آیت ہے وہ
مؤمنین کے لئے باعث عزت گنہگاروں کے لئے باعث شفاعت اور
دوستوں کے لئے باعث نجات اور تابعین کے لئے نذر عظیم ہے کیونکہ
وہی راس اسلام اور کمال ایمان اور معرفت حدود و احکام اور حلال
و حرام کا بیان کرنے والا ہے۔ پس یہ وہ مرتبہ ہے جس پر سوار اے اس کے
جس کو اللہ خود منتخب کرے اور سب پر مقدم و حاکم و والی بنائے
کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا پس ولایت و حفظ و ثبوت و تدبیر اللہ اور ایمان و شہادہ
کی تعدید کرنے والی ہے امام تشنگان علوم و معارف کے لئے آب کشیریں
اور طالبان ہدایت کے لئے ہادی ہے۔

امام وہ ہے جو ہر گناہ سے پاک و مطہر ہو اور امیر غیب سے مطلع ہو
پس امام وہ ہے جو انوار کے ساتھ سنگان خدا پر طوع ہوتا ہے پس وہ
ایسی شے نہیں جس کو ہاتھ اور آنکھ پاسکے۔ اور اسی کی طرف قول خدا
کا اشارہ ہے کہ یس اللہ، اس کے رسول اور مؤمنین کے لئے ہے
اور وہ مؤمنین علیہ السلام کی فترت ہیں پس عزت نبی اور عزت نبی کے
لئے ہے۔ نبی اور ان کی عزت زمانہ کے ختم ہونے تک جلا نہیں ہو سکتے۔
پس وہ ایمان کے دائرہ کے مرکز اور قطب و جود، آسمان جو دو سنا
اور شرف موجود ہیں۔ یہی ضیاء آفتاب شرافت اور اس کے

ماہتاب کے لئے ہیں اور اصل معدنِ نبوت و بُرہان کی اور اس کے مبداء و معنی اور
مبنیاء ہیں۔

پس امام (صلوات کی تائید کیوں میں) درختِ ابراہیم ہے اور اللہ
تک پہنچنے کا راستہ اور میراب کرنے والا پانی اور موزنِ ذنِ سمندر ہے
وہی بدرِ مہر اور (علوم و معارف سے بھرا ہوا) تالاب ہے مہرِ مہر و صراط
الہی ہے جس کے راستے واضح ہیں اور وہ دلیل و رہنما ہے۔ صلوات
کے مُملکِ راستوں میں وہ (رحمتِ الہی کا) بر سے والا بادل اور باران
کثیر ہے وہ (بہایت کا) بدرِ کامل، رہنما ہے فاضل سب پر سایہ رکھنے
والا آسمان اور اس کی نعمتِ جلیل ہے وہ ایک سمندر ہے جو کبھی خشک نہیں
ہوتا اور وہ ایک ایسا شرف ہے جس کی تکریم نہیں کی جاسکتی وہ ایک
چشمہ فیض اور نعماتِ الہی کا سرسبز باغ اور مہکتا ہوا (چمن) رسالت کا
پھول، روشن بدرِ کامل اور (امامت کا) درختِ ابراہیم ہے وہ ایک
پائیزہ و شہادۂ نبویہ اور نجمِ عملِ صالح ہے وہ فائدہ بخش مالِ تجارت اور دلیل
و اصرار ہے (جس سے کوئی بھٹک نہیں سکتا) وہ ایک رفیقِ طبیب
بدرِ شفیق اور بندوں کی ہر مشکل میں مدد کرنے والا ہوتا ہے وہ اللہ
کی جانب سے خلافت کا نگہبان اور حقائق پر اس کا امین ہے اس کے
بندوں پر اللہ کی حجت اس کی زمین اور ملکوں پر اللہ کی راہ روشن ہے وہ
تمام گناہوں سے پاک جملہ عیوب سے مبرا اور غیب کی باتوں سے مطلع رہتا
ہے اس کا ظاہر ایک ایسا امر ہے جس پر کوئی تحیض نہیں ہو سکتا اس کا باطن
ایسا غیب ہے جس کا کوئی ادراک نہیں کر سکتا۔ وہ واحد و بزرگوار
اور خدا کے اور نہ ہونی میں اس کا خلیفہ ہوتا ہے نہ اس کا کوئی مثل و نظیر
ہے اور نہ کوئی اس کا بدل۔!

پس کوئی ہے جو ہماری معرفت حاصل کر سکے یا ہمارے درجہ کو
پہنچ سکے یا ہمارے کرامت کا مشاہدہ کر سکے یا ہمارے منزلت کا ادراک
کر سکے۔ (اس امر میں عقول حیران اور افہام سرگشتہ ہیں یہ وہ مرتبہ

ہے جس کے سامنے بڑے بڑے لوگ حقیر ہیں اس کے ادراک سے علماء و قاصر، شعرا
ماندے، بلغاء و خطباء گونجے اور بہرے، فصحاء و عا جز اور نہ ہیں و آسمان
شان اولیاء میں ایک وصف بھی بیان کرنے سے مجبور ہیں کون اس کو پہچان
سکتا ہے یا اس کا وصف بیان کر سکتا ہے۔ یا سمجھ سکتا یا ادراک
کر سکتا ہے جو کہ لفظ کائنات، دائرہ و کاحر کہ ممکنات کا دائرہ اور جلال
کبریائی کی شعاع اور راضی و سماء کا شرف ہے۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ کا مقام اس سے بڑے کہ کوئی وصف کنندہ اس کی توصیف کر سکے
اور اس کی نعمت و تکریم لکھ سکے اور تمام عوالم میں کسی کو ان کے ساتھ
قیاس کر سکے وہ لذہ اول اور کلمہ علیا و اسمائے لذہانی اور وحدانیت
کبریائی ہیں جس نے ان سے مُنہ موڑا وہ وحدانیت سے مرگیا اور یہی خدا
کے حجابِ اعظم و اعلیٰ ہیں۔

پس ایسے امام کو کون منتخب کر سکتا ہے اور عقلیں اس کو کہاں
پہچان سکتی ہیں اور کون ایسا ہے جس نے اس کو پہچانا یا اس کا وصف
بیان کر سکا جو لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ (امامت) آلِ محمد کے علاوہ غیروں
میں بھی پائی جاتی ہے وہ جھوٹے ہیں ان کے قدم (راہِ راست سے)
ہمٹ گئے ہیں انھوں نے گوسالہ کو اینا رب اور شیاطین کو اپنی جماعت
بنائی ہے۔ یہ سب بیتِ صفوۃ اور خانۂ عصمت سے بغض کی وجہ
اور معدنِ حکمت و رسالت سے حسد کی وجہ ہے شیطان نے ان کے لئے
العمال کو مزین کر دیا ہے۔ (خدا) ان کو ہلاک کرے کہ کس طرح انھوں نے
اس کو امام بنالیا جو جاہل بت پرست اور یومِ جنگِ بزدلی دکھانے والا تھا
حالانکہ یہ واجب ہے کہ امام ایسا عالم ہو کہ اس میں کسی قسم کا جہل نہ ہو اور
ایسا شجاع ہو کہ کسی معرکہ میں لسنہ نہ موڑے نہ حسب میں کوئی اس سے
اعلیٰ ہو اور نہ نسب میں اس کے برابر ہو۔ پس امام خدا وہ قریش اور
اشرفِ انبی ہاشم اور لقبیہ ذریتِ ابراہیمی سے ہوتا ہے۔ اور وہ نبی کریم
کی شاخ سے ہوتا ہے وہ نفس رسول ہوتا ہے اور رضا کے خدا سے

مقرر ہوتا ہے اور یہ انتخاب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے پس وہ شرف ہے اشراق کا اور فرع ہے عبد مناف کی اور وہ عالم سیاست ہوتا ہے اور اہل زمین پر بریاست عامہ رکھتا ہے اس کی اطاعت قیامت تک فرض کی گئی ہے خدا اس کے قلب میں اپنے اسرار و دیعت کرتا ہے اور اس میں اپنی زبان کو گویا کرتا ہے پس وہ معصوم اور مرفق من اللہ ہوتا ہے۔ وہ جاہل یا بزدل نہیں ہوتا۔

پس اے طارق! لوگوں نے ایسے امام کو چھوڑ دیا اور ہوا ہوس کے تابع ہو گئے اس سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو بغیر ہدایت خدا اپنی خواہشات کی پیروی کرے۔

اے طارق! امام فرشتہ بصورت بشر اور جبہ سماوی میں ایک امر الہی اور روح قدس ہوتا ہے۔ اس کا مقام بلند وہ نور جلی اور سر خفی الہی ہوتا ہے۔ پس وہ ملکی الذات اور الہی صفات و زاید الحکات اور عالم الغیبات ہوتا ہے۔ وہ رب العالمین سے نفیض اور صادق الامین (یعنی رسول خدا) سے منصوب ہوتا ہے یہ تمام باتیں صرف آل محمد ہی میں ہیں اور کوئی دوسرا ان میں ان کا شریک نہیں کیونکہ یہی معدن تنزیل اور (کلام خدا کے) معنی تاویل، خاصا رب جلیل اور جبریل امین کے نازل ہونے کے مقام ہیں یہی برگزیدہ خدا، رازہ خدا اور اس کا کلمہ شجرہ نبوت و معدن شجاعت اس کے عین کلام اور منتہائے دلالت، حکم رسالت نور جلال الہی جنبہ اللہ اور اس کی امانت موضع کلمہ خدا، مفتاح حکمت، چراغ رحمت اور اس کی نعمت کے چشمے ہیں، یہی خدا کی معرفت کا راستہ اور سبیل ہیں اور یہی میزان مستقیم صراط مستقیم اور خدا کے حکم کے ذکر مجسم اور وجہ رب کریم اور نور قدیم ہیں، یہی صاحبان عزت و بزرگی و تقویم و تفصیل و تنظیم، جانشینان نبی کریم اور فرزندان رسول اللہ درجیم اور امانت داران خدا کے علی و عظیم ہیں۔ یحییٰ من بعضی

کی ذریت ہیں۔ اللہ سب کچھ مٹاتا اور جانتا ہے یہی ہدایت کے نشان بلند اور طریق مستقیم ہیں جس نے ان کو پہچان لیا اور ان سے (معارف کو) حاصل کیا۔ پس وہ ان سے ہے خدا کے قول: "مَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي" میں (یہی کی طرف اشارہ ہے (یعنی جس نے میری پیروی کی مجھ سے ہے) اللہ نے ان کو اپنے نذر اور عظمت سے خلق کیا ہے اور ان کو اپنی مملکت کے امور کا والی بنایا ہے پس وہی اللہ کے پوشیدہ راز ہیں اور اس کے اولیائے مقرب ہیں اور کاف و نون کے درمیان اس کے امر ہیں بلکہ وہی کاف و نون ہیں۔ وہ خدا کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اسی کی طرف سے بات کرتے ہیں اور اسی کے امر پر عمل کرتے ہیں۔ تمام انبیاء کا علم ان کے علم کے مقابل میں اور تمام اولیاء کی عزت ان کی عزت کے مقابل ایسی ہی ہے جیسے سمندر کے مقابل قطرہ اور صحرا کے مقابل ایک ذرہ۔ تمام زمین و آسمان امام کے نزدیک اس کے ہاتھ اور پھیلی کے ماتہ ہیں وہ ان کے ظاہر و باطن کو پہچانتا ہے اور نیک و بد کو جانتا ہے اور وہ ہر طب و دیا بس کا عالم ہے۔ چونکہ اللہ نے اپنے نبی کو تمام گزشتہ اور آئندہ کا علم دیا تھا اس کے اوقیفا منتهیون اس راز محفوظ کے وارث ہوئے جو اس بات سے انکار کرے وہ بد بخت اور ملعون ہے اس پر خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ خدا کس طرح اپنے بندوں پر ایسے شخص کی اطاعت فرض کر سکتا ہے جس سے آسمان و زمین کے ملکوت پوشیدہ ہوں اور یہ تحقیق کہ آل محمد کی شان میں ایک ایک لفظ ستر ستر نہ جہیں رکھتا ہے اور ستر کے لئے ذکر حکیم و کتاب کریم اور طام قدیم میں ایک آیت ضرور موجود ہے جس میں صورت آنکھ ہاتھ اور پہلو کا ذکر ہے پس ان سب سے مراد یہی ولی ہے کیونکہ وہ جنبہ اللہ، وجہ اللہ یعنی حق اللہ و علم اللہ، عین اللہ اور یہ اللہ ہے گویا کہ ان کا ظاہر صفات ظاہرہ کا باطن اور ان کا باطن باطنی صفات کا ظاہر ہے پس وہ باطن کے ظاہر اور ظاہر کے باطن ہیں اور قول رسول خدا کا اسی طرف اشارہ ہے کہ "اِنَّ عَيْنَ وَاِیَادِیْ وَ

مقرر ہوتا ہے اور یہ انتخاب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے پس وہ شرف ہے اشراق کا اور فرع ہے عبد مناف کی اور وہ عالم سیاست ہوتا ہے اور اہل زمین پر بریاست عامہ رکھتا ہے اس کی اطاعت قیامت تک فرض کی گئی ہے خدا اس کے قلب میں اپنے اسرار و دیعت کرتا ہے اور اس میں اپنی زبان کو گویا کرتا ہے پس وہ معصوم اور مرفق من اللہ ہوتا ہے۔ وہ جاہل یا بزدل نہیں ہوتا۔

پس اے طارق! لوگوں نے ایسے امام کو چھوڑ دیا اور ہوا ہوس کے تابع ہو گئے اس سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو بغیر ہدایت خدا اپنی خواہشات کی پیروی کرے۔

اے طارق! امام فرشتہ بصورت بشر اور جبہ سماوی میں ایک امر الہی اور روح قدس ہوتا ہے۔ اس کا مقام بلند وہ نور جلی اور سر خفی الہی ہوتا ہے۔ پس وہ ملکی الذات اور الہی صفات و زاید الحکات اور عالم الغیبات ہوتا ہے۔ وہ رب العالمین سے نفیض اور صادق الامین (یعنی رسول خدا) سے منصوب ہوتا ہے یہ تمام باتیں صرف آل محمد ہی میں ہیں اور کوئی دوسرا ان میں ان کا شریک نہیں کیونکہ یہی معدن تنزیل اور (کلام خدا کے) معنی تاویل، خاصا رب جلیل اور جبریل امین کے نازل ہونے کے مقام ہیں یہی برگزیدہ خدا، رازہ خدا اور اس کا کلمہ شجرہ نبوت و معدن شجاعت اس کے عین کلام اور منتہائے دلالت، حکم رسالت نور جلال الہی جنبہ اللہ اور اس کی امانت موضع کلمہ خدا، مفتاح حکمت، چراغ رحمت اور اس کی نعمت کے چشمے ہیں، یہی خدا کی معرفت کا راستہ اور سبیل ہیں اور یہی میزان مستقیم صراط مستقیم اور خدا کے حکم کے ذکر مجسم اور وجہ رب کریم اور نور قدیم ہیں، یہی صاحبان عزت و بزرگی و تقویم و تفصیل و تنظیم، جانشینان نبی کریم اور فرزندان رسول اللہ درجیم اور امانت داران خدا کے علی و عظیم ہیں۔ یحییٰ من بعضی

اذا وانت يا علي صمتنا (بہ تحقیق کہ اللہ کے لئے ہاتھ اور آنکھیں ہیں یا علی میں اور تم اسی سے ہیں۔)

پس وہی جنب خدا نے علی و عظیم اور وجہ مرضی اور سیراب کرنے والے جہنم اور (خدا کی) سیدھی راہ ہیں اور وہی خدا تک پہنچنے کا اور اس کے عفو اور رضا کے وصل ہونے کا وسیلہ ہیں وہی خدا کے واحد اور احد کے بارے میں پس ان کے ساتھ کسی مخلوق کو قیاس نہیں کیا جاسکتا یہی مخصوص صفت خدا اور تخلص بندے ہیں یہی اس کے دین و حکمت کے بارے میں اور باب الایمان کے بعد، حجت خدا اور اس کے صراط مستقیم ہیں اور علم ہدایت اور اس کے نشان ہیں اور فضل خدا اور اس کی رحمت ہیں یہی ائین الیقین و حقیقت اور صراط حق و عصمت اور مبداء و منتہا کے وجود اور رعایت و قدرت پروردگار اور اس کی مشیت ہیں اور یہی اُصم الکتاب اور خاتمۃ الکتاب (یعنی فاتحہ کتاب تکوین اور خاتمہ مصحف تدوین ہیں) یہی فصل الخطاب اور اس کی دلالت اور وحی کے خزانہ دار و محافظ ہیں اور اس کے ذکر کے ائین و مترجم اور معدن تمیز ہیں۔

یہی وہ کوکب علویہ اور انوار علویہ ہیں جو آفتاب عصمت فاطمہ سے آسمان عظمت محمدیہ میں جھکے اور روشن ہوئے یہی وہ شاخ ہائے بنوی ہیں جو شجر احمدیہ میں اُگے یہی وہ اسرار الہی ہیں جو صمد بشریہ ہیں و دلالت کے لئے یہی ذریت ذکیہ اور عزت ہاشمیہ ہیں جو ہادی اور مہدی ہیں یہی بہترین مخلوقات ہیں پس یہی ائین طاہرین، عزت و محصورہ، ذریت مکرّمہ خلفائے راشدین، صدر یقین اکبر و ضیاء منتخبین، اسباط مرہطین اور مہدیین کے ہادی مبارک الشواہد کے مشاہیر الازالہ و یسیرین سے ہیں اور وہ جملہ اولین و آخرین پر حجت خدا ہیں۔ ان کے نام حجروں پر درختوں کے پتوں پر بندوں کے پروں پر، جنت و جہنم کے دروازوں پر عرش

اور آسمانوں پر، فرشتوں کے پانہوں پر اور حجاب ہائے عظمت و جلال الہی پر اور عرش و مجال خداوندی کے سر پر دوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ ان ہی کے نام سے پرندے تسبیح کرتے ہیں اور ان کے شیعوں کے لئے چھیلیاں سمندر میں استغفار کرتی ہیں۔ اللہ نے اپنی مخلوق کو پیدا نہیں کیا جب تک کہ اس سے اپنی وحدانیت اور اس ذریت ذکیہ کی ولایت اور ان کے دشمنوں سے برات کا ٹھہرنے لیا اور عرش قائم نہ ہوا۔

جب تک کہ اس پر نازل نہ لایا **إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** علی ولی اللہ فہو لکھا گیا۔

امام کے متعلق کائنات رسول کا ارشاد!

رسول خدا نے فرمایا کہ جو شخص بغیر معرفت امام زمانہ حائل کے مرنے لے خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا کہ کل شیء احصینا فی امام مبین یعنی کائنات کی تمام چیزوں کا احصاء کر کے امام مبین کے حوالہ کر دیا گیا ہے یہی وہ عہدہ امامت ہے جو ظالم کو نہیں بل سکتا جیسا کہ حضرت ابراہیم کو امامت سے سرفراز فرماتے وقت خدا نے فرمایا کہ لا ینال عہدہی الا ظالمین اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عہدہ امامت صرف خدا کی جانب سے عطا ہوتا ہے مخلوق نہ کسی کو اس عہدہ پر منتخب کر سکتی ہے اور نہ کسی کو اس نام سے مخاطب کر سکتی ہے۔ یہ وہی امام ہے جس کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ **وَجَعَلْنَا مِنْكُمْ آيَةً لِلْعَالَمِينَ** (آیۃ جلد ۱)

اس خطبہ کا ایک ایک نقطہ اس قدر معارف و حقائق سے بھرا ہوا ہے کہ

اس کی تفسیر کے لئے کئی صفحات درکار ہوں گے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت و رسالت، ولایت و امامت و خلافت مطلقہ الہیہ ذریت طاہرہ منصفہ و عزت بنوہ ہاشمیہ سے ہی مختص و مخصوص ہیں یہ بارہ حلقہ خدا و اوصیائے رسول خدا و ہی برگزیدہ بندے ہیں جن کا ذکر خداوند عالم نے تمام سابقہ صحف میں کیا یہ تذکرہ محمدی کے ٹکڑے ہیں جن کو خدا نے اخلاق الہی اور اوصاف خدائی سے متصف کر کے ان میں اپنے اسرار و ریخت کر کے ایسے کمالات کا منظر بنا کر صورت بشری میں ظاہر کیا اور اپنی قدرت و مشیت کا محل گردان کر روز ازل ہی سے مخلوقات پر ان کی عبادت فرمائی اور تمام انبیاء و ملائک سے ان کی ولایت پر میناق لیا۔

دنیا کا عظیم خطبہ خطبہ البیان

سید نعمت اللہ جزائری اپنی کتاب الذوالنعمانیہ کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھتے ہیں کہ "وخطبۃ البیان المنقولۃ منہ قلیبین، هذا کلہ وھی الاسرار الہی لا یعرف معناھا الا العلماء السامعون"، یعنی خطبہ بیان میں جو ان سے (حضرت علی سے) منقول ہے اور اس میں جو کچھ مرقوم ہے سب اسرار ہیں جن کی معنی کی معرفت سوائے علمائے راسخ کے کوئی نہیں رکھتا۔

ملا عبد الصمد ہمدانی اپنی کتاب بحر المعارف میں لکھتے ہیں کہ خطبہ البیان کے سمجھنے کے لئے ہر شخص کو چاہیے کہ حدیث طاری کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرے کہ یہ اس خطبہ کا مقدمہ ہے۔ جانتا چاہیے کہ آدمی ایک نسخہ مجموعہ اور کتاب جامع ہے اور حق تعالیٰ انسان کا دل میں اپنے

اسماء و صفات کا مشاہدہ کرتا ہے پس وہی انسان جو ان صفات کاملہ سے منصف ہو خلافت حق کے لئے نسا اور ہوگا اور وہی منظر اسم اعظم بلکہ خود اسم اعظم ہوگا جیسا کہ حدیث خلیفہ میں بھی مذکور ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ قاصران نے بصیرت اور سمس ہدایت سے بے بہرہ اندھے اور یار بیان بہرہ خطبہ بیان، خطبہ تطبیحہ اور ایسے دیگر ارشادات سے انکار کر دیا ہے حالانکہ اس مقام کو اہل معرفت مقام لوح حیدر عیانی و شہرہ دی کہتے ہیں۔ جو انتہائی قرب و اتصال کا مقام ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔
"میں وہ ہوں کہ جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں کہ ان کو محمد صلعم کے بعد میرے سوا کوئی اور نہیں جانتا اور میں ہر شے کا علم رکھتا ہوں میں وہ ہوں جس کے لئے رسول خدا نے فرمایا کہ میں ستر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ میں ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر گذشتہ صفحہ میں موجود ہے میں وہ حجر مکرم ہوں جس سے بارہ چشمے جاری ہوں گے میں وہ ہوں جس کے پاس سلیمان کی انگوٹھی ہے (یعنی میں تمام جن و انس اور تمام خلایق پر متصرف ہوں) میں وہ ہوں جس کے ذمہ خلافت کے حسابات کئے گئے ہیں میں لوح محفوظ ہوں کہ (جس کے ضمیر میں تمام حقائق کوئی دالہلی موجود ہیں) میں جنب اللہ اور قلب خدا ہوں میں لوگوں کی آنکھوں اور قلوب کو پھیرنے والا ہوں ان کی بازگشت ہماری طرف اور ان کا حساب ہمارے ذمہ ہے میں وہ ہوں جس کے لئے رسول خدا نے فرمایا کہ یا علی صراط مستقیم ہی تمھارا رستہ ہے اور توقف تمھارا موقف ہے میں وہ ہوں جس کے پاس گذشتہ و آئندہ کا علم کتاب ہے۔ میں ہوں آدم اول (کا ساقی) میں ہوں لوح اقدس (کا مددگار) میں ہوں ابوالہیم خلیل (کا مونس) جبکہ وہ آگ میں ڈال گیا۔

میں اسرار خدا کی حقیقت ہوں، میں مومنین کا مونس و نگار ہوں

میں ہوں اسباب کا بنانے والا، میں ہوں یادوں کا پیدا کرنے والا۔ میں ہوں درختوں میں پتے پیدا کرنے والا میں ہوں پھلوں کا لگانے والا میں ہوں حنیفوں کا جاری کرنے والا میں ہوں زمینوں کا بچھانے والا میں ہوں آسمانوں کا بلند کرنے والا، میں ہوں حق و باطل میں فرق کرنے والا میں ہوں جنت و جہنم کا تقسیم کرنے والا، میں ہوں وحی خدا کا ترجمان میں اللہ کی جانب سے معصوم خلق ہوا ہوں میں علم الہی کا خزانہ اپنی ہوں۔ اس مخلوق پر جو آسمانوں میں اور زمینوں پر ہے میں بھت خدا ہوں میں عدل سے موصوف اور قائم ہوں میں ذابۃ الارض ہوں۔ میں زمین کو زور سے دبانے والا ہوں اور میں بارق ہوں میں وہ صبح برحق ہوں جو خلقت کے باہر نکلنے کے دن ہوگا میں وہ ہوں جس سے آسمانوں اور زمین کی مخلوق پوشیدہ نہیں ہے میں وہ ساعت (صاحب روز قیامت) ہوں کہ جس کے جھٹلانے والے کے لئے جہنم ہے میں وہ کتاب ہوں جس میں کسی قسم کا شک نہیں (یعنی قرآن ناطق ہوں) میں خدا کے وہ اسمائے حسنی ہوں جس کے ساتھ دعا کرنے کے لئے اللہ کا حکم ہے میں وہ طاہر ہوں جس سے موسیٰ نے کچھ حاصل کیا اور ہدایت پائی میں (دنیا کے) مخلوق کو منہدم کرنے والا اور مومنین کو قیامت سے نکالنے والا ہوں میں وہ ہوں جس کے پاس پیغمبروں کی کتب سے ایک ہزار کتابیں ہیں میں تکالیف میں مبتلا ایوب کا رفیق اور شفا عطا کرنے والا ہوں میں یونس کا رفیق اور نجات دلانے والا ہوں میں صاحب صبر ہوں میں قیامت سے لوگوں کو نکالنے والا اور صاحب مالک یوم قیامت ہوں میں نے سات آسمانوں کو اپنے رب کے حکم اور اس کی قدرت سے قائم کیا میں عفو و رحیم ہوں اور بے تحقیق کہ میرا عذاب اس کا عذاب الیم ہے میں وہ ہوں کہ جبکہ وحیم ابراہیم خلیل سلامت رہے اور میری برائی کا اقتدار کیا۔ میں موسیٰ کا عصا ہوں اور اس کے ذریعہ تمام مخلوق کو پیشانی (کے بال سے) پکڑنے والا ہوں۔ میں وہ ہوں کہ جس نے عالم ملکوت پر نظر کی اور اپنے سوا کوئی پھیر نہ

۲۷۳
 نہ پائی اور میرے غیر کو غائب پایا میں وہ ہوں جو اس مخلوق کا علم خود شمار کرتا ہوں اگرچہ کہ وہ بہت ہیں یہاں تک کہ انھیں اللہ تک پہنچاؤں میں وہ ہوں جس کے پاس کلام تبدیل نہیں ہوتا۔ میں بندگات خدا پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں میں زمین پر اللہ کا ولی ہوں۔ امر خدا میرے سریر دیکھا گیا ہے اور میں اس کے بندوں پر حاکم ہوں میں وہ ہوں جس نے چاند اور سورج کو بلایا اور انھوں نے میری اطاعت قبول کی میں وہ ہوں جس نے سات آسمانوں کو دعوت دی انھوں نے میرے حکم کو قبول کیا پس میں نے حکم دیا اور وہ قائم ہو گئے میں وہ ہوں جس نے نیوں اور رسولوں کو مبعوث کیا میں نے تمام عالمیں کو پیدا کیا میں ہوں زمینوں کا بچھانے والا اور تمام ملائکوں کے حالات سے عالم۔ میں ہوں امر خدا اور اس کی روح جیسا کہ خدا نے فرمایا کہ تم سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں تو کہہ دو روح میرے رب کے امر سے ہے میں وہ ہوں جس کے لئے اللہ نے اپنے نبی سے کہا کہ تم دونوں پر کافر عتیدہ کو جہنم میں ڈالو۔ میں وہ ہوں کہ خدا کے حکم سے تمام پیروں کو تکوین کے بعد وجود میں لایا۔ میں وہ ہوں کہ جس نے پہاڑوں کو گتہ کیا اور زمینوں کو بھیلایا میں ہوں جتنوں کا نکالنے والا۔ اور کھینچوں کا اکاٹنے والا اور درختوں کا لگانے والا اور میوؤں کا نکلانے والا۔ میں وہ ہوں جو لوگوں کے کھانے کا اندازہ لگاتا ہوں اور ہالہش برساتا ہوں اور یاد دل کی کرطک سناتا ہوں اور برقی کہ چمکاتا ہوں۔ میں ہوں سورج کو روشنی دینے والا اور صبح کو طلوع کرنے والا اور ستاروں کو پیدا کرنے والا میں سمندر وں میں کشتیوں کا ساتھی ہوں میں قیامت برپا کروں گا۔ میں وہ ہوں کہ جس کو موت دی جائے تو نہ مروں گا اور اگر قتل کیا جاؤں تو قتل نہ ہوں گا۔ میں ہر آن دہر ساعت پیدا ہونے والی چیزوں کو اور قلوب میں گزرنے والے خطرات کو جاننے والا ہوں اور انھوں کے جھپکنے کے حال اور جو کچھ مینوں میں پوشیدہ ہے

سب جانتا ہوں میں مومنین کی نماز و نہ کوۃ اور حج و جہاد ہوں۔ میں ہوں جس کے لئے اللہ نے فرمایا کہ "جب صور بھونکا جائے گا میں نشر اول و آخر کا مالک و مختار ہوں میں وہ ہوں جس کے لئے اللہ نے سب سے پہلے پیدا کیا میں ہوں صاحب کواکب اور دولت کا نازل کرنے والا نازل کرنے والا اور راجفہ میر نے اختیار میں ہیں۔ میں منایا اور بلایا سے واقف ہوں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہوں میں بڑے بڑے ستونوں والے جنت کا مالک ہوں جس کا مثل کسی صخرہ میں پیدا نہ ہوا اس میں جو کچھ بڑھات و غیرہ ہیں میں ہوں ان کا خراج کرنے والا۔ میں وہ ہوں جس نے ذوالفقار سے سرکشوں اور جباروں کو ہلاک کیا۔ میں وہ ہوں جس نے نوح کو کشتی میں سوار کیا میں وہ ہوں جس نے ابراہیم کو غرور کی آگ سے نجات دلائی اور اس کا مولیٰ تھا اور اس کو کنوئیں سے نکالا میں موسیٰ اور خضر کا صاحب اور تعلیم دینے والا ہوں میں منشی ملکوت اور کون و مکان ہوں میں پیدا کرتے والا ہوں میں ماؤں کے رحموں میں صوبہ بڑوں کا بنانے والا ہوں۔ میں مادر زاد اندھوں کو بینا اور مبروص کو اچھا کرتا ہوں اور جو کچھ دلوں میں ہے اسے واقف ہوں تم جو کچھ کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو اسے واقف ہوں میں وہ بعوضہ ہوں جس کی مثال اللہ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے۔ میں وہ ہوں جس کو اللہ نے قائم کیا جب کہ تمام مخلوق ظلمت میں گھری ہوئی تھی اور مخلوق کو میری اطاعت کی طرف دعوت دی پس جب وہ ظاہر ہو گئی (مخلوق عالم و جہد میں آ گئی) اس کے امر سے انکار نہ کیا جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

"پس جب وہ ان کے پاس آیا انھوں نے اسے نہیں پہچانا اور کافر ہو گئے۔"

میں وہ ہوں جس نے منشاء قدرت سے ہڈیوں کو گوشت و کالکس پہنایا۔ میں اپنی اولاد میں سے ابراہیم کے ساتھ عشق خدا

کا اور لوگے حمد کا اٹھانے والا ہوں میں تاویل قرآن کا اور گزشتہ کتابوں کا عالم ہوں۔ میں علم قرآن میں باکسج ہوں، میں آسمانوں اور زمین میں دبیر خدا ہوں جس کے لئے خدا نے فرمایا کہ ہر شے ہلاک ہو جائے گی سوائے اس کے پیرے کے میں ہوں۔ صیت و طاعت کا جلا دینے والا میں وہ اللہ کا دروازہ ہوں جس کے لئے خدا نے فرمایا کہ "جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی اور سرکشی کی ان کے لئے کہ آسمانوں کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے نلکے میں نہ داخل ہو جائے۔ اور اسی طرح ہم بحر میں کوئلہ دیتے ہیں میں وہ ہوں کہ جبریل و میکائیل کے جس کی خدمت کی میں وہ ہوں کہ جبریل و میکائیل کو اس پانی پر مسلط کیا جو جنت سے جاری ہوتا ہے میں ہی ملائکہ کو فرشتہ پر بدلتا رہتا ہوں اور دنیا کی تمام دلائیوں کے لوگوں کو جانتا ہوں میں وہ ہوں جس کے لئے آفتاب دوم تہہ لوٹایا گیا میں وہ ہوں کہ اللہ نے جبریل و میکائیل کو میری اطاعت کے لئے مخصوص کیا میں اللہ کے اسمائے حسنی میں سے ایک اسم ہوں جو اعظم اور اعلیٰ ہے۔ میں صاحب طور ہوں اور صاحب کتاب مسطور یعنی لوح محفوظ ہوں۔ میں بیت جنہ ہوں میں ہی وہ حیرت و دل ہوں (جو برباد کیا گیا) میں وہ ہوں جسکی اطاعت اللہ نے اپنی مخلوق میں سے ہر ذی روح اور ہر نفس پر فرض کی ہے میں ہی اولین اور آخرین کو (یوم قیامت) اکٹھا و ننگا میں اپنی تلوار (ذوالفقار) سے استغفار کو قتل کرتا ہوں اور ان کے خرمین حیات کو آتش غضب سے جلا دیتا ہوں۔ میں وہ ہوں کہ اللہ نے مجھ کو دین پر غالب کیا اور میں ظالمین سے بدلہ لینے والا ہوں میں ہی وہ ہوں جس کی طرف تمام امتوں کو دعوت دی گئی تاکہ میری اطاعت کریں جس نے کفر کیا اور خلافت و داری کی مسجھ ہو گیا میں ہی منافقین کو رسول اللہ کے عرض کو ثر سے دفع کر دنگا۔ میں وہ دروازہ

ہوں جس کو خدا نے اپنے بندوں کے لئے کھولا ہے جو اس میں داخل ہوا۔ وہ امن میں رہے گا اور جو اس سے نکل گیا کافر ہو گیا۔ میں وہ ہوں جس کے ہاتھ میں جنت اور جہنم کی کنجیاں ہیں میں وہ ہوں جس نے جہانوں سے جہاد کیا جنہوں نے نذر خدا کے بچھانے اور اس کی حجت کے باطل کرنے کی کوشش کی سچی پس اللہ نے انکار کیا مگر یہ کہ اس کا نور اور ولایت کا دل ہو گئے اللہ نے اپنے بنی کو ہر گز نہ قضا فرمایا اور مجھے آپ عیادت خطاب فرمایا۔ میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ساتھ نہ میں یہ ہوں۔ پس جس کو چاہا اللہ نے میرا عارف بنایا اور جس کو نہ چاہا نہ بنایا میں سبزی (یعنی ملکوت) میں کھڑا ہوں جہاں روحیں حرکت کرتی ہیں وہاں میرے سوا کوئی سانس لینے والا نہ تھا میں خاموش عالم ہوں اور محمدؐ کو اپنے لئے والے عالم ہیں۔ میں قرن اولی کا صاحب ہوں میں نے موسیٰ کو بحر میں بچایا اور فرعون کو غرق کیا میں یوم طلعت کا صاحب غدا ہوں (جو بنی اسرائیل پہنچا گیا تھا) میں ان سب سے زیادہ اعلم ہوں۔ میں جانوروں اور پرندوں کی بولچوں کا عالم ہوں۔ اللہ کی آیت۔ اللہ کی حجت اور اللہ کا امین ہوں۔ میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں اور میں پیدا کرتا ہوں اور رزق دیتا ہوں میں سنتا ہوں اور ہر چیز کا عالم ہوں اور ہر چیز کو دیکھتا ہوں میں وہ ہوں جو سائر آسمانوں اور زمینوں کی ایک چشم زدن میں سیر کرتا ہوں میں نفخہ اول اور نفخہ ثانی ہوں میں ذوالقرنین ہوں جیسا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میں اس اُمت کا ذوالقرنین ہوں۔ میں اس ناقہ کا صاحب ہوں جو صالح بنی کے لئے نکلا تھا میں وہ ہوں جو کہ صبر کھینکے گا اس روز جو کہ کافروں پر بہت سخت ہوگا میں بالکل آسانی نہ ہوگی۔ میں اہم اعظم ہوں جو کہ عیسیٰ صلی علیہ وسلم میں وہ ہوں جو عیسیٰ کی زبان میں کہو اور میں گویا ہوا۔ میں وہ ہوں جو یوسف صلی علیہ وسلم سے بچپن کی زبان میں گویا ہوا۔ میں وہ ہوں جس کے مثل کوئی شے نہیں۔ میں عذاب اعظم ہوں۔ (دشمنان خدا کے لئے)

میں ہوں آخرت اور اولیٰ میں ہوں ان کا اعادہ اور ہر شے کرنے والا۔ میں تیرتوں کی شانوں میں سے ایک شاخ ہوں جس کی قسم خدا نے والیتین والہ سیتوں کہہ کر کھائی ہے اور نبوت کی قدیلوں میں اسے ایک قدیل ہوں۔ میں ہوں چیزوں کا ظاہر کرنے والا جس طرح چاہوں۔ میں وہ ہوں جو بندوں کے اعمال کو دیکھتا ہوں۔ آسمان و زمین مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ میں ہوں چراغ ہدایت۔ میں چراغ دان ہوں جس میں منقطفے کا نور ہے۔ میں وہ ہوں جس کی معرفت کے بغیر کسی عمل کرنے والے کا عمل بے کار ہے۔ میں آسمانوں اور زمینوں کے (عجائبات کا) نیاچی ہوں کہ سب میری قدرت میں ہیں۔ میں ہوں عدل کا قایم کرنے والا۔ میں زمانہ کے تقصیرات و حوادث کا علم رکھتا ہوں، میں وہ ہوں جو چیزیں کی تقدیر کا علم رکھتا ہے اور ان کے وزن اور سبکی سے واقف ہے اور پہاڑوں کی مقدار اور ان کے وزن کو جانتا ہے اور بارش کے قطرات کی مقدار سے واقف ہے۔ میں خدا کی آیات کبریٰ ہوں جو اس نے فرعون کو دکھائی اور اس نے عسکین کی۔ میں وہ ہوں جس نے دو قبیلوں کی طرف منہ کیا اور دو مرتبہ زندہ کرتا ہوں۔ میں ہی چیزوں کو جس طرح چاہتا ہوں ظاہر کرتا ہوں۔ میں وہ ہوں کہ کفار کے چہرے پر مٹھی بھر خاک ڈالی تھی پس وہ واپس ہو گئے اور ہلاک ہو گئے۔ میں وہ ہوں جس کی ولایت سے ہزار امتوں نے انکار کیا تھا پس اللہ نے انہیں مسخ کر دیا۔ میں وہ ہوں جس کا ذکر زمانہ سے پہلے کیا گیا اور آخری زمانہ میں خروج کرے گا میں پہلے فراغ کی گمراہی کو مٹانے والا ان کی سلطنت سے نکالنے والا اور آخر میں کو عذاب دینے والا ہوں میں ہوں بحیثیت و طاعت، کو عذاب دینے والا اور جہلائے والا اور یعوق یعوف اور شر کو عذاب دینے والا کیونکہ انہوں نے بہت سوں کو گمراہ کیا۔ میں ہوں شکر زبانوں میں بات کرنے والا اور ہر چیز کا

خسرت پر برتری دیے والا۔ میں ہی قرآن کی تاویل سے عالم ہوں اور میرا اس چیز سے واقف ہوں جس کی امت محتاج ہے میں وہ ہوں کہ جو ہر اس چیز سے واقف ہے جو رات و دن واقع ہوتی ہے اور ایک امر کے بعد دوسرا واقع ہوگا اور ایک شے کے بعد دوسری شے واقع ہوگی۔ میں ہوں جس کے پاس اللہ کے اسمائے اعظم سے بڑھ کر اسماء ہیں۔ میں مشرق سے مغرب تک خلائی کے ائمان کو دیکھتا ہوں اور انہی کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں۔ میں ہوں کعبہ اور بیت الحرام اور بیت العیقین جیسا کہ خدا نے فرمایا کہ

”پس اس گھر (بیت) کے رب کی عبادت کرو۔“

میں وہ ہوں کہ جس کو اللہ ایک خشم زدہ میں مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین کا مالک کر دے گا۔ میں ہوں محمد مصطفیٰ اور میں ہوں اعلیٰ مرتبتی جس طرح کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ علیؑ مجھ سے ظاہر ہوا ہے میں روح القدس کا حملہ ورج ہوں۔ میں وہ ہوں کہ جس پر کسی نام یا ستہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ میں اشیائے وجودیہ کو جس طرح چاہتا ہوں ظاہر کرتا ہوں میں ان کے لئے بابِ حطہ ہوں۔ (یعنی نجات کا دروازہ) جو اس میں داخل ہونا چاہے۔ سوائے خدا کے غنی و عظیم کے کوئی قوت نہیں اللہ کی رحمت نازل ہو محمدؐ اور ان کی آل پر تمام حمد اللہ کے لئے ہے جو پالنے والے تمام عالمین کا:-
(بحر المعارف ص ۳۶ و مشارق الانوار ص ۱)

۱۔ رادقہ :- صور کا پہلی دفعہ پھونکنا
۲۔ نصیح :- صور کا دوسری دفعہ پھونکنا۔

طیو سلطان اور حب علیؑ

جناب محمد خاں بنگلوری تاریخ سلطنت خداداد میسور کتاب تاریخ میسور صفحہ نمبر ۸۴۴ طبع۔ بار چہارم لاہور ۱۹۲۶ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ سلطان فتح علی طیو سلطان والئی میسور نے اپنے آلات حرب پر ”اسد اللہ الخاں“ لکھوایا ہوا تھا۔ یہ نام امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا ہے۔
طیو سلطان کی اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور ان کے نام نامی کو فتح اور کامرانی کی نشانی جانتے تھے جب ہی آلات حرب پر شیر خدا احمد رکھنا کا اسم مبارک کندہ کرایا ہوا تھا۔

مولا علی نے اپنی دُعا سے پانی کو منجھ کر دیا

ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام ایک راستہ سے گزر رہے تھے اور ایک خیمہ کا رہنے والا شخص بھی آپ کے ہمراہ تھا دونوں صاحبان کا گزرا ایک وادی سے ہوا جس میں پانی بہہ رہا تھا پس خیمہ کی اپنی سواری پر سوار ہو کر کچھ پرہا اور پانی پر سے گزر گیا پھر بیٹ کر حضرت کو آواز دی کہ اے شخص اگر تو بھی جانتا ہے جو میں جانتا ہوں تو تو بھی پانی پر سے گرجا جیسے میں گزر رہا ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے اس پر خیمہ کی سے کہا کہ تم ذرا اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ۔ پھر امیر المومنین نے پانی کی طرف اشارہ فرمایا اور وہ پانی جم گیا۔ آپ بڑے اطمینان سے اس پانی کے اوپر سے گزر گئے بہت خیمہ کی

نے دیکھا کہ یانی پتھر کی طرح میخند ہو گیا تو فوراً ٹھوڑے سے اتر کر جناب امیر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا اے جوان تم نے کیا کیا جو یہ پانی بزم پر پتھر بن گیا۔

جناب امیر علیہ السلام :- پہلے تم بتاؤ کہ تم نے کیا کہا کہ یانی پر سے گزیرے۔

خلیبری :- میں نے اللہ کو اس کے اسم اعظم کے نام کے ساتھ پکارا تھا۔ جناب امیر علیہ السلام :- وہ اسم اعظم کیلئے؟

خلیبری :- میں نے محمد اعظم کے وحی کے نام کے ساتھ خدا سے سوال کیا تھا۔

جناب امیر علیہ السلام :- محمد صلعم کا وحی تو میں ہوں۔ خلیبری :- بیشک آپ سچ فرماتے ہیں یہ کہہ کر اس خلیبری نے اسلام قبول کر لیا۔ (بحوالہ بحر المعارف صفحہ ۲۱۹)

واقعہ نمبر

میری آشفۃ بیانی

از دبیر حسین رهنوی (علیگ) پولیس پرنٹرز لاہور

عرب کے مشہور و معروف شاعر نابغہ دبیانی نے کہا تھا کہ انسان زندگی کی آمد نہ کرتا ہے حالانکہ طویل عمر اس کو نقصان ہی پہنچاتی ہے اس کی تروتازہ گی ختم ہو جاتی ہے پر کیف زندگی جیتے سمجھ کی یاد دہن جاتی ہے۔ اور ایک تکلیف دہ دور کا آغاز ہو جاتا ہے نہ مانہ اس کے ساتھ بیوفائی کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اسے دنیا کی کسی شے میں بھی خوشی اور مسرت نظر نہیں آتی۔

شاعر بالکمال کی جادو بیانی بجا لیکن راقم السطور کو حیات مستعار

کے شتر سال کا بجنال پیدا ہونے کے بعد شدت سے احساس ہونے لگے کہ

عمر کے آخری حصہ میں حیا جاگتی ہے

لوگ ہوتے ہیں مسلمان بڑی دیر کے بعد

اس دور پر فتن و پیر استوب میں جبکہ قوتی مضحک ہو گئے ہیں۔

یہ امر و بھرتی ہے کہ فرصت کے لمحات نصیب ہیں اور خلوت ہو یا جلوت میری آشفۃ بیانی کا پر تو مند رہہ ذیل دل پسند اشعار میں ملتا ہے جو اکثر و بیشتر میرے درد زبان کہتے ہیں۔

علیٰ امام من است و ہم غلام علیؑ ہزارہ جان گرامی فدائے جان علیؑ
ایمان من محبت آل محمد است جاسم فدائے خاک نہ حرفی علیؑ

ذوق حیراں ہے بہت فکر کشود کا لیں یا علیٰ مشکل کشایہ وقت ہمارا دکا

آپ ابو علیؑ کی ہے امامت کا مقام رکھتے ہیں خبر اس سے یہاں خاں عام
جو لوگ صنف اول میثاق میں تھے بوجھے کوئی ان سے کہ وہ کیسا تھا امام؟

سبطین نبی یعنی حسن اور حسین زہرا علیؑ کے دونوں وہ نور العین
عینک ہے تماشا کے دو عالم کے لئے اے ذوق! لگا آنکھوں سے انکے نعلین

مولانا احتشام الدینی کا تذکرہ عقیدت :-

مست ہے شاہ نجف کی سلامی زہے کامرانی، زہے شادمانی
وہ بخیر کیوں نہ ہو، بن گئے ہوں! حقیقت میں شیر خدا جس کے حاجی
یہ بچ کر در شاہ مرداں یہ اکثر خصوصاً شرف پاک گئے ہم سے عامی

میں نے اس دور کے مخصوص مسلمانوں کو!

یہ تو فرماتے مٹا ہے کہ نبی ہم سب
یہ بھی سمجھ کر نہیں یہ فضیلت دے دی
ایک آواز نہ اٹھی کہ علی ہم سب

اگر کوئی کہ عالی خاندانِ انجم نظر بر خاندانِ مصطفیٰ کن
وگرہ دانی کہ بر من جبر گشتہ نظر بر گشتگانِ کربلا کن

از علامانِ علی ساخت و لائے تو مرا تہنیت خواہ بر یزداد مسلمان فتم

شام زندگی بے ثبات میں یاد جوانی بھی دیر قرار دل بیتاب ہوئی ہے۔
ایسے ہی یہ کیفیت لمحات کی کیفیت نہاں خانہ دماغ سے گزر رہی ہیں سانس
آتی ہے کہ تقریباً نصف صدی پیشتر ۱۹۳۲ء میں گجرات کا پاکستان مسلم
یونیورسٹی علی گڑھ کو خیر باد کہہ کر بسا ملا نہ مت پولیس ٹریننگ
کالج قلعہ چھلور ضلع جالندھر (پنجاب) میں داخلہ مل جانے پر فوراً
ہی گھوڑے کی سواری کا دلچسپ تجربہ دبیر بے تدبیر کو دے دینا پیش
ہوا تھا۔ انگریز پولیس سر آئیٹن - ایچ ڈی ہیڈم سواری جانے کا
دعویٰ کرنے والے مسلمان ہندو سرگھ اور عیسائی بچھو جی انڈیا کو پہلے
روز ہی خطرناک کڑائیوں پر لے گیا ان سات کڑائیوں کو دیکھ کر ہم سب
گھبرا گئے اس حکم کی تعمیل میں کہ پاؤں باہر نکال کر دونوں کڑائیوں کو
زیرین کے ہرنے پر پیلٹ دو اور الحام کو گرہ دے کہ جانور کی گردن پر
ڈال دو نصف درجن مبتدی سواروں کے جھکے چھوٹ گئے ہمارے
چھروں پر ہوائیاں اڑتی دیکھ کر رائیڈنگ ماسٹر جیو دھری مانو رام
ہندو جانچ جو سابق فوجی افسر ضلع روہتک کا باشندہ تھا گرجا
آواز میں بولا "جو انڈیا! ڈرو نہیں یا علی! کالغہ لگا کر ساری کڑائیاں

پار کر جاؤ یہ سن کر میں بیساختہ چلا یا
رو میں ہے رخش عمر کہاں دیکھو تھے
نہ باغ باگ ہم ہے نہ پاپے نہ کاب میں

میں پہلے منبر پر تھا کہ انگریز افسر نے نام پکارا دھڑ دھری صاحب کا
زبناں دار چاک ہوا میں ہرایا اندر میرے مرکب کی پشت پر پڑا گھوڑا
اچھلا میں نے برجستہ آواز بلند یا علی کہا برق رفتاری سے کڑائیاں
طے ہونے لگیں ہوا کے دباؤ سے میری آنکھیں بند ہو گئیں۔ آخری ساتویں
کوارٹر دمدمہ پھلانگنے کے بعد گھوڑا رک گیا اور میں نے دیکھا کہ انگریز
افسر سامنے کھڑا ہے کہ ہاتھ ایک بعد دیکھ رہے یا علی کالغہ لگاتے ہوئے
یا قیامتہ جوان صبار فتار گھوڑوں پر سوار چلے آ رہے تھے عجیب دشت
منظر تھا کہ چھٹا جوان بوضیع سوار صوبہ سرحد کا ہندو مٹھان تھا تیسری
کڑائی پر گرا اور بے ہوش ہو گیا اس کی دائیں ٹانگ لٹٹ گئی تھی ہوش آئے
پراس نے یا علی کالغہ نہ لگانے پر سخت اظہارِ شیمائی کیا تھا۔ بے حد پر
ٹریننگ کا ایک سال کو برس ختم ہونے کو آیا تو امتحان کے دن میرے
حصہ میں بوٹی نامی انتہائی سرکش گھوڑا آیا جس میں جملہ عیب پائے
رہتے تھے میں نے یکمال عقیدت اپنے والد مرحوم و مفتیہ کا بتلایا ہوا
نسخہ آزمایا۔ سوار ہونے سے پہلے بوٹی کی گردن پر کلمہ کی انگلی سے یا علی
لکھ دیا۔ امتحان کے دوران گھوڑا بے قابو نہ ہوا۔ تجربہ ہی میں نے سائیس
کے سوار لے کیا بوٹی کی اچھل کود دوچند تھی۔

۱۹۴۸ء میں قیام پاکستان کے بعد جنگ آزادی کشمیر میں بطور
رضا کا عین محاذ پر جانے کی سعادت مجھ ناچز کو نصیب ہوئی تھی محبتی
دشمن فقی خان دلاور حسین خاں بودھو رقیہ گڑ ڈی - ایس - بی حال فم
دیپال پور ضلع ساہیوال عینی شاہد ہیں کہ کشمیر محاذ پر کہ فتاہ ہونیوالے
ہندو سرگھ قیدی پر ملا اعتراف کرتے تھے کہ یا علی کے نعروں سے
وہ ہیئت طاری ہوئی تھی کہ دل دہل جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مملکت

خداوند پاکستان میں متجانت کا سب سے بڑا اعزاز "نشان حیدر" ہے۔ اور
برصغیر پاک و ہند میں اکھاڑوں میں اترنے والے پہلوان آج بھی یا علیؑ
کا نعرہ بھیم بھیم بلند کرتے ہیں۔
کہاں کہاں نہیں ہوں گے اثر ترے عم کے
یہ نقش منزل دل تک لے پائے جاتے ہیں
وطن عزیز میں سیم و نہر کا پرستار آلودہ ہوا و ہوس میں گرفتار
معاشرہ اہلبیت اطہار کے ایثار و کرم دار سے اخراج کر کے قعر مذلت
میں گرا چاہتا ہے جسکی کیفیت محتاج بیان نہیں ہے
جیسے نصیب ہو نہ سیاہ میرا
وہ شخص دن نہ کہے رات کو کیونکر ہو

بفضلہ و بصدقہ اسمہ ہدایتی معکوس کی ان پہنایوں کے پیش نظر
مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ
مجھے پسند ہے دنیا میں اپنی ناکاحی!
کہ ہر ذلیل یہاں کامیاب ہوتا ہے

حضرت علی علیہ السلام کے کلام ہنج البلاغہ کا دنیاوی زندگی پر اثر!

ہنج البلاغہ حضرت علیؑ کے کلام کا ایک مجموعہ ہے، جسے شریف رشتی
نے متعدد قدیم کتابوں سے مرتب کیا۔ اس کے پڑھنے سے زندگی و
موت اور زندگی کے مختلف مسائل اور پہلوؤں پر ہم کو معلومات کا بیش بہا
خزانہ ملتا ہے۔ اپنے زمانے کے ماحول اور اپنے ساتھیوں کے نفسیات پر بھی
تبصرہ ملتا ہے۔

اسلام مادی زندگی سے تنگ آکر کھاگ نکلنے کی ہدایت نہیں کرتا۔
ہممت ہار کر گمراہ نشینی اختیار کر لینا اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے
مگر اسلامی تعلیمات کا تقاضہ یہ ہے کہ دنیاوی زندگی کو آخری زندگی کی
تیاری میں صرف کرنا چاہیے۔ حیاتِ آخری کو منزل مقصود قرار دینا چاہیے
جو لوگ آخرت کو بھول کر دنیا کی مختصر سی زندگی ہی کو اپنے وجود کا مقصد اور
اپنی حقیقی منزل قرار دیتے ہیں، اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔
حضرت علیؑ دنیاوی زندگی کا مقصد سفرِ آخرت کے لئے زادِ راہ حاصل
کر لینا قرار دیتے ہیں۔ یعنی دین کی عائد کی ہوئی پابندیوں کے ساتھ دنیوی
زندگی بسر کرنا تو شرعاً آخرت کا حاصل کرنا ہے۔ اس مقصد کو نظر انداز کر کے
دنیاوی زندگی میں آلودہ ہو جانے کی مذمت کی گئی ہے۔

موت سے بچائے خوف زدہ ہونے کے ملاوس ہونے کی ترغیب
دی گئی ہے، اپنے فرائض میں پہلو ہتی کی مذمت کی ہے اور فرائض کی ادائیگی

کے لئے کمر ہمت کو مقبوضی سے باندھ کر اٹھ کھڑے ہونے کے لئے جو صلہ
افزائی کی ہے۔ ذیل میں امیر المومنینؑ کے خطبوں سے اقتباسات درج
کئے جائیں گے۔ مندرجہ بالا تعلیمات اسلام کو خود انھیں کے الفاظ
میں ملاحظہ فرمائیے۔ اخلاقی تعلیمات اور حکیمانہ اقدار کے ذریعہ خلق خدا
کی ہدایت فرماتے ہیں۔ آخر وہی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے دنیاوی زندگی
کا صحیح طور سے بسر کرنا ضروری ہے۔ ساتھ ہی ساتھ آخرت کو بھول کے اسی
کو سب کچھ سمجھ لینا صحیح نہیں۔ ذیل میں حضرت علیؑ کے کلام کی روشنی میں
دنیاوی زندگی کی تصویر دیکھئے (زیادہ تفصیل اس موضوع پر دیکھنی
ہو تو حکیم الہی تصنیف علامہ کا مونیوری ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی مطبوعہ
حسینی مشن راولپنڈی ص ۵۶ سے ص ۶۴ مطالعہ کیجئے)

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں "دنیا کی زندگی اور نعیم پر فریفتہ نہ
ہو جانا اس کی مصیبت اور کلفت پر فغان و زاری نہ کرنا"

ص ۱۹، پنجم البلاغہ مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء

"کار ہائے زشت نہ انجام دو اپنی موت کو یاد رکھو جو لذتوں کو ڈھکا
دینے والی ہے" ص ۱۹، پنجم البلاغہ
"دنیا صاحبان دولت و نعمت کو مبتلائے آفت و مصیبت
کر دے گی"

"مصول علم و دانش کے لئے جلدی کرو۔ قبل اس کے کہ اپنے آپ
کو دوسری چیزوں میں مشغول کرو" ص ۵۵
"اس دنیا کو ذلیل سمجھو کہ چھوڑ دو"
"صبر کو اپنا شعار بنالو" ص ۶۸، پنجم البلاغہ

حضرت علیؑ علیہ السلام حق اور باطل پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے
ہیں۔ "اگر باطل بر سر اقتدار ہو (تو یہ کوئی نئی بات نہیں) ایسا تو ہوا

کیا ہے" ص ۲۰۵، پنجم البلاغہ

حضرت علیؑ کے وجود کا مقصد ہی خلق خدا کی خدمت اور ہدایت
تھا آپ نے اپنے اس اہم ترین فریضہ کو دشوار گزار منازل سے گزر کر
پورا کیا۔ رسول خدا کے بعد "موت کی طرف عمل کاوشہ لے کر" بڑھنے
کی تلقین کرتے ہیں۔ ص ۵۳، پنجم البلاغہ۔

حضرت علیؑ دنیا کو مستقل طور پر جائے اقامت قرار نہیں دیتے
اور یہاں سے کوچ کو ہر وقت مد نظر رکھتے ہیں۔ آپ حکم دیتے ہیں۔
"خدا کا نام لے کر کوچ کے لئے تیار ہو جاؤ" ص ۵۴

حضرت امیر المومنینؑ ہمیں نصیحت کرتے ہیں کہ ہم دنیا میں اقامت
کی آرزو نہ کریں" ص ۶۹، پنجم البلاغہ

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیاوی زندگی کو راسخوں اور جوگروں
اور دنیا سیوں کی طرح ترک کر دیا جائے کیونکہ اس کی کوئی قدر و اہمیت
نہیں۔ نہیں بلکہ یہ دنیاوی زندگی اتنی اہم ہے کہ حیاتِ آخری اس پر
مختصر ہے اور آخرت کی کامیابی کا راز دنیاوی زندگی کی کامیابی میں مضمر ہے
لیکن دنیاوی زندگی کیسی ہونی چاہیئے اور اسے کامیاب بنانے کے لئے
کیسی ہدایتوں اور نصیحتوں کی ضرورت ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ دنیا کی ترغیب
دی جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس میں آلودہ ہونے سے متنفذ
کر دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ چونکہ مادہ پرست ذہنیت کے لوگ کثرت
سے ہیں اور وہ دنیا میں ضرورت سے زیادہ آلودہ ہو کر آخرت کو بالکل
فراموش کر دیتے ہیں اس لئے دنیا کی حقارت کو ان کے سامنے پیش کرنا
ضروری ہے۔ دنیا سے آلودگی میں تقریباً کے مقابلہ میں افراط کرنے
والے زیادہ ہیں۔ اس لئے امیر المومنینؑ کے خطبوں میں دنیا کو حقیر ثابت
کرنے والی نصیحتیں بمقابلہ اس کی ترغیب دینے والی نصیحتوں کے زیادہ

ہیں۔

موت کے لئے تیار رہنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
 "بہتیں کو نوح کا حکم دیا جا چکا ہے اور زاد راہ کی طرف رہنمائی
 بھی کر دی گئی ہے۔"

ہیج البلاغہ ص ۲۸۱، ۲۸۲ پر ہے "دنیا جائے اقامت نہیں
 ہے، لہذا اسے آخرت سے بدل لینا چاہیے۔" موت کے لئے تیار
 رہنا ضروری ہے کہ وہ تم پر سایہ فگن ہے۔
 "تم میں اور جنت دوزخ کے مابین موت کے سوا کوئی فاصلہ
 نہیں ہے۔"

پھر صفحہ ۲۹۳ پر ہے فرماتے ہیں "بہتیں چاہیے کہ خدا کی راہ
 میں جان دے دینے سے خوش ہو اور سکون کے ساتھ موت کی طرف
 قدم بڑھاؤ۔"

وہ چیزیں جو دنیا میں حاصل کی جاتی ہیں لیکن آخرت میں کام آنے
 والی نہیں۔ امیر المؤمنین کی نگاہ میں قابل ستائش نہیں دنیا کی صرف انہیں
 چیزوں کو حاصل کرنا چاہیے جو آخرت کی زندگی کے لئے توشہ بن سکیں اور
 جو آخرت میں کام آنے والی نہیں اور دنیا میں موت کے آتے ہی جدا
 ہو جائیں گی بے کار ہیں جیسا کہ صفحہ ۲۹۵ پر فرماتے ہیں۔

"جس نے نیک کام کئے اور صرف انہیں چیزوں کو حاصل
 کیا (جو آخرت میں) ذخیرہ بن سکیں۔"

"جس نے اخراج دنیا کو پامال کیا اور (متاع آخرت) حاصل
 کر لی، اسے ایک کامیاب انسان تصور کرتے ہیں۔ اس لئے دنیا کی جو
 کوششیں اور مقاصد اخروی نقطہ نظر سے سودمند نہیں، ترک کرنے
 کے قابل نہیں۔" تبلیغ کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی تھی اور پھر دوسرے

تمام لوگوں پر چنانچہ ان کا ارشاد نقل کرتا ہوں۔

"سو یاد رکھو آسمانی رسولوں کے بعد فریضہ تبلیغ جس پر عائد
 ہوتا ہے وہ بشری ہے۔" ص ۲۳۵

آپ نے فرض کی انجام دہی کے لئے ان کو کتنی تکلیفیں اٹھانی
 پڑیں اور کتنے پیچیدہ مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ اسلام کے پاکیزہ اصولوں
 پر سیاسی مکاریوں کی ضربیں قوم کے لئے تفرقہ اور نظام اسلام کے لئے بہت
 مضر تھیں لیکن قوم کی فلاح کے لئے مصائب برداشت کرنا حضرت علی
 کے لئے ضروری تھا۔ فرماتے ہیں۔

"میں نے نظر اٹھا کر دیکھا، اپنے اہل بیت کے سوا کسی کو یاد و دگر
 نہ پایا، میں نے اسے پسند نہ کیا اور آنکھ میں جو تکا کھٹک رہا تھا اسے
 چھپایا اور حلق میں پھنسی ہوئی ٹہری پر پانی پی لیا۔ غصہ کو فرو کیا اور
 اندرائش سے زیادہ تلخ تکلیفوں پر صبر سے کام لیا۔"

(ص ۲۸۹-۲۹۰ ہیج البلاغہ)

"میں نے دس طویل مدت میں شدید تکالیف پر صبر سے کام لیا،
 حضرت علیؑ کا یہ قول ان کے اور ہر حق پرست کے لئے اتنا
 تکلیف دہ تھا کہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ
 "نیکو کار اپنے شخص بد کو دائرہ سمجھا جاتا ہے۔ ظالم اپنی تخت میں
 بڑھتا جاتا ہے۔"

حق کی حمایت کے لئے ہمیشہ آپ نے ہدایت جاری رکھی اور بتایا کہ
 "حق جسے نفع نہ پہنچائے گا اسے باطل زیاں پہنچا کر رہے گا۔"

صفحہ ۲۹۴ ہیج البلاغہ

حق سے ہمیشہ متحد رہنا چاہیے۔ باطل کے نقصان سے بچنے کا یہ ذریعہ
 ہے دنیا کی حق سے منحرف کر دینے والی نعمتوں سے بیزار رہنا ضروری ہے کیونکہ

”ایسے چاہئے دل کے دل کو وہ لینے والی دنیا اس کو ہلاک کرتی ہے“

اگر کوئی شخص چاہے کہ حق سے دور نہ کہہ باطل کے زیاں سے محفوظ رہے تو یہ ممکن نہیں، حق کا ساتھ دینا ضروری ہے اور حق کا ساتھ دینے میں صحیح نیت اور اہل حق کے ساتھ باطنی وحدت اور تعلق خاطر رکھنے کو کتنی اہمیت حاصل ہے کہ جنگ جمل میں جب امیر المومنینؑ کو خدا نے کامیابی عطا فرمائی تو آپ کے ایک فداکار نے بڑی حسرت کے ساتھ کہا ”کاش اس موقع پر میرا بھائی بھی موجود ہوتا۔ تاکہ وہ دیکھتا کہ کس طرح خدا نے بزرگ و برتر نے آپ کو دشمنوں پر فتح و نصرت مرحمت فرمائی“ امیر المومنینؑ نے یہ سن کر سوال کیا، کیا تیرا بھائی تجھ سے محبت رکھتا ہے۔؟ اس نے کہا بے شک۔ آپ نے فرمایا۔ تو یہ سمجھ لو وہ بھی اس جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھا۔ وہ ہم میں موجود تھا اور صرف وہی نہیں، ہمارے لشکر میں وہ لوگ بھی تھے، جو ابھی صلیب پر اور رجم مادر میں موجود ہیں جنہیں عنقریب زمانہ پیدا کرے گا۔ اور وہ جن کے وجود سے ایمان قوت پکڑے گا۔“

صفحہ ۱۸۸ و صفحہ ۱۸۹ ہج البلاغہ

بہر حال حضرت علیؑ کی حمایت کا حکم اور باطل پرستی کی ممانعت کرتے ہیں وہ زندگی بھر ایسے حکیمانہ اقوال کے ذریعہ سے نصیحت کرتے رہے انھوں نے ہدایت کی ہے کہ ”حرام کو اپنی شکیلی پر غالب نہ آنے دو۔“ صفحہ ۵۴۶

”آرزو عقل کو بھول میں ڈال دیتی ہے لہذا (غلط) امیدوں کو پھٹاؤ کیونکہ امید نہیں ایک قسم کا فریب ہے لہذا آرزو مند فریب خود رہے۔“

صفحہ ۶۱۲ ہج البلاغہ

وہ شخص حضرت علیؑ کی نگاہ میں مبارک ہے اور قابل تعریف ہے ”وہ حزن و اندوہ کو اپنا شعار قرار دے لے، خوف و ترس کو اپنا رویہ بنالے“ صفحہ ۶۱۵ ہج البلاغہ

”اور جس کے دل میں انجام کی فکر نہ کھر کر لیا ہو، جس کے بدن کو خوف خدا نے لاغر کر دیا ہو۔ عبادتِ شب نے اس کی ذرا سی نیند بکھی چھین لی ہو۔ جس کے خواہشات نفسانی کو نہ ہونے روک دیا ہو۔“ صفحہ ۵۸۷ ہج البلاغہ

”اصحاب رسولؐ۔ رات سجدہ اور قیام (عبادت) میں گزارتے، یاد اُٹھ اور امید و ثواب سے (روتے نہ روتے) ان کی آنکھوں سے اس طرح آنسو بہتے کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے لرزہ بر اندام ہو جاتا جس طرح بادِ تند سے درخت تلنے اور ڈولنے لگتے ہیں“ صفحہ ۵۸۷ ہج البلاغہ

”وہ ہم کو ہدایت کرتے ہیں کہ کبھی خانہ نشین ہو جائیں تو تم بھی پیغمبرؐ کے اہل بیت۔ اگر کبھی خانہ نشین ہو جائیں تو تم بھی خانہ نشین ہو جاؤ اور اگر وہ اٹھ کھڑے ہوں تو تم بھی اٹھ کھڑے ہو۔ ان سے سبقت نہ کہو کہ اس طرح گمراہ ہو جاؤ گے، ان سے پیچھے نہ ہو کہ اس طرح ہلاک و برباد ہو جاؤ گے۔“ صفحہ ۵۸۷ ہج البلاغہ

”یہی لوگ چراغِ ہدایت اور نشانِ روشن ہیں۔ خلق کے عیب اور بدی کو آشکار نہیں کرتے۔“ ہج البلاغہ ص ۵۴۳

خدا پرست مومن آپ نے حق کی نشانی بیان کی ہے۔

”جو اس سے آگے بڑھے گا۔ وہ (دین سے) خارج ہو گا

جو اس سے پیچھے پڑے گا وہ برباد ہو گا۔ اور جو اس کے ساتھ

ملتی رہے گا وہ واصلِ حق ہو گا۔

”پس عمل کہو اس دن کے لئے جس کے لئے اعمالِ حسنہ کے

ذخائر جمع کئے جاتے ہیں۔“ ہج البلاغہ ص ۵۴۳

ذیل میں حضرت علیؑ کے چند مختصر اقوال درج کرتا ہوں۔ آپ

دیکھیں گے۔ یہ وہ کونے ہیں جن میں حقائق اور معانی کے دریا

بھڑے ہوئے ہیں۔

دنیا میں سوا فریب کے اور کچھ نہیں۔ یہ فانی ہے۔“

۸۵۸ (ہجج البلاغہ)

”دنیا نے فریب دینے والی چیزوں سے اپنے آپ کو آداستہ کر رکھا ہے۔“ (ہجج البلاغہ ص ۸۵۸)

”یاد رکھو کہ... نفس پر بہت غصہ آتا رہتا ہے۔“

(ہجج البلاغہ)

”انسان جب خدا کی طرف جاتا ہے تو نہ مال و دولت ساتھ لے جاتا ہے نہ قصر و حجل۔“

”اگر تم شمشیر دنیا سے بچ گئے تو شمشیر آخرت سے سلامت نہ رہو گے۔“ (ہجج البلاغہ)

حضرت علیؑ ”شک کو یقین سے بدل،“ لینے کی نصیحت کرتے ہیں۔ رسول اکرمؐ کی زندگی میں اپنے مصائب اور خدا پرستی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”ہر مصیبت اور سختی کے وقت ہماری کسی چیز میں اضافہ نہیں ہوتا تھا مگر ایمان میں نہ خموں کی سوزش پر صبر کرتے تھے۔“ (ص ۸۵۸ ہجج البلاغہ)

اسراف کی مذمت میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”اسراف وہ چیز ہے کہ مسرت کو دنیا میں بلند اور آخرت میں پست کر دیتا ہے لوگوں میں تو اسے گرامی قدر بنا دیتا ہے اور خدا کی نظر میں اسے ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔“ (ہجج البلاغہ ص ۸۵۸)

مومنوں اور خدا ترس لوگوں کو حضرت علیؑ کے قول کے مطابق ”جنت میں انبیاء کی رفاقت نصیب ہوگی۔“

اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ میں اپنے نفس پر جوہر و ستم کا خیر گروں۔“ (ص ۱۲۲۹ ہجج البلاغہ)

آپ نے جناب سیدہ کی وفات کے موقع پر رسول کو مخاطب کر کے کہا: ”عنقریب آپ کی صاحبزادی آپ کو آگاہ کر دی گی، آپ ان سے اچھی طرح معلوم کر لیجئے۔ آپ میرے حالات کو ان سے دریافت فرمائیے۔“ (ص ۱۲۳ ہجج البلاغہ)

بہر حال حضرت علیؑ فقر اور درویشی اختیار کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اور اس فقر و درویشی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ محنت و مزدوری کی جائے تجارت و ذرائع اور تحصیل دولت کی جدوجہد چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ حضرت علیؑ کے فقر و درویشی سے مراد باطل و حرام سے بے نیازی اور اپنی دولت و راحت میں تسخیل اور ضرورت مندوں کا حصہ لگانا ہے۔

امیر المومنینؑ دنیا میں کھو جانے والوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں ”کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے دنیا سے بڑی بڑی امیدیں باندھ لی تھیں اور ”عمر کے ختم ہونے کو امر بعید سمجھتے تھے، ان سے عبرت حاصل کرنے کی نصیحت فرماتے ہیں، موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیے۔ موت سے پہلے اپنے گناہوں کی توبہ کر لینی چاہیے۔“

حضرت کا قول ہے ”تم سے کوئی انس نہ رہے مگر حق۔“ میں خدا پر ”توکل کرتا ہوں کہ وہ (میرے لئے) کافی اور یادر ہے!“ (ہجج البلاغہ ص ۸۵۸)

دنیاوی زندگی کو ترک نہ کرنا چاہیے اور بغیر آخرت کے خیال کے دنیا میں آلودہ نہ ہونا چاہیے اس کی وضاحت حضرت علیؑ کے مندرجہ ذیل قول سے بھی ہوتی ہے۔

”زائد اور پارسا (دہ لوگ ہیں۔ جو (بظاہر) اہل دنیا ہیں لیکن (باطن میں) اہل دنیا نہیں ہیں۔“ ص ۱۲۸۸ ہجج البلاغہ

”بلاشبہ کل کے نیک سخت دہی لوگ ہوں گے جو آج اس

اس دُنیا سے گریزاں ہیں۔ ص ۱۲۴، ہنج البلاغہ
 "میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی رسمیت کرتا ہوں، کیونکہ
 تقویٰ تم پر خدا کا حق ہے۔" یہ لوگ از جہت اعداد و شمار کم ہیں۔
 (ص ۱۳۲، ہنج البلاغہ)

"سویمت (ایشاد و قربانی) اور ولیمہ (عیش و کامرانی) ایک
 ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ غفلت کی نیند بہت کو کمزور کر دیتی
 ہے۔" (ص ۱۱۹، ہنج البلاغہ)
 "بلاشبہ گزشتہ عہد کے حالات تمہارے لئے سبق آموز ہیں۔"
 (ص ۱۱۷، ہنج البلاغہ)

ظلم و جور سے بھری ہوئی دُنیا میں مومن کی حالت حضرت علیؑ بیان
 فرماتے ہیں۔

"ان کے قلوب دُنیا میں ٹمکین و افسردہ رہتے ہیں، دُنیا نے انہیں
 متلاشہ اور مصائب میں جکڑ کر رکھا ہے۔" (ص ۱۱۷، ہنج البلاغہ)
 "کوئی مومن صبح شام نہیں گزارتا مگر یہ کہ اپنے نفس سے بدگمان
 ہوتا ہے اور عیب جوئی پر مائل رہتا ہے، وہ ہمیشہ اس پرکھی طاعت کا الزام
 لگاتا ہے۔" (ص ۱۱۵، ہنج البلاغہ)

"وہ شب اس حالت میں بسر کرتا ہے کہ اپنی غفلت سے خوفزدہ
 رہتا ہے۔" (ص ۱۱۲، ہنج البلاغہ)

"جنت نالیندیدہ اور دشوار کاموں سے، اور جہنم خواہشات
 نفس کی لذتوں سے بھری ہوئی ہے۔" (ص ۱۱۳، ہنج البلاغہ)

"پیروی نفس سے پرہیز کرو۔" (ص ۱۱۶، ہنج البلاغہ)
 "خوش نصیب وہ شخص ہے جسے اس کی بُری دوسرے لوگوں
 کی عیب جوئی سے محفوظ رکھے۔ اور اپنی خطاؤں پر گریہ کرتا رہے۔"
 (ص ۱۱۲، ہنج البلاغہ)

دوسرے کے گناہوں کو فاش کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا
 "خدا تمہارے گناہ کو پوشیدہ رکھتا ہے۔" (ص ۱۲۶، ہنج البلاغہ)
 "دوسرے کے گناہوں کو ظاہر کرنا خدا کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہے۔"
 "دُنیا میں کام کرنے تاکہ آخرت میں کام آئے" (ص ۱۳۲، ہنج البلاغہ)
 "آنحضرتؐ نے اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیا۔ اور خود اس کا رنج
 سختی و صبر کے ساتھ برداشت کیا۔" (ص ۱۳۲، ہنج البلاغہ)
 "آنکھیں خدا کا آشکار طور پر ادراک نہیں کر سکیں لیکن
 قلوب حقائق ایمان کے وسیلے سے اس کا ادراک کر لیتے ہیں۔"
 (ص ۱۱۶، ہنج البلاغہ)

"ہم گناہی دیتے ہیں کہ محمدؐ اس کے بندے اور فرستادہ تھے،
 جنہوں نے خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر سختی
 کو اپنے اوپر ہوا کر لیا اور اس کے راستہ میں ہر عزم و اندوہ کو جڑ جڑ سے
 کر کے پی لیا۔" (ص ۱۱۸، ہنج البلاغہ)

رہبانیت کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے حضرت علیؑ کا قول درج
 ذیل کرتا ہوں:-

ایک شخص نے اپنے بھائی کے متعلق شکایت کی۔ کہ "وہ (راہیل
 کی طرح) کلیم پوش ہو کر دُنیا سے کنارہ کش ہو گیا ہے۔" امیر المومنین
 نے اسے بلا کر سخت تنبیہ کی اور فرمایا۔

"کیا تم اپنی بیوی اور بچوں پر رحم نہیں کرتے!۔۔۔ تم اس حرکت
 سے خدا کے نزدیک ذلیل اور پست ہو گئے۔"

تلفظ علیؑ کا یہ آخری قول بھی درج کر دیتے کہ بعد اب دُنیاوی
 زندگی کی صحیح تصویر اصلاحی نقطہ نظر سے ہمارے سامنے آ جاتی ہے اور
 کسی قسم کی غلط فہمی کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

حضرت علیؑ دوسروں کو سکھانا چاہتے ہیں کہ اپنے گناہوں اور کمزوریوں کی مغفرت کی دعا کیونکر مانگنی چاہیے۔ اس لئے وہ خود اپنے گناہوں کے لئے دعائیں مانگیں تھیں اور انبیاء و ائمہؑ اور صالحین کا یہی طریقہ رہا ہے۔ کہ وہ اسحقؑ کو عبادت سمجھ کر اور بندگی کا نشان سمجھ کر بجالاتے تھے اور اپنے اعلیٰ مرتبہ کے لحاظ سے اپنی معمولی بات کو گناہ کہتے تھے۔ حالانکہ وہ آئینی لحاظ سے گناہ نہ تھے۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا

”خدا یا تو میرے ان گناہوں کو بخش دے جن کا علم مجھ سے زیادہ تجھے ہے“ (صفحہ ۵۵۵، نہج البلاغہ)

”خدا یا میں نے اپنے نفس سے (اطاعت و بندگی الہی کے جو وعدے کئے تھے اور ان وعدوں کو تو نے مجھ سے وفا ہوتے نہ پایا، اس پر بھی تو درگزر سے کام لے“

انہوں نے بار بار نصیحت کی ہے کہ اپنے گناہوں کی توبہ موت سے پہلے کر لینی چاہیے۔ ورنہ دنیاوی زندگی کے ختم ہو جانے کے بعد یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔ حرکت کرنے کے بعد ”اب نہ کیسی نیکی میں اضافہ کر سکتے ہیں، نہ کسی بدی کی معذرت کر سکتے ہیں“ (صفحہ ۹۳۲، نہج البلاغہ)

”پس خدا اس پر رحم فرمائے کہ جس نے توبہ کر لی ہو اپنے گناہوں کی معافی مانگ لی ہو اور موت کے آنے سے پہلے تیار ہی کر لی ہو“

(صفحہ ۹۹۲، نہج البلاغہ)

”عمل کی طرف جلدی کرو، اور حرکت ناگہانی سے ڈرو۔۔۔ آج اگر روزی کا کچھ حصہ فوت ہو گیا تو کل اس میں اضافہ ہو سکتا ہے اور کل (گزشتہ) جتنی عمر چاہی ہے، آج وہ واپس نہیں آ سکتی“

(صفحہ ۸۲۹، نہج البلاغہ)

”کوئی شبہ نہیں، دنیا کو رد کی حد بینائی کی انتہا ہے“ (صفحہ ۹۲۶، نہج البلاغہ)

”سبحان اللہ۔ زندہ مردہ سے کس قدر قریب ہے اس سے مل جانے کے لئے، اور مردہ زندہ سے کس قدر دور ہے، اس سے کبھی نہ مل سکنے کے لئے“

”سبحان اللہ، اس دنیا کی مسرت کتنی پر فریب اور اس کی سیرابی کس قدر سبب تشنگی (آخرت میں) ہے اور اس کا سایہ کیسا گرمی دوزخ کا موجب ہے، نہ آنے والی چیز (یعنی موت) روکی جاسکتی ہے، نہ گزشتہ (از دست رفتہ) واپس آ سکتا ہے“

مومنین کی تشریف کرتے ہوئے امیر المومنینؑ نے فرمایا ہے۔
”انہوں نے (آخرت کی) آسائش کو رنج دنیا سے اور (اس دن کی) سیرابی کو (آج کی) تشنگی سے بدل لیا۔ انہوں نے موت کو قریب سمجھا اور بھل کی طرف مبادرت کی، انہوں نے دنیا کی امیدوں کو جھٹلایا اور (گویا) موت کا نظارہ کر لیا، بلاشبہ دنیا فنا کا گھر ہے، تکلیف کا گھر ہے، انقلاب اور عبرت کا گھر ہے۔“

(صفحہ ۸۲۵، نہج البلاغہ)

خلاصہ یہ کہ اسلام دنیاوی زندگی سے بھاگنے کی نہیں بلکہ صحیح طور سے تسبیح کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ حمایت باطل سے علیحدگی حق سے اتحاد اور موت و زندگی بعد مرگ کو مد نظر رکھنا مندرجہ بالا مضمون کا حاصل ہے :-

مولائے کائنات کی پیشگوئیاں

(بحوالہ قادیانی رسالہ ہفت روزہ لاہور، ۱۱ مئی ۱۹۸۰ء سے ۱۰ مئی ۱۹۸۱ء ایڈیٹر ناقد زبیر وی صفحہ ۱۵)

بندہ خصلتیں

حضرت علی ابن ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میری امت میں بندہ خصلتیں پیدا ہوئیں اس پر خصلتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔ عرض کیا کیا یہ رسول اللہ وہ کیا ہیں؟ فرمایا! (۱) جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنالیا جائے (۲) امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے۔ (۳) نہ کوئے جہر مانہ محسوس ہونے لگے (۴) سٹو ہنزہی کامیطیع اور مال کا ناقربان بن جائے (۵) آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور ماں، باپ پر ظلم دھائے (۶) مباح میں شہرہ مچایا جائے۔ (۷) قوم کا زہیل ترین آدمی اس کا لیڈر ہو (۸) آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہونے لگے (۹) مرد ریشم پہننے لگیں (۱۰) نشہ اور راشیا کھلم کھلا استعمال کی جائیں۔ (۱۱) آلات موسیقی کو اختیار کیا جائے (۱۲) گلنے والی لڑکیاں فراہم کی جائیں۔

(۱۳) اس وقت کے لوگ اگلے لوگوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

(۱۴) لوگوں کو چاہیے کہ پھر وہ ہر وقت عذاب الہی کے منتظر رہیں خواہ سرخ آندھی کی شکل میں آئے یا نہ لڑنے کی شکل میں (۱۵) اصحابِ نبوت کی طرح صورتیں سرخ ہونے کی شکل میں! (راجا سعید احمد کراچی)

شیعیان حیدر کرار متعلق

سابق چیف جسٹس آف پاکستان کی رائے

عالی مرتبت عالی جناب محمد منیر صاحب چیف جسٹس آف پاکستان (ریٹائرڈ) کی شہرہ آفاق کتاب "جناح سے ضیاءِ قلم" جو انگریزی زبان میں لکھی گئی ہے۔ بہت آسان۔ یا محاورہ اور عام فہم زبان میں سادہ سی تحریر ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۳۹ اور صفحہ نمبر ۱۴۶ پر شیعیان حیدر کرار کے متعلق جو کچھ درج ہے اس کا اصلی عکس اگلے صفحہ پر پیش کیا جا رہا ہے۔ میں نے یہ اقتباس کتاب مذکور کے پہلے ایڈیشن سے پیش کیا ہے۔!

● کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ

ایک سال کے اندر دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں!

اس کتاب کی اشاعت اور قالیف چکر

جناب محمد منیر صاحب چیف جسٹس آف پاکستان (ریٹائرڈ)

دلی مبارکباد کے مستحق ہیں

خداوند کریم ان کو ان کی توفیقات میں دن دو گنی اور رات چو گنی

ترقی عطا فرمائے۔ (محمد وصی خان)

پہلا اسلامی دستک حضرت علی علیہ السلام نے جاری کیا

کتاب *The Calligrapher of Thatta*
نیمہ سی گرافٹ آف کسٹم جس کو جناب ایم۔ اے غفار صاحب
نے تحریر کیا ہے اور اس کے ناشر پاکستان ایر ان کلچرل ایسوسی ایشن
کراچی ہے جس نے ۱۹۶۸ء میں اس کو شائع کیا۔

• اس کتاب کا اصلی مضمون جو انگریزی زبان میں ہے اس کی
فولڈ کاپی قارئین کرام کی معلومات کے لئے شائع کر رہا ہوں۔
کہہ لیا جاتا ہے کہ سب سے پہلا اسلامی دستک عبدالملک
نے ۷۵ھ میں جاری کی لیکن یہ غلط ہے ایک حکم
۸۰ھ میں دو خلافت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام میں اسلامی
دستک جاری ہوئی۔ (نوٹ:- کتاب کا اصلی مضمون جناب سید رضوانی صاحب ساکن
بھارہ کالونی تمہید روٹے فراہم کیا جن کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ دفتی)

The Calligraphers of Thatta

41 - 42

Calligraphers

Tradition attributes Ali b. Abi Talib the honour of being
a distinguished scribe in the prophet's time. He is credited with
the collection for the first time of the whole of the Quran after
the death of the Prophet. Numismatic evidence proves that the
first real Arabic type on the coins appeared in the Caliphate of
Ali which bears the date 40 H. This was the model, on which
Abdul Malik's reforms were based in 75 A.H.¹

✓ In the Shia Political Conference when a Shia A'alim, Maulana
Abdul Hamid Chandio, said that democracy was not known in Islam,
several political leaders staged a walk out ('Musaawat' for December
15, 1978). A Shia Mujtahid, on being interviewed on television was
asked what was Nizam-i-Mustafa, gave a long reply which was
blackened out. The Shias cannot be ignored in enforcing Nizam-i-
Mustafa as they are educated and powerful section of the community,
having different views on Ushr and Zakat and penal laws. They
number about 3 crores. Mufti Jafar, their mujtahid, wrote a
minute of dissent when the Ushr and Zakat were being discussed
but he was over-ruled. He has now threatened to resign from the
Advisory Council of Islamic Ideology. Allama Mufti Syed
Nasiruddin Ijtihadi, Allama Shabbir Ansari, Allama Syed Najamul
Hasan have said that though they welcome Nizam-i-Mustafa, their
idea of Nizam-i-Mustafa is different from that of Sunnis.

146

From Jinnah to Zia

Quran and Sunnah

then I am nothing more than a man" ('Mishkat' Book I, Chapter VI).
This tradition takes away the authority of hadis relating to worldly
affairs and introduces secularism in Islam.

✓ The Shias judge Hadis from their own point of view and only
consider such traditions reliable as are based on the authority of Ali
and Ahli-bait. They have their own collections of Ahadis and do not
accept the traditions compiled by Bukhari and his coworkers when
they do not tally with their own traditions. They believe that the
only Islamic form of Government was in the time of the Holy Prophet
and therefore have different views on Ushr and Zakat and the cut-
ting off of hands of the thief. They do not use the word Ushr but
Khums, being 1/5 of the savings and the net agricultural produce.
Further they believe that Government cannot collect Zakat or Ushr;
their mujtahid only can do so and distribute the Zakat among the
persons who are, according to the Shia views, entitled to it.

از کلام عارف

بزرگ مولانا جلال الدین بلخی رومی

اے رہنمائے مومن! اللہ مولانا علی
توئی سرودش غیب داں اللہ مولانا علی
دانندہ از ہمہ انجم و آفت از سمہ
اے قدر و اعزاز سمہ اللہ مولانا علی
قاضی و شیخ و محتسب دار و بدل بقض علی
سر سہ شدید از دین بری اللہ مولانا علی
شام علی مرتضیٰ بعدش حسن بن نجم سما
خواہم حسین کر بلا اللہ مولانا علی
آل آدم آل عباد انم علی زین العبا
سم باقر و صادق گو اللہ مولانا علی
موسلی کاظم مفتاحین باشد امام و رہنما
گوید علی موسی رضا اللہ مولانا علی
سوئے تقی آی تقی در مہر او عہدی بخوا
با عسکری رازی بگو اللہ مولانا علی
مہدی سوار آخرین بر خصم بکشاید ہمیں
خارج رود زیر زین اللہ مولانا علی



عَلَيْهِ السَّلَامُ

اللَّهُ

عَلَيْهِ

صَفْوَةُ

اللَّهُ

عَلَيْهِ

حُجَّتِ

اللَّهُ

عَلَيْهِ

اللَّهُ

عَلَيْهِ

وَلِي

اللَّهُ

عَلَيْهِ

عَدْلُ

اللَّهُ

عَلَيْهِ

عَيْنُ

اللَّهُ

عَلَيْهِ السَّلَامُ



سمئے تو بنے نقطہ پھیلے تو یہ قرآن ہے
اس پیکر معنی کی تفسیر نہیں ممکن

جسے کلام ہو اس میں وہ کہے بسم اللہ
علیٰ بنی نقطہ زیبائے بسم اللہ



مُؤَدِّع

محمد روصی خان

کردہ آم این نذر مولاے نجف گر قبول افتد زہے عز و شرف

کتاب ملنے کے پتے

محفل حیدری، نانظم آباد نمبر ۴، کراچی ۱۸
احمد یک ڈپو، رضویہ سوسائٹی، کراچی
محفوظ بک اینجی، مارٹن روڈ، کراچی



ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی

بمبئی بازار - کھارادر - کراچی ۲

عَلَيْهِ السَّلَامُ

اللَّهُ

عَلَيْهِ

الْوَلِي

اللَّهُ

عَلَيْهِ

الْصَفِي

اللَّهُ

عَلَيْهِ

السَّاقِي

اللَّهُ

عَلَيْهِ

اللَّهُ

عَلَيْهِ

السَّاجِدُ

اللَّهُ

عَلَيْهِ

الْعَابِدُ

اللَّهُ

عَلَيْهِ السَّلَامُ